Spot CMYK#Waheed

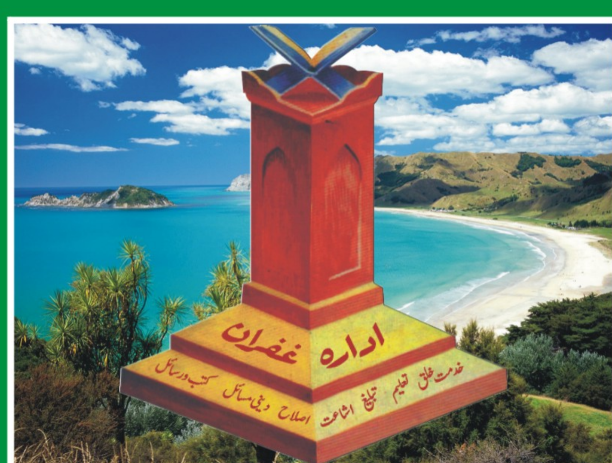

ماہنامہ التبلیغ راولپنڈی

بشرفِ دعا
حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ
وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت
مفتی محمد یونس مفتی محمد امجد حکیم محمد فیضان غفار الحق

فی شمارہ............25 روپے
سالانہ...........300 روپے

پبلشرز
محمد رضوان
سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

خط و کتابت کا پتہ
ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959
راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

قانونی مشیر
الحاج غلام علی فاروق
(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ ''التبلیغ'' حاصل کیجئے

ڈاک کا پتہ تبدیل ہو جانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا

برائے رابطہ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17
عقب پٹرول پمپ و چمڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان
فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5780728
www.idaraghufran.org
Email: idaraghufran@yahoo.com

ترتیب وتحریر

صفحہ

اداریہ ....کیا سیاست وحکومت پر تبصروں سے تبدیلی آجائے گی؟.........مفتی محمد رضوان ۳

درسِ قرآن (سورہ بقرہ: قسط۱۰۰)......... روزہ کی فرضیت اور اس کی حکمت...............// // ۵

درسِ حدیث ......نبی علیہ السلام اخلاق کے بلند مرتبہ پر فائز اور قرآن کا عملی نمونہ...// // ۱۳

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

گم شدہ چیز کی دستیابی کی مسنون دعاء.............................مفتی محمد رضوان ۱۹

جھوٹے، ظالم حکمران اور ان کی جھوٹ وظلم پر مدد............................ // // ۲۲

معینُ المفتی.................................... // // ۲۵

جنت کی کہانی قرآن کی زبانی (جنت اور اس کی بہاریں: قسط۸).....................مفتی محمد امجد حسین ۲۷

پھول میں نے کچھ چنے ہیں ان کے دامن کے لئے.......................... // // ۳۳

غیر مسلم کو سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا...................................مولانا محمد ناصر ۳۹

شراب اور نشہ کے دنیاوی اور دینی نقصانات (دسویں وآخری قسط)..............مفتی محمد رضوان ۴۵

تجارت انبیاء وصلحاء کا پیشہ (قسط۱۵)...............................مفتی منظور احمد ۵۰

ماہِ محرم: چھٹی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات.......................مولانا طارق محمود ۵۸

علم کے مینار..عمر خیام ایک عظیم مگر مظلوم فلسفی وریاضی دان (آخری قسط۱۱)....مفتی محمد امجد حسین ۶۰

تذکرۂ اولیاء:..............یہ دنیا اے دوستو! بخدا کسی کا گھر نہیں...............// // ۶۴

پیارے بچو!...............فضول خرچی کا نقصان...............مولانا محمد ناصر ۷۰

بزمِ خواتین ....توبہ کے فضائل...............مفتی محمد یونس ۷۱

آپ کے دینی مسائل کا حل..... مونچھوں کو کاٹنے یا مونڈنے کا حکم..........ادارہ ۷۵

کیا آپ جانتے ہیں؟.......... سونے کے آداب (قسط۲)........مفتی محمد رضوان ۸۱

عبرت کدہ .... حضرت یوسف علیہ السلام (قسط۳۱)..........ابوجویریہ ۸۵

طب وصحت.......... بیمار ومریض کی عیادت کی فضیلت .....مفتی محمد رضوان ۸۹

اخبارِ ادارہ .... ادارہ کے شب وروز..........مولانا محمد امجد حسین ۹۲

اخبارِ عالم .... قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں..........حافظ غلام بلال ۹۳

IdaraGhufran

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

مفتی محمد رضوان

کیا سیاست وحکومت پر تبصروں سے تبدیلی آجائے گی؟

آج کل عام طور سے مزاج یہ بن گیا ہے کہ کسی بھی کام کی صحیح اور مؤثر تدبیر اختیار کرنے کے بجائے اس پر تبصرے اور تجزیئے پر زورِزبان وقلم خرچ کیا جاتا ہے، بلکہ بعض لوگ تو تبصروں وتجزیئوں ہی کو کافی اور اصل تدبیر سمجھتے ہیں، یہی معاملہ سیاست وحکومت کے معلات میں بہت سے لوگوں کی طرف سے سامنے آتا ہے۔

جبکہ حکومت وسیاست پر سال ہا سال کے تبصروں وتجزیوں کا نتیجہ سامنے ہے کہ مجموعی طور پر حکومت وسیاست کے معاملات بہتری کے بجائے ابتری کی طرف گئے ہیں۔

اور بعض لوگوں کی طرف سے موجودہ سیاست کو جمہوری سیاست قرار دے کر اگرچہ کامیاب قرار دیا جارہا ہے، مگر پانچ سالہ دورِحکومت پورا ہونے کے قریب ہے، اور ملک کی صورتِ حال یہ ہے کہ نہ بقدرِضرورت بجلی ہے، نہ گیس ہے، اور نہ ہی عام طور پر سازگار روزگار ہے، اور بھی بہت کچھ کہنے کو ہے، مگر اس موقع پر اصل بات جو قابلِ غور ہے، وہ یہ ہے کہ کیا سیاست وحکومت پر تبصروں وتجزیوں سے تبدیلی ممکن ہے، یا اس کے لئے مؤثر عملی تدبیر بھی ضروری ہے۔

ہم یہ سمجھتے ہیں کہ موجودہ دور میں ہمارے یہاں انتخابات کا طریقہ رائج ہے، جس میں ووٹوں کے ذریعہ سے حکمرانوں کا انتخاب کیا جاتا ہے، اور قیامِ پاکستان سے لے کر اب تک اس طریقہ سے حکمران منتخب ہوکر سامنے آتے رہے ہیں، جبکہ کئی حکمران ملک میں غیرانتخابی راستے سے بھی آئے ہیں، مگر ہمارے خیال میں اس کی اصل وجہ بھی ملک کے بڑے حلقے اور طبقے کی ووٹوں کے استعمال سے عدمِ دلچسپی ہے۔

اس لئے موجودہ سیاست وحکومت کی تبدیلی یا اصلاح کے حوالہ سے اصل کام یہ ہے کہ ملک کے تمام ووٹوں کے اہل حضرات بروقت ووٹ کا استعمال کریں، اور ذمہ دارانہ طریقے سے استعمال کریں، جس میں کسی ذاتی مفاد کے بجائے ملک وملت کے اجتماعی مفاد کو ترجیح دیں، اور ذاتی تعلقات، لسانیت، برادری وقوم پرستی کے بجائے حق پرستی کو ترجیح دیں، اور چند ٹکوں کے بجائے وسیع تر قومی مفاد کو ترجیح دیں۔

ہمیں امید ہے کہ اگر ملک کے سب ووٹ دینے کی اہلیت رکھنے والے افراد ذمہ دارانہ طریقہ پر اپنے ووٹ کا استعمال کریں گے، تو ان شاء اللہ تعالیٰ ایک ہی دن میں تبدیلی آ جائے گی۔

اور اگر آپ نے ووٹ کا استعمال ہی نہیں کیا، یا غلط استعمال کیا تو پھر آنے والے پانچ سالہ دورِ حکومت کی بدعنوانیوں میں بھی برابر کے شریک سمجھے جائیں گے۔

مگر تعجب ہے کہ ہمارے ملک کے بڑے طبقہ کا حال یہ ہے کہ وہ سرے سے ووٹ کا استعمال ہی نہیں کرتا، اور اس کے بجائے ووٹوں کے دن صبح سے شام تک گھر میں بیٹھ کر ٹی وی وغیرہ پر ووٹوں کی خبروں کا تماشہ دیکھتا ہے، اور شام یا صبح ہونے پر نتائجِ بد سامنے آنے کے بعد سال ہا سال تک تبصرے و تجزیئے کرتا ہے۔

جبکہ نماز روزہ کے پابند ایک بڑے طبقہ کا حال یہ ہے کہ یا تو اسے ووٹوں کے معاملات سے کوئی سروکار ہی نہیں، یا وہ اس طریقہ کو سراسر گمراہی تصور کرتا ہے، اور یا پھر مساجد میں بیٹھ کر دعاؤں اور ذکر میں مشغول رہتا ہے، مگر یہ بات نہیں سمجھتا کہ دعاؤں اور ذکر واذکار کے لئے تو سالہا سال موجود ہیں، مگر اب ووٹ کے صحیح استعمال کا موقع تھا، اس وقت یہی تدبیر اختیار کرنا ضروری تھا۔

اس طرح کے تصورات وخیالات کم علمی، عدمِ بصیرت اور ناواقفی وغیرہ کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں، جو کہ شرعی وقانونی نکتۂ نظر سے کوئی وقعت نہیں رکھتے۔

شنید ہے کہ ملک میں سو فیصدی ووٹوں کے استعمال کے ضروری ہونے کو قانونی حیثیت دینے کی کوششیں ہو رہی ہیں، ہمارے خیال میں یہ ایک اچھا اقدام ہے، بشرطیکہ معذور و مجبور لوگوں کے لئے متبادل بندوبست بھی کیا جائے، اور سو فیصدی افراد کے تناسب سے ووٹ ڈالنے کا مناسب انتظام بھی کیا جائے۔ فقط۔

(علمی وتحقیقی سلسلہ نمبر 23)

معینُ المفتی

من مقدمة عمدة الرعاية وامام الكلام

للعالم الكبير العلامة ابى الحسنات الشيخ عبد الحى اللكنوى (المتوفى ١٣٠٤هـ)

الجامع والمحشي: المفتي محمد رضوان

الناشر: اداره غفران، راولبندى، الباكستان

(سورہ بقرہ قسط ۱۰۰، آیت ۱۸۳) مفتی محمد رضوان

روزہ کی فرضیت اور اس کی حکمت

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (۱۸۳) اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰت.

ترجمہ: اے ایمان والو فرض کیے گئے تم پر روزے جیسے فرض کیے گئے تھے، ان پر جو تم سے پہلے تھے، تاکہ تم متقی ہو جاؤ (۱۸۳) چند روز ہیں گنتی کے۔

تفسیر وتشریح

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے روزہ کی فرضیت اور اس کے بعد روزہ کی اہم حکمت کو بیان فرمایا ہے۔

روزہ ان عبادات میں سے ہے جن کو اسلام کے ستون اور شعائر (نشانیاں) قرار دیا گیا ہے۔

توحید ورسالت کے بعد نماز، زکاۃ، روزہ اور حج اسلام کے ارکان کہلاتے ہیں۔

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ، شَهَادَةِ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالْحَجِّ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ (بخاری) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ ستونوں پر قائم کی گئی ہے، ایک اس حقیقت کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ (یعنی عبادت اور بندگی کے لائق) نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں دوسرے نماز قائم کرنا، تیسرے زکاۃ ادا کرنا، چوتھے حج کرنا، پانچویں رمضان کے روزے رکھنا (بخاری ومسلم)

اس قسم کی حدیث اور سندوں سے بھی مروی ہے۔

رمضان کا روزہ بدنی عبادت اور فرضِ عین احکام میں سے ہے اور دین کا ایک بڑا رکن ہے، اور شریعتِ

---

[1] رقم الحديث ٨، كتاب الايمان، باب قول النبى صلى الله عليه وسلم :بنى الإسلام على خمس، مسلم، رقم الحديث ١٦ "٢٠" ترمذى ،رقم الحديث ٢٦٠٩، نسائى،رقم الحديث ٥٠٠١.

محمد یہ علیٰ صاحبہا الصلاۃ والسلام کے بڑے مضبوط قوانین میں سے ہے، روزہ کی فرضیت قطعی، پختہ اور یقینی دلیل سے ثابت ہے۔

اور روزہ کے فرض ہونے پر قرآن مجید، سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، اجماعِ امت اور کئی دیگر عقلی دلائل موجود ہیں، رمضان کے روزے رکھنا ہر مسلمان مرد وعورت، عاقل، بالغ پر فرض عین ہے، جس کی فرضیت کا انکار کرنے والا کافر ہے اور بغیر شرعی عذر کے چھوڑنے والا سخت گنہگار اور فاسق ہے۔

بعض اہلِ علم حضرات کے بقول رمضان کے روزے ہجرت کے دوسرے سال فرض ہوئے۔

فقہائے احناف کی تحقیق کے مطابق رمضان کے روزے فرض ہونے سے پہلے عاشوراء (یعنی دس محرم) کا روزہ فرض تھا، پھر رمضان کے روزوں کی فرضیت کا حکم آنے کے بعد عاشوراء (یعنی دس محرم) کے روزے کی فرضیت کا حکم ختم ہو گیا۔

سورہ بقرہ کی مذکورہ آیت میں روزے کی فرضیت کا حکم مسلمانوں کو ایک خاص مثال سے دیا گیا ہے، روزہ کے حکم کے ساتھ یہ بھی ذکر فرمایا کہ یہ روزے کی فرضیت کچھ تمہارے ساتھ خاص نہیں، پچھلی اُمتوں پر بھی روزے فرض کئے گئے تھے، اس سے روزے کی خاص اہمیت بھی معلوم ہوئی، اور مسلمانوں کی دلجوئی کا بھی انتظام کیا گیا کہ روزہ اگرچہ مشقَّت کی چیز ہے، مگر یہ مشقَّت تم سے پہلے بھی لوگ اٹھاتے آئے ہیں۔

طبعی بات ہے کہ جب مشقَّت میں بہت سے لوگ مبتلا ہوں تو وہ ہلکی معلوم ہونے لگتی ہے۔

قرآن مجید کے الفاظ " الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ "یعنی" تم سے پہلے لوگوں پر" عام ہیں۔

حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے لے کر حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تک کی تمام شریعتوں اور امتوں کو شامل ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح نماز کی عبادت سے کوئی شریعت اور کوئی امت خالی نہیں رہی، اسی طرح روزہ بھی ہر امت وشریعت میں فرض رہا ہے۔

اور جن حضرات نے یہ فرمایا کہ "مِنْ قَبْلِكُمْ" سے اس جگہ نصاریٰ مراد ہیں وہ بطور ایک مثال کے ہے، اس سے دوسری امتوں کی نفی نہیں ہوتی۔

مذکورہ آیت میں صرف اتنا بتلایا گیا ہے کہ روزے جس طرح مسلمانوں پر فرض کئے گئے پچھلی اُمتوں پر بھی فرض کئے گئے تھے، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ پچھلی اُمتوں کے روزے تمام حالات وصفات میں مسلمانوں ہی کے روزوں کے برابر ہوں، مثلاً روزوں کی تعداد، روزوں کے اوقات کی تعیین، اور یہ کہ کن

دنوں میں رکھے جائیں، اور روزے میں کیا کیا پابندیاں ہوں، ان چیزوں میں اختلاف ہوسکتا ہے، چنانچہ واقعہ بھی ایسا ہی ہے، کہ تعداد میں بھی کمی بیشی ہوتی رہی، اور روزے کے دنوں اور اوقات اور بعض پابندیوں میں بھی فرق ہوتا رہا ہے۔

روزہ سے تقویٰ کا حصول

اس آیت میں روزے کی فرضیت بیان کرنے کے بعد روزہ کی اہم حکمت کو اس طرح ذکر فرمایا کہ:

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ

''تاکہ تم متقی ہوجاؤ''

تقویٰ کے لغت میں معنیٰ ''ڈرنے اور بچنے'' کے آتے ہیں، اور ڈر کا اصل محل و مقام دل ہے، اور دل میں جس چیز کا ڈر ہوتا ہے، انسان اس سے اپنے عمل سے بھی بچتا ہے، اس لئے دل کا ڈر ایک خاص کیفیت ہوئی، جس کا اثر اعضاء پر ظاہر ہوتا ہے، پس شریعت کی زبان میں تقویٰ اس کو کہا جاتا ہے کہ جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا ڈر ہو، اور اپنے عمل کے ذریعہ سے اس ڈر کا اظہار ہو۔

پھر تقویٰ کے درجات میں بھی اسی اعتبار سے فرق ہوتا ہے کہ جس کے دل میں اللہ کا جس قدر ڈر ہوتا ہے، اس کے عمل سے اس ڈر کا اظہار بھی اسی اعتبار سے ہوتا ہے۔

قرآن مجید میں ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ (سورۃ الحج، رقم الآیۃ ۳۲)

ترجمہ: اور جو کوئی اللہ کے شعائر (یعنی اہم نشانیوں) کی تعظیم کرے گا، تو یہ بات دلوں کے تقویٰ میں سے ہے (سورہ حج)

اس سے معلوم ہوا کہ عمل کے ذریعہ سے دلوں کے تقویٰ کا اظہار ہوتا ہے۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

اَلتَّقْوٰی هَاهُنَا وَيُشِيْرُ إِلٰى صَدْرِهٖ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ (مسلم، رقم الحدیث ۲۵۶۴ ''۳۲'')

ترجمہ: تقویٰ یہاں ہوتا ہے، اور آپ نے اپنے سینہ کی طرف تین مرتبہ اشارہ فرمایا (مسلم)

اور بنوسلیط کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

اَلتَّقْوٰی هَاهُنَا، اَلتَّقْوٰی هَاهُنَا، يَقُوْلُ: أَيْ فِي الْقَلْبِ (مسند احمد، رقم الحدیث

۲۳۲۱۳) ۱

ترجمہ: تقویٰ یہاں ہوتا ہے، تقویٰ یہاں ہوتا ہے، آپ دل کی طرف اشارہ فرمارہے تھے کہ تقویٰ دل میں ہوتا ہے (مسند احمد)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ تقویٰ اصل دل میں ہوتا ہے۔

اور قرآن مجید میں ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰی (سورة الفتح، رقم الآية ۲٦)

ترجمہ: اور ان پر تقویٰ کے کلمہ کو لازم کیا (سورہ حج)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ تقویٰ کا اظہار کلام کے ذریعہ سے بھی ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ بہت سی احادیث میں کئی نیک اعمال کو تقویٰ قرار دیا گیا ہے۔

سورہ بقرہ کی مذکورہ آیت میں روزہ کی حکمت تقویٰ کا حاصل ہونا بیان کی گئی ہے۔

اور یہ بات مشاہدہ اور تجربہ سے بھی ثابت ہے کہ روزہ کے ذریعہ سے دل میں تقویٰ پیدا ہوتا ہے، اور ظاہری اعضاء میں بھی تقویٰ کے اثرات نمایاں ہوتے ہیں۔

چنانچہ روزہ رکھنے والا خاص اللہ کے لئے روزہ رکھتا ہے، اور اسی وجہ سے وہ تنہائی میں بھی بھوک پیاس لگنے کے باوجود کچھ کھاتا پیتا نہیں ہے، اور اسی وجہ سے احادیث میں فرمایا گیا ہے کہ روزہ کا بدلہ خاص اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا جائے گا۔

نیز جو گناہ انسان سے سرزد ہوتے ہیں ان میں سب سے زیادہ دو چیزیں گناہ کا باعث بنتی ہیں، ایک منہ اور دوسری شرمگاہ۔

اور روزہ میں ان دونوں اعضاء پر پابندیاں ہوتی ہیں، جس سے معلوم ہوا کہ واقعتاً روزہ سے تقویٰ حاصل ہوتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَلصَّوْمُ لِيْ وَأَنَا أَجْزِيْ بِهٖ يَدَعُ شَهْوَتَهٗ وَأُكْلَهٗ وَشُرْبَهٗ مِنْ أَجْلِيْ وَالصَّوْمُ جُنَّةٌ وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ حِيْنَ يُفْطِرُ وَفَرْحَةٌ حِيْنَ يَلْقٰى رَبَّهٗ

---

۱ فی حاشية مسند احمد: حديث صحيح، وهذا إسناد حسن.

(بخاری) [1]

ترجمہ: اللہ عزّ وجلّ فرماتے ہیں کہ روزہ خاص میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا، بندہ اپنی شہوت اور کھانے پینے کو صرف میری وجہ سے چھوڑ دیتا ہے، اور روزہ (جہنم سے) ڈھال ہے، اور روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں، ایک خوشی افطار کے وقت اور ایک خوشی اپنے رب سے ملاقات کے وقت (بخاری)

اس قسم کی حدیث حضرت علی، حضرت ابنِ مسعود اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہم کی سند سے بھی مروی ہے۔ [2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

اِنَّ رَبَّکُمْ يَقُوْلُ كُلُّ حَسَنَةٍ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ وَالصَّوْمُ لِىْ وَاَنَا اَجْزِىْ بِهِ الصَّوْمُ جُنَّةٌ مِّنَ النَّارِ (ترمذی) [3]

ترجمہ: بے شک آپ کے رب کا فرمان ہے کہ ہر نیکی کا بدلہ (کم از کم) دس گنا سے سات سو گنا تک (جتنا اللہ تعالیٰ چاہیں) ہے اور روزہ خاص میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور روزہ جہنّم سے ڈھال ہے (ترمذی)

---

[1] رقم الحديث ۷۴۹۲، كتاب التوحيد، باب قول الله تعالى يريدون أن يبدلوا كلام الله، واللفظ لهٗ؛ مسلم، رقم الحديث ۱۱۵۱، باب فضل الصيام.

[2] عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ " :إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى، يَقُولُ: الصَّوْمُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ، وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ حِينَ يُفْطِرُ، وَحِينَ يَلْقَى رَبَّهُ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ " (سنن النسائی، رقم الحديث ۲۲۱۱)

عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، قَالَ :عَبْدُ اللَّهِ " :قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ :الصَّوْمُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ، وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ حِينَ يَلْقَى رَبَّهُ، وَفَرْحَةٌ عِنْدَ إِفْطَارِهِ، وَلَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ " (سنن النسائی، رقم الحديث ۲۲۱۲)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ :قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى، يَقُولُ :الصَّوْمُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ .وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ إِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ، وَإِذَا لَقِيَ اللَّهَ فَجَزَاهُ فَرِحَ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ " (سنن النسائی، رقم الحديث ۲۲۱۳)

[3] رقم الحديث ۷۶۴، كتاب الصوم، باب ماجاء فى فضل الصوم.

قال الترمذى: وَفِي البَابِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، وَكَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ، وَسَلَامَةَ بْنِ قَيْصَرٍ، وَبَشِيرِ ابْنِ الخَصَاصِيَةِ، وَاسْمُ بَشِيرٍ زَحْمُ بْنُ مَعْبَدٍ، وَالخَصَاصِيَةُ هِيَ أُمُّهُ، وَحَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ هَذَا الوَجْهِ.

اگر چہ تمام عبادتیں اللہ ہی کے لئے ہوتی ہیں لیکن روزہ کو اللہ تعالیٰ نے خاص اپنے لئے اس وجہ سے فرمایا کہ عام طور پر دوسری عبادتیں ایسی ہیں کہ جن میں دکھلاوے کا احتمال ہوتا ہے مگر روزہ چونکہ بذاتِ خود کوئی فعل نہیں بلکہ کھانے پینے کے فعل کو چھوڑنے کا نام ہے اس میں کوئی وجودی کام نظر کے سامنے نہیں آتا، اس لئے یہ دکھلاوے سے دور ہے۔

روزہ وہی رکھے گا، اور روزہ رکھ کر اس کو وہی باقی رکھے گا، جس کے دل میں تقویٰ اور اللہ تعالیٰ کا ڈر ہوگا۔

کیونکہ اگر کوئی شخص روزہ رکھ کر تنہائی میں کچھ کھا پی لے جس کا دوسرے لوگوں کو پتہ نہ چلے تو دوسرے لوگ تو اسے روزہ دار ہی سمجھیں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ أَکْثَرِ مَا یُدْخِلُ النَّاسَ الْجَنَّۃَ، فَقَالَ: تَقْوَی اللّٰہِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ، وَسُئِلَ عَنْ أَکْثَرِ مَا یُدْخِلُ النَّاسَ النَّارَ، فَقَالَ: اَلْفَمُ وَالْفَرْجُ (ترمذی) [۱]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ جنت میں لوگوں کا زیادہ کس وجہ سے داخلہ ہوگا؟ تو فرمایا کہ اللہ کے تقویٰ اور حسنِ خلق کی وجہ سے۔

پھر سوال کیا گیا کہ لوگ جہنم میں زیادہ کس وجہ سے داخل ہوں گے؟ تو فرمایا کہ منہ اور شرم گاہ کی وجہ سے (ترمذی، مسند احمد)

روزہ میں منہ اور شرمگاہ دونوں پر پابندی ہوتی ہے۔ اور مذکورہ دونوں راہوں سے جو گناہ ہو سکتے ہیں روزہ ان سے باز رکھنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

مَنِ اسْتَطَاعَ الْبَاءَ ۃَ فَلْیَتَزَوَّجْ فَإِنَّـہٗ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ

---

[۱] رقم الحدیث ۲۰۰۴، ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی حسن الخلق، واللفظ لہٗ، مسند احمد، رقم الحدیث ۷۹۰۷، شعب الایمان للبیہقی، رقم الحدیث ۵۰۲۵، مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۷۹۱۹.

قال الترمذی: ہَذَا حَدِیثٌ صَحِیحٌ غَرِیبٌ وَعَبْدُ اللَّہِ بْنُ إِدْرِیسَ ہُوَ ابْنُ یَزِیدَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَوْدِیُّ.

قال الحاکم: ہَذَا حَدِیثٌ صَحِیحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ یُخَرِّجَاہُ .

وقال الذہبی فی التلخیص: صحیح.

يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ (بخاری) [1]

ترجمہ: جو حقِ زوجیت کی ادئیگی کی طاقت رکھتا ہو، تو اسے چاہئے کہ وہ نکاح کرلے، کیونکہ وہ آنکھوں کی حفاظت اور شرمگاہ کی پاکی کا ذریعہ ہے، اور جو اس کی طاقت نہ رکھے، تو وہ روزے کا اہتمام کرے، کیونکہ روزہ شہوت کو توڑنے کا ذریعہ ہے (بخاری)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

جَاءَ شَابٌّ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَتَأْذَنُ لِيْ فِي الْخِصَاءِ ؟ فَقَالَ: صُمْ، وَسَلِ اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ (مسند احمد، رقم الحديث ١٥٠٣٦) [2]

ترجمہ: ایک نوجوان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اور اس نے کہا کہ کیا آپ مجھے خصی ہونے (یعنی نسبندی کرنے) کی اجازت دیں گے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ روزہ رکھئے، اور اللہ کے فضل (یعنی نکاح واولاد وغیرہ) کی دعا کیجئے (مسند احمد)

حضرت سعد بن مسعود رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْنٍ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، لَوْ أَذِنْتَ لَنَا فِي الْإِخْتِصَاءِ فَاخْتَصَيْنَا، قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خِصَاءُ أُمَّتِيَ الصِّيَامُ (الزهد والرقائق لابن المبارك) [3]

ترجمہ: حضرت عثمان بن مظعون نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اگر آپ ہمیں خصی ہونے کی اجازت دے دیں، تو ہم خصی ہوجائیں (تاکہ شہوت کے گناہوں سے حفاظت رہے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کا خصی ہونا روزے رکھنا ہے (الزہد ابنِ مبارک)

---

[1] رقم الحديث ١٩٠٥، كتاب الصوم، باب: الصوم لمن خاف على نفسه العزبة.

[2] فى حاشية مسند احمد: صحيح لغيره.

وقال الهيثمي: رَوَاهُ أَحْمَدُ عَنْ رَجُلٍ عَنْ جَابِرٍ، وَبَقِيَّةُ رِجَالِهٖ ثِقَاتٌ (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ٧٣١٩، بَابُ مَا جَاءَ فِي الْاِخْتِصَاءِ)

[3] رقم الحديث ١١٠٦، ج١ ص٣٩٠، واللفظ لهٗ، الذيل على جزء بقي بن مخلد لابن بشكوال رقم الحديث ٧٧.

اس قسم کی حدیث حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ [1]

پھر بعد میں جو یہ فرمایا کہ گنتی کے چند دن ہیں، اس سے مراد رمضان کا مہینہ ہے، جس کی وضاحت احادیث میں موجود ہے، اس سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ روزے رمضان کے مہینہ کے ہی فرض ہیں۔

---

[1] جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ائْذَنْ لِي أَنْ أَخْتَصِيَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِصَاءُ أُمَّتِي الصِّيَامُ وَالْقِيَامُ (مسند احمد، رقم الحديث ٦٦١٢، واللفظ لهٗ؛ المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ١٠٨)

قال الهيثمي: رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالطَّبَرَانِيُّ ، وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ ، وَفِي بَعْضِهِمْ كَلَامٌ (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ٧٣٢٠، باب ماجاء في الاختصاء)

وفي حاشية مسند احمد: صحيح لغيره دون ذكر القيام.

(بسلسلہ اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام) (اضافہ واصلاح شدہ جدید ایڈیشن)

ماہِ ربیع الاوّل کے فضائل واحکام

(مع حقوق النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

قرآن وحدیث، فقہ اور اہلِ سنت والجماعت کی تعلیمات کی روشنی میں اسلامی سال کے تیسرے مہینے ربیع الاول سے متعلق فضائل ومسائل، احکامات وہدایات، بدعات ومنکرات، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق کی تفصیل وتشریح۔

مؤلف: مفتی محمد رضوان

(علمی وتحقیقی سلسلہ نمبر:23)

لے پالک اور منہ بولی اولاد کی شرعی حیثیت

کسی دوسرے کی اولاد کو لے کر پالنے یا منہ بولی اولاد قرار دینے کی شرعی حیثیت

اور اس پر مرتَّب ہونے والے اثرات ونتائج اور احکام کا شرعی ومعاشرتی جائزہ

یتیم، لاوارث اور لقیط بچے کی کفالت وپرورش پر مرتب ہونے والے فضائل

لاوارث، مجہولُ النسب، لقیط اور ولدِ زنا کے نسب ومیراث وغیرہ کے احکام

قضائے قاضی کے ظاہراً وباطناً نافذ ہونے کی بحث

مصنِّف: مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

درسِ حدیث

مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

نبی ﷺ اخلاق کے بلند مرتبہ پرفائز اور قرآن کا عملی نمونہ

مخلوق میں اخلاقِ حمیدہ وحسنہ یعنی اچھے اور پاکیزہ اخلاق کا سب سے اونچا مقام ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے، جس کی گواہی خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں دی ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

نٓ. وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ. مَا أَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ. وَإِنَّ لَكَ لَأَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ. وَإِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (سورة القلم، رقم الآية ۱ تا ۴)

ترجمہ: نٓ، قسم ہے قلم کی اور اس کی جو کچھ وہ (فرشتے) لکھتے ہیں، نہیں ہو آپ اپنے رب کے فضل سے مجنون، اور بلاشبہ آپ کے لئے ایسا اجر ہے جو کبھی ختم ہونے والا نہیں، اور بلاشبہ آپ اخلاق کے عظیم مرتبے پر ہیں (سورہ قلم)

مطلب یہ ہے کہ نبی ﷺ اخلاق کے سب سے بلند وعظیم مقام اور مرتبہ پر فائز ہیں۔

اور اسی وجہ سے امتِ محمدیہ کو آپ کے اخلاق کی اتباع وپیروی کا حکم ہے۔

(تفسير ابن كثير، سورة القلم، تحت رقم الآية۴)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق قرآن کا عملی نمونہ

حضرت سعد بن ہشام بن عامر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

أَتَيْتُ عَائِشَةَ، فَقُلْتُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ، أَخْبِرِيْنِيْ بِخُلُقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ، أَمَا تَقْرَأُ الْقُرْآنَ، قَوْلَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ "وَإِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ"، قُلْتُ: فَإِنِّيْ أُرِيْدُ أَنْ أَتَبَتَّلَ، قَالَتْ: لَا تَفْعَلْ، أَمَا تَقْرَأُ: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ؟ فَقَدْ تَزَوَّجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَدْ وُلِدَ لَهُ (مسند احمد) [۱]

---

[۱] رقم الحديث ۲۴۲۰۱، مؤسسة الرسالة، بيروت.

ترجمہ: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اے اُمُّ المؤمنین مجھے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے متعلق خبر دیجئے۔

تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق قرآن کا عملی نمونہ تھے، کیا تم نے اللہ عزوجل کا (سورہ قلم میں) یہ ارشاد نہیں پڑھا کہ؟

”وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ“ ”اور بلاشبہ آپ اخلاق کے عظیم مرتبے پر ہیں“

میں نے عرض کیا کہ میں نکاح سے الگ تھلگ رہنا چاہتا ہوں (یعنی میں نکاح نہیں کرنا چاہتا)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپ ایسا نہ کیجئے، کیا (تم سورہ احزاب کی) یہ آیت نہیں پڑھتے کہ: ”لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ“

”تمہارے لئے رسول اللہ میں عمدہ نمونہ ہے“

اور رسول اللہ ﷺ نے نکاح کیا اور آپ کے اولاد بھی ہوئی (مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی پورے قرآن مجید کی عملی تفسیر تھی، اور آپ نے نکاح بھی کیا، اور آپ کے اولاد بھی ہوئی، لہٰذا نکاح کرنا بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اور اسوہ ونمونہ میں داخل ہوا، اور قدرت ہوتے ہوئے نکاح نہ کرنا آپ کے اخلاق اور نمونہ سے خارج و باہر ہوا، اسی لئے حدیث میں نکاح کو سنت قرار دیا گیا ہے۔ [1]

حضرت یزید ابن بابنوس رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

قُلْنَا لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ، كَيْفَ كَانَ خَلُقُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ: كَانَ خُلُقُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْآنُ. ثُمَّ قَالَتْ: تَقْرَأُ سُورَةَ الْمُؤْمِنِينَ؟ اقْرَأْ (قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ) حَتَّى بَلَغَ الْعَشْرَ. فَقَالَتْ: هٰكَذَا كَانَ خُلُقُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم (مستدرک حاکم) [2]

ترجمہ: ہم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ اے امُّ المومنین! رسول اللہ ﷺ

---

[1] عن عائشة، قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: النكاح من سنتي، فمن لم يعمل بسنتي فليس مني، وتزوجوا، فإني مكاثر بكم الأمم، ومن كان ذا طول فلينكح، ومن لم يجد فعليه بالصيام، فإن الصوم له وجاء (سنن ابن ماجه، رقم الحديث ١٨٤٦، كتاب النكاح، باب ماجاء في فضل النكاح)

[2] رقم الحديث ٣٤٨١، كتاب التفسير، تفسير سورة المومنون.

کے اخلاق کیسے تھے؟ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے اخلاق قرآن کے مطابق تھے، پھر فرمایا کہ کیا آپ سورہ مومنون پڑھتے ہیں؟ آپ یہ (سورہ مومنون کی آیات) پڑھئے کہ ”قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ“ یہاں تک کہ دس آیات پڑھیں، پھر فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے اخلاق اسی طرح تھے (حاکم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کی نشاندہی کرتے ہوئے سورہ مؤمنون کی جن آیات کا ذکر فرمایا وہ یہ ہیں کہ:

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ . الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ. وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ. وَالَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ. وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ. اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ. فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ. وَالَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ. وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ. اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ. الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ (سورة المومنون، رقم الآيات ١ الى ١١)

ترجمہ: کامیاب ہوگئے وہ مومنین جو اپنی نماز میں خشوع (ویکسوئی) اختیار کرنے والے ہیں، اور جو لغو (ولایعنی اور فضول باتوں اور چیزوں) سے اعراض (وکنارہ کشی اختیار) کرنے والے ہیں، اور جو زکاۃ دینے والے ہیں، اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں، سوائے اپنی بیویوں یا اپنی مملوکہ باندیوں کے، تو یہ قابلِ ملامت نہیں ہیں، پھر جو کوئی اس (یعنی بیویوں اور اپنی مملوکہ باندیوں) کے علاوہ (کسی اور کے ساتھ شرمگاہوں کو استعمال کرنے) کی جستجو کرے گا تو یہی لوگ حد سے بڑھنے والے (اور گناہ گار) ہیں، اور جو کہ اپنی امانتوں اور عہد معاہدوں کی رعایت کرنے والے ہیں، اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہیں، یہی لوگ وارث ہیں، جو کہ جنۃ الفردوس کے وارث ہوں گے جس میں یہ لوگ ہمیشہ رہیں گے (سورہ مومنون)

سورہ مؤمنون کی ان آیات میں مذکور یہ تمام اخلاق اور اچھی صفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں کامل طریقہ پر موجود تھیں، جن میں لغو سے اعراض اور کنارہ کشی اختیار کرنا بھی داخل ہے۔

اور لغو، بے فائدہ کام یا کلام کو کہا جاتا ہے، اور جب کامیاب لوگ لغو سے بھی اعراض کرنے والے ہیں، تو وہ یقیناً گناہ والے کام اور کلام سے بدرجہ اولیٰ اعراض کرنے والے ہوں گے۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ خُلُقِ، رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ : كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ، يَغْضَبُ لِغَضَبِهٖ، وَيَرْضٰى لِرِضَاهُ (المعجم الاوسط للطبرانی) [1]

ترجمہ: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کے بارے میں سوال کیا، تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ آپ کے اخلاق قرآن کے مطابق تھے، قرآن کے غصے کی وجہ سے (یعنی جس چیز پر قرآن مجید میں غصہ کیا گیا ہو، اس پر) غصہ فرماتے تھے، اور قرآن کی رضا کے لئے (یعنی جس چیز پر قرآن مجید میں رضا کا اظہار کیا گیا ہو، اس پر) راضی ہوتے تھے (طبرانی، طحاوی)

اور ایک روایت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ کی رضا اور اللہ کی ناراضگی کی وجہ سے راضی اور ناراض ہونے کا ذکر ہے، دونوں میں کوئی ٹکراؤ نہیں، کیونکہ قرآن مجید اللہ ہی کا کلام ہے۔ [2]

اور مطلب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اخلاق قرآن مجید اور اللہ کی رضا و منشاء کے مطابق تھے، یہاں تک کہ آپ کا کسی شخص سے یا کسی چیز پر ناراض یا خوش ہونا بھی اللہ اور اس کے کلام کے مطابق تھا، اس سے ہٹ کر نہیں تھا۔

اسی وجہ سے قرآن مجید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پوری انسانیت کے لئے عمدہ نمونہ قرار دیا گیا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (سورة الأحزاب، رقم الآية ۲۱)

ترجمہ: یقیناً تمہارے لئے رسول اللہ میں عمدہ نمونہ ہے (سورہ احزاب)

گویا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کی چلتی پھرتی تفسیر تھے، اور آپ کا قول و فعل قرآن مجید کی عملی تفسیر تھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اچھے اخلاق کی تکمیل کے لیے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ صَالِحَ الْأَخْلَاقِ

---

[1] رقم الحديث ۷۲، باب الالف، ج ۱ ص ۳۰، شرح مشكل الآثار، رقم الحديث ۴۴۳۴.

[2] عن أبي الدرداء ، قال :سألت عائشة رضي الله عنها عن خلق رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ قالت : كانت خلقه أن يرضى لرضى الله ويسخط لسخطه(مسند الشاميين للطبراني، رقم الحديث ۱۲۰۲)

(مسند أحمد) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اچھے اخلاق کی تکمیل کے لئے مبعوث کیا (اور بھیجا) گیا ہے (مسند احمد)

بعض روایات میں صالحِ اخلاق کے بجائے مکارمِ اخلاق کے الفاظ ہیں، اور ''مکارمِ اخلاق'' سے مراد اچھے اور عمدہ اخلاق کی بلندیاں اور کمالات ہیں۔ [2]

اور مطلب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور آمد سے پہلے جو اخلاق کی کمی تھی، اُس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت وآمد کے ذریعہ سے پورا کر دیا گیا، اور آپ سے پہلے مختلف ومتفرق انبیائے کرام صلی اللہ علیہم وسلم میں جو بے شمار اچھے اخلاق موجود تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں اُن سب کو جمع کر کے آپ کی بعثت کے ذریعہ سے اچھے اخلاق کی تکمیل فرمادی گئی۔

(والتفصيل فی: مرقاة المفاتيح، ج۸ص ۳۱۸۳، کتاب الاداب، باب الرفق والحياء وحسن الخلق)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق سب سے عمدہ وعالی

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اُٹھائی، آپ کو قریب سے دیکھا، اور آپ کے ساتھ رہن سہن اور برتاؤ کیا، وہ اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں میں سب سے عالی، عمدہ اور اچھے وبلند اخلاق والے تھے۔

چنانچہ حضرت ابوعبداللہ جدلی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

قُلْتُ لِعَائِشَةَ : كَيْفَ كَانَ خُلُقُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَهْلِهِ ؟ قَالَتْ " : كَانَ أَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا، لَمْ يَكُنْ فَاحِشًا ، وَلَا مُتَفَحِّشًا ، وَلَا سَخَّابًا

---

[1] رقم الحديث ۸۹۵۲؛ الأدب المفرد للبخارى، رقم الحديث ۲۸۰.

[2] عن أبى هريرة، عن النبى صلى الله عليه وسلم قال :إنما بعثت لأتمم مكارم الأخلاق (مسند البزار، رقم الحديث ۸۹۴۹)

عن أبى هريرة ,رضى الله عنه قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم " :إنما بعثت لأتمم مكارم الأخلاق "كذا روى ,عن الدراوردى (السنن الكبرىٰ للبيهقى، رقم الحديث ۲۰۷۸۲)

عن جابر بن عبد الله قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :إن الله بعثنى بتمام مكارم الأخلاق، وكمال محاسن الأفعال.لم يرو هذا الحديث عن يوسف بن محمد إلا عمر بن إبراهيم، تفرد به :صالح بن بشر "(المعجم الاوسط للطبرانى، رقم الحديث ٦٨٩٥)

بِالْأَسْوَاقِ، وَلَا يُجْزِءُ بِالسَّيِّئَةِ مِثْلَهَا، وَلَكِنْ يَعْفُو وَيَصْفَحُ (مسند احمد) [1]

ترجمہ: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے گھر والوں میں کیسے اخلاق تھے؟ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ اچھے اخلاق والے تھے، فاحش اور متفحِّش (یعنی کوئی فحش کلام یا کام کرنے والے اور فحش کلام یا کام کو پسند واختیار کرنے والے) یا بازاروں میں شور کرنے والے نہیں تھے، اور وہ برائی کا بدلہ اُس جیسی بُرائی سے نہیں دیتے تھے، بلکہ معاف اور درگذر فرماتے تھے (مسنداحمد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کو لوگوں میں سب سے اچھا قرار دے کر آگے آپ کے اچھے اخلاق کی ایک جھلک بیان فرمائی۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا وَأَحْسَنَهُ خُلُقًا لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ (بخاری) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں میں چہرے کے اعتبار سے سب سے زیادہ حسین اور اخلاق کے اعتبار سے سب سے بہترین تھے، آپ کا قد مبارک نہ تو غیر معمولی لمبا تھا، اور نہ چھوٹا (بخاری)

مطلب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ظاہری حسن و جمال اور باطنی حسن و جمال (یعنی حسنِ اخلاق) دونوں اعتبار سے سب انسانوں سے زیادہ اعلیٰ واحسن اور عظیم تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا (بخاری) [3]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے اچھے اخلاق والے تھے (بخاری، مسلم)

خلاصہ یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق سب انسانوں سے اچھے اور عمدہ تھے۔

---

[1] رقم الحديث ٢٥٩٩٠؛ صحيح ابنِ حبان، رقم الحديث ٦٤٤٣.

[2] رقم الحديث ٣٥٤٩، كتاب المناقب، باب صفة النبي صلى الله عليه وسلم.

[3] رقم الحديث ٦٢٠٣، كتاب الادب، باب الكنية للصبي وقبل أن يولد للرجل.

مقالات و مضامین　　　　مفتی محمد رضوان

گم شدہ چیز کی دستیابی کی مسنون دعاء

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم گم شدہ چیز کے متعلق یہ دعا پڑھا کرتے تھے کہ:

اَللّٰھُمَّ رَادَّ الضَّالَّةِ ، وَھَادِیَ الضَّلالَةِ تَھْدِیْ مِنَ الضَّلالَةِ، اُرْدُدْ عَلَیَّ ضَالَّتِیْ بِقُدْرَتِکَ وَسُلْطَانِکَ ، فَإِنَّھَا مِنْ عَطَائِکَ وَفَضْلِکَ.

ترجمہ: اے اللہ! گم شدہ کو واپس کرنے والے، اور راستہ بھٹکے ہوئے کو راستہ دکھانے والے، آپ ہی گم شدہ کو راستہ دکھاتے ہیں، اپنی قدرت اور حکومت کے ذریعہ میری گم شدہ چیز کو میرے پاس واپس لوٹا دیجئے، کیونکہ وہ بے شک آپ کی عطا اور آپ کے فضل سے ہی مجھے ملی تھی (طبرانی) ؎۱

بعض روایات میں ''بِقُدْرَتِکَ'' کی جگہ ''بِعِزَّتِکَ'' کے الفاظ ہیں۔ ؎۲

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے یہ دعا موقوفاً بھی مروی ہے۔ ؎۳

؎۱ عَنْ عُمَرَ بْنِ کَثِیرِ بْنِ أَفْلَحَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ " :فِی الضَّالَّةِ أَنَّهُ کَانَ یَقُولُ :اللَّھُمَّ رَادَّ الضَّالَّةِ، وَھَادِیَ الضَّلالَةِ تَھْدِی مِنَ الضَّلالَةِ، ارْدُدْ عَلَیَّ ضَالَّتِی بِقُدْرَتِکِ وَسُلْطَانِکَ، فَإِنَّھَا مِنْ عَطَائِکَ وَفَضْلِکَ (المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۱۳۲۸۹)

اس روایت کی سند پر اگرچہ بعض محدثین نے کلام کیا ہے، لیکن اس کی تائید حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی موقوف روایت سے بھی ہوتی ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے، اور موقوف روایت کے ساتھ اس کے جمع ہونے سے اس حدیث کی صحت پر اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

قال الهیثمی: رواه الطبرانی فی الثلاثة، وفیه عبد الرحمن یعقوب بن أبی عباد المکی ولم أعرفه، وبقیة رجاله ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۱۷۱۰۶، باب ما یقول إذا انفلتت دابته أو أراد غوثا أو أضل شیئا)

؎۲ عَنْ عُمَرَ بْنِ کَثِیرِ بْنِ أَفْلَحَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الضَّالَّةِ، أَنَّهُ کَانَ یَقُولُ : اللَّھُمَّ رَادَّ الضَّالَّةِ، وَھَادِیَ الضَّلالَةِ، أَنْتَ تَھْدِی مِنَ الضَّلالَةِ، ارْدُدْ عَلَیَّ ضَالَّتِی بِعِزَّتِکَ وَسُلْطَانِکَ، فَإِنَّھَا مِنْ عَطَائِکَ وَفَضْلِکَ (المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث ۴۶۲۶،المعجم الصغیر للطبرانی، رقم الحدیث ۶۶۰)

؎۳ عَنْ عُمَرَ بْنِ کَثِیرِ بْنِ أَفْلَحَ، قَالَ :کَانَ ابْنُ عُمَرَ یَقُولُ لِلرَّجُلِ إِذَا أَضَلَّ شَیْئًا :قُلِ :اللَّھُمَّ رَبَّ الضَّالَّةِ، ھَادِیَ الضَّالَّةِ، تَھْدِی مِنَ الضَّلالَةِ، رُدَّ عَلَیَّ ضَالَّتِی بِقُدْرَتِکَ وَسُلْطَانِکَ مِنْ عَطَائِکَ وَفَضْلِکَ (الدعوات الکبیر للبیھقی،رقم الحدیث ۵۵۵)

نیز حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے اس دعاء کے بارے یہ بھی مروی ہے کہ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے، پھر قعدۂ اخیرہ میں تشہد اور درود شریف وغیرہ سے فارغ ہو کر اس دعاء کو پڑھے۔ [1]

گم شدہ چیز کے بارے میں یہ مسنون دعاء انتہائی بابرکت اور مفید و مؤثر ہے، اور اس کا مضمون بھی انتہائی جامع ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب والشہادۃ ہے، اور اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز مخفی نہیں ہے، خواہ وہ رات کی تاریکی اور اندھیرے میں ہو، یا دن کی روشنی میں ہو، اور خواہ وہ آبادی میں یا بیابان جنگل میں، اور خواہ خشکی میں ہو یا سمندر میں۔

نیز کوئی چیز اللہ تعالیٰ کی دستِ قدرت سے بھی باہر نہیں، اور اللہ تعالیٰ کے لئے کسی بھی چیز کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا انتہائی آسان ہے، بلکہ اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ اگر وہ چیز ضائع وہلاک ہوگئی ہو، تو اللہ تعالیٰ کو اس جیسی چیز کو دوبارہ آناً فاناً پیدا کر کے مہیا کرنا بھی انتہائی سہل ہے، کیونکہ کوئی بھی چیز اپنی حرکت یا وجود کے لئے اللہ تعالیٰ کی صفتِ کُن کی محتاج ہے، لہٰذا اگر اس دعاء کو ایمان و یقین کے ساتھ پڑھا جائے، تو گم شدہ چیز کی دستیابی کے لئے کوئی بھی رکاوٹ نہیں۔

تاہم اللہ تعالیٰ کی جہاں ایک طرف علیم، خبیر اور قدیر وغیرہ جیسی صفات ہیں، وہیں ''حکیم'' ہونے کی بھی صفت ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہر حکم، حکمت و مصلحت کے مطابق ہوتا ہے، لہٰذا اگر اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق بندہ کے لئے اس چیز کی دستیابی میں خیر نہ ہو، بلکہ کوئی شر ہو، تو اس دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کا نعم البدل عطا فرما دیتے ہیں۔

مذکورہ مسنون دعاء کی تاثیر کا گزشتہ دِنوں بندہ کو اس طرح مشاہدہ ہوا کہ بندہ کے کچھ ضروری کاغذات گم ہوگئے تھے، جو تلاشِ بسیار کے باوجود دستیاب نہیں ہو رہے تھے، اور اب ظاہری حالات کے مطابق ان کی

---

[1] البتہ الفاظ میں تھوڑا بہت فرق ہے۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ كَثِيرِ بْنِ أَفْلَحَ، قَالَ :سُئِلَ ابْنُ عُمَرَ عَنِ الضَّالَّةِ، فَقَالَ :يَتَوَضَّأُ، وَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ يَتَشَهَّدُ، ثُمَّ يَقُولُ :اللَّهُمَّ رَادَّ الضَّالَّةِ، هَادِيَ الضَّالَّةِ، تَهْدِي مِنَ الضَّلَالَةِ، رُدَّ عَلَيَّ ضَالَّتِي، بِعِزَّتِكَ وَسُلْطَانِكَ، فَإِنَّهَا مِنْ فَضْلِكَ وَعَطَائِكَ .هَذَا مَوْقُوفٌ وَهُوَ حَسَنٌ (الدعوات الكبير للبيهقي، رقم الحديث ٥٥٦)

عَن عُمَرَ بْنِ كَثِيرِ بْنِ أَفْلَحَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ فِي الضَّالَّةِ يَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَيَتَشَهَّدُ وَيَقُولُ :بِسْمِ اللهِ يَا هَادِيَ الضَّالِ ، وَرَادَّ الضَّالَّةِ ارْدُدْ عَلَيَّ ضَالَّتِي بِعِزَّتِكَ وَسُلْطَانِكَ فَإِنَّهَا مِنْ عَطَائِكَ وَفَضْلِكَ(مصنف ابنِ ابی شيبة،رقم الحديث ٣٠٣٣٨)

دستیابی ممکن نظر نہیں آ رہی تھی، اور غالب گمان یہی ہو رہا تھا کہ وہ کاغذات کہیں ضائع ہوگئے ہیں، اسی دوران بندہ نے مذکورہ مسنون دعاء کا پُرعزم یقین کے ساتھ نماز اور غیر نماز میں اہتمام کیا، چند دن ان کاغذات کا کوئی اتہ پتہ نہ چلا، اور تلاش وجستجو کی ظاہری تدابیر کو بھی ترک کر دیا، اس دوران شیطان کی طرف سے اس طرح کے وساوس بھی آنا شروع ہوئے کہ شاید (نعوذ باللہ تعالیٰ) اس دعاء میں تاثیر نہیں ہے، اور وہ کاغذات اب موجود نہیں ہیں، بلکہ ضائع ہو چکے ہیں، اس لئے اب دوبارہ دستیابی کیسے ممکن ہے؟ لیکن ''اعوذ باللہ'' پڑھنے سے بحمداللہ تعالیٰ اس قسم کے وساوس سے حفاظت رہی، اور میں نے اپنے دل سے کہا کہ اولاً تو اس دعاء کی برکت سے ان شاء اللہ تعالیٰ وہ کاغذات ضرور ملیں گے، اور اگر کہیں ضائع ہوگئے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ہو بہو انہی جیسے کاغذات دوبارہ اپنے حکمِ ''کُن'' سے پیدا فرما کر بندہ تک پہنچانے پر قادر ہیں، اور دوسرے آخری درجہ میں دستیاب نہ بھی ہوئے، تو اسی میں اللہ تعالیٰ کی کوئی حکمت سمجھنی چاہئے۔

لیکن ساتھ ہی اللہ تعالیٰ سے یہ دعا بھی کی کہ بظاہر ان کاغذات کی دستیابی بندہ کو ضروری معلوم ہو رہی ہے، اس لئے آپ عطا فرمایئے، اور ان کے عطا فرمانے میں خیر بھی رکھ دیجئے، اور یہ بھی کہ جب وہ کاغذ دستیاب ہوں، تو ایسے طریقہ سے دستیاب ہوں کہ جس کی وجہ سے کسی پر بدگمانی یا چوری وغیرہ کا وسوسہ اور وہم پیدا نہ ہو۔

اسی دوران اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم اور مذکورہ مسنون دعاء کی برکت سے اُن کاغذات کو ایسی جگہ سے فراہم فرما دیا کہ کسی پر بدگمانی کا بھی وہم نہ پیدا ہوا۔

اور بندہ کا ذاتی رجحان اس طرف ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وہ کاغذات اپنے امرِ ''کُن'' کے ذریعہ سے دوبارہ پیدا فرما کر بندہ کو فراہم کئے ہیں، اگرچہ اللہ تعالیٰ اس دنیا میں عادتاً ظاہری اسباب کی طرف اپنے حکم کی نسبت فرماتے ہیں، جس میں بندوں کا امتحان بھی پیشِ نظر ہوتا ہے۔

ان کاغذات کی دستیابی پر بندہ کے دل سے اللہ تعالیٰ کا بار بار شکر نکلا، اور اس مسنون دعاء پر یقین کے ساتھ اطمینانِ قلبی بھی حاصل ہوگیا۔

اور اس لئے خیال ہوا کہ اس مسنون دعاء کو مذکورہ واقعہ کے پسِ منظر کے ساتھ دیگر حضرات تک بھی پہنچایا جائے۔

مقالات ومضامین

مفتی محمد رضوان

جھوٹے، ظالم حکمران اوران کی جھوٹ وظلم پرمدد

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَوْ دَخَلَ، وَنَحْنُ تِسْعَةٌ وَبَيْنَنَا وِسَادَةٌ مِنْ أَدَمٍ فَقَالَ: إِنَّهَا سَتَكُوْنُ بَعْدِيْ أُمَرَاءُ يَكْذِبُوْنَ وَيَظْلِمُوْنَ، فَمَنْ دَخَلَ عَلَيْهِمْ، فَصَدَّقَهُمْ بِكِذْبِهِمْ، وَأَعَانَهُمْ عَلٰى ظُلْمِهِمْ، فَلَيْسَ مِنِّيْ، وَلَسْتُ مِنْهُ وَلَيْسَ بِوَارِدٍ عَلَيَّ الْحَوْضَ ، وَمَنْ لَمْ يُصَدِّقْهُمْ بِكِذْبِهِمْ، وَيُعِنْهُمْ عَلٰى ظُلْمِهِمْ، فَهُوَ مِنِّيْ وَأَنَا مِنْهُ، وَهُوَ وَارِدٌ عَلَيَّ الْحَوْضَ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۸۱۲۶) [1]

ترجمہ: ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، یا داخل ہوئے، اور ہم نو افراد تھے، اور ہمارے درمیان چمڑے کا تکیہ تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب میرے بعد ایسے حکمران ہوں گے؛ جو جھوٹ بولیں گے، اور ظلم کریں گے، پس جو شخص اُن کے پاس گیا اور اُن کے جُھوٹ پر اُن کی تصدیق کی اور اُن کے ظلم پر اُن کی مدد کی تو اُس کا مجھ سے تعلق نہیں، اور نہ میرا اُس سے تعلق ہے، اور نہ وہ شخص میرے پاس حوضِ کوثر پر آ سکے گا، اور جس نے اُن کے جُھوٹ کی تصدیق نہ کی اور نہ اُن کے ظلم کی اُن پر مدد کی، تو اُس کا مجھ سے تعلق ہے، اور میرا اُس سے تعلق ہے، اور وہ میرے پاس حوضِ کوثر پر بھی حاضر ہوگا (مسند احمد)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَنَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ بَعْدَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ، رَفَعَ بَصَرَهُ إِلَى السَّمَاءِ، ثُمَّ خَفَضَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ قَدْ حَدَثَ فِي السَّمَاءِ شَيْءٌ، فَقَالَ: أَلَا إِنَّهُ سَيَكُوْنُ بَعْدِيْ أُمَرَاءُ يَكْذِبُوْنَ وَيَظْلِمُوْنَ، فَمَنْ صَدَّقَهُمْ بِكِذْبِهِمْ، وَمَالَأَهُمْ عَلٰى ظُلْمِهِمْ، فَلَيْسَ مِنِّيْ، وَلَا أَنَا مِنْهُ، وَمَنْ لَمْ

[1] في حاشية مسند احمد: إسناده صحيح. رجاله ثقات

يُصَدِّقْهُمْ بِكَذِبِهِمْ، وَلَمْ يُمَالِئْهُمْ عَلٰى ظُلْمِهِمْ، فَهُوَ مِنِّيْ، وَأَنَا مِنْهُ (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۸۳۵۳) ۱؎

ترجمہ: ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، اور ہم عشاء کی نماز کے بعد مسجد میں تھے، آپ نے اپنی نظر آسمان کی طرف اُٹھائی، پھر اس کو نیچا کیا، یہاں تک کہ ہمارا گمان ہوا کہ آسمان میں کوئی نئی چیز پیدا ہوئی ہے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب میرے بعد ایسے حکمران ہوں گے، جو جھوٹ بولیں گے، اور ظلم کریں گے، پس جس نے اُن کے جھوٹ کی تصدیق کی اور اُن کے ظلم پر مدد کی، تو اُس کا مجھ سے تعلق نہیں اور میرا اُس سے تعلق نہیں، اور جس نے اُن کے جُھوٹ کی تصدیق نہیں کی اور نہ ہی اُن کے ظلم پر اُن کی مدد کی، تو وہ میرے سے تعلق رکھتا ہے، اور میں اُس سے تعلق رکھتا ہوں (مسند احمد)

اس طرح کی حدیث اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ ۲؎

اس حدیثِ مبارکہ سے اُن لوگوں کے بارے میں سخت وعید معلوم ہوئی جو حکمرانوں کے جھوٹ کی تصدیق

۱؎ فی حاشیۃ مسند احمد: صحیح لغیرہ.

۲؎ عَنْ حُذَيْفَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ " :إِنَّهَا سَتَكُونُ أُمَرَاءُ يَكْذِبُونَ وَيَظْلِمُونَ، فَمَنْ صَدَّقَهُمْ بِكَذِبِهِمْ، وَأَعَانَهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ، فَلَيْسَ مِنِّي، وَلَسْتُ مِنْهُ ، وَلَا يَرِدُ عَلَيَّ الْحَوْضَ، وَمَنْ لَمْ يُصَدِّقْهُمْ بِكَذِبِهِمْ، وَلَمْ يُعِنْهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَهُوَ مِنِّي، وَأَنَا مِنْهُ، وَسَيَرِدُ عَلَيَّ الْحَوْضَ (مسند احمد، رقم الحدیث ۲۳۲۶۰)

فی حاشیۃ مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :سَيَكُونُ عَلَيْكُمْ أُمَرَاءُ يَأْمُرُونَكُمْ بِمَا لَا يَفْعَلُونَ، فَمَنْ صَدَّقَهُمْ بِكِذْبِهِمْ وَأَعَانَهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ، فَلَيْسَ مِنِّي وَلَسْتُ مِنْهُ وَلَنْ يَرِدَ عَلَيَّ الْحَوْضَ (مسند احمد، رقم الحدیث ۵۷۰۲)

فی حاشیۃ مسند احمد: صحیح لغیرہ.

خَبَّابُ بْنُ الْأَرَتِّ، قَالَ :إِنَّا لَقُعُودٌ عَلَى بَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَنْتَظِرُ أَنْ يَخْرُجَ لِصَلَاةِ الظُّهْرِ، إِذْ خَرَجَ عَلَيْنَا، فَقَالَ " :اسْمَعُوا "فَقُلْنَا :سَمِعْنَا .ثُمَّ قَالَ " :اسْمَعُوا "فَقُلْنَا: سَمِعْنَا .فَقَالَ " :إِنَّهُ سَيَكُونُ عَلَيْكُمْ أُمَرَاءُ، فَلَا تُعِينُوهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ، فَمَنْ صَدَّقَهُمْ بِكَذِبِهِمْ، فَلَنْ يَرِدَ عَلَيَّ الْحَوْضَ (مسند احمد، رقم الحدیث ۲۱۰۷۴)

فی حاشیۃ مسند احمد: صحیح لغیرہ.

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ" :سَيَكُونُ مِنْ بَعْدِي أُمَرَاءُ يَغْشَاهُمْ غَوَاشٍ مِنَ النَّاسِ فَمَنْ صَدَّقَهُمْ بِكَذِبِهِمْ وَأَعَانَهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَأَنَا مِنْهُ بَرِيءٌ وَهُوَ مِنِّي بَرِيءٌ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

کرتے ہیں، اور اُن کی ظلم میں مدد کرتے اور ساتھ ہی اُن لوگوں کی فضیلت معلوم ہوئی جو حکمرانوں کے جھوٹ کی تصدیق نہیں کرتے، اور اُن کی ظلم میں مدد نہیں کرتے۔

آج کل جو حکمرانوں کے ساتھ اُن کے وزیر اور مشیر ہوتے ہیں، اُن کے لئے بھی ان احادیث میں سبق اور ہدایت کا سامان موجود ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾وَمَنْ لَمْ يُصَدِّقْهُمْ بِكَذِبِهِمْ وَلَمْ يُعِنْهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَأَنَا مِنْهُ وهو منى (ابن حبان، رقم الحديث ٢٨٦، مسند ابى يعلىٰ، رقم الحديث ١١٨٧، ورقم الحديث ١٢٨٦)

فى حاشية مسند ابى يعلىٰ: إسناده حسن.

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِكَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ " :أَعَاذَكَ اللهُ مِنْ إِمَارَةِ السُّفَهَاءِ "، قَالَ :وَمَا إِمَارَةُ السُّفَهَاءِ ؟، قَالَ " :أُمَرَاءُ يَكُونُونَ بَعْدِى، لَا يَقْتَدُونَ بِهَدْيِى، وَلَا يَسْتَنُّونَ بِسُنَّتِى، فَمَنْ صَدَّقَهُمْ بِكَذِبِهِمْ، وَأَعَانَهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ، فَأُولَئِكَ لَيْسُوا مِنِّى، وَلَسْتُ مِنْهُمْ، وَلَا يَرِدُوا عَلَيَّ حَوْضِى ، وَمَنْ لَمْ يُصَدِّقْهُمْ بِكَذِبِهِمْ، وَلَمْ يُعِنْهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ، فَأُولَئِكَ مِنِّى وَأَنَا مِنْهُمْ، وَسَيَرِدُوا عَلَيَّ حَوْضِى .يَا كَعْبُ بْنَ عُجْرَةَ، الصَّوْمُ جُنَّةٌ ، وَالصَّدَقَةُ تُطْفِءُ الْخَطِيئَةَ، وَالصَّلَاةُ قُرْبَانٌ -أَوْ قَالَ :بُرْهَانٌ -يَا كَعْبُ بْنَ عُجْرَةَ، إِنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنْ سُحْتٍ النَّارُ، أَوْلَى بِهِ .يَا كَعْبُ بْنَ عُجْرَةَ، النَّاسُ غَادِيَانِ :فَمُبْتَاعٌ نَفْسَهُ فَمُعْتِقُهَا، وَبَائِعٌ نَفْسَهُ فَمُوبِقُهَا (مسنداحمد، رقم الحديث ١٤٤٤١)

فى حاشيةمسند احمد: إسناده قوى على شرط مسلم.

مقالات ومضامین

مفتی محمد رضوان

معینُ المفتی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کچھ زمانہ سے ہندو پاکستان کے دینی مدارس وجامعات میں دورۂ حدیث سے فارغ ہونے کے بعد اہلِ علم حضرات کے لئے تخصص وافتاء کے عنوان سے ایک مستقل نصاب ونظام کا سلسلہ قائم ہے، جس کی طرف گزشتہ چند سالوں سے دورۂ حدیث سے فارغ شدہ اہلِ علم حضرات کا تیزی کے ساتھ رجحان بڑھا ہے۔

اس رجحان کو دیکھتے ہوئے بہت سے مدارس وجامعات میں تخصص وافتاء کے نصاب کو اپنے یہاں جاری کرنے میں سبقت شروع ہوگئی، اور تخصص وافتاء کے نصاب کو بھی مختلف دارالافتاؤں کے ذمہ داروں نے اپنی اپنی حسبِ منشاء ترتیب دینا شروع کیا، جس کی وجہ سے یہ سلسلہ تخصص کے بجائے اب تعمم کہلائے جانے کا مستحق ہوگیا، اور تخصص وافتاء کے اس نظام ونصاب کے جو مقاصد واہداف تھے، ان مقاصد واہداف کے حصول اوران تک رسائی کا معاملہ کمزور پڑنا شروع ہوگیا۔

دوسری طرف ہمارے دینی مدارس وجامعات کی علمی دنیا میں عام طور پر تحقیق واجتہاد کے میدان میں جمودِ محض پایا جاتا ہے، اوروہ ساری فقہی پابندیاں جو بعض سطحی علم رکھنے والوں یا مقلدینِ محض سے متعلق تھیں، اور بعض انتظامی نوعیت کی تھیں۔

تخصص وافتاء کے نصاب ونظام سے گزرنے والے اہلِ علم حضرات کو ان پابندیوں کا سب سے اولین مصداق قرار دیا جاتا ہے۔

اوراجتہاد وتحقیق کے جوہراور صلاحیت رکھنے والے اہلِ علم حضرات کو مناسب مشق وترتیب سے گزار کراس میدان کے ہتھیاروں سے مسلح کرنے کے بجائے اُلٹا تحقیق واجتہاد کرنے سے اتنا خوف زدہ کردیا جاتا ہے کہ ان کا ضرورت وحاجت کے موقع پر بھی تحقیق واجتہاد کرنے اور کسی سابق معروف قول کے چھوڑنے کو بہت بڑا گناہ تصور کرتے ہیں، اوراگر کوئی باصلاحیت صاحبِ علم اپنی تحقیق واجتہاد کے نتیجہ میں یا ضرورت وحاجت کے موقع پراس طرزِ عمل کو اختیار کرتا ہے، تو اسے طرح طرح سے موردِ الزام ٹھہرایا جاتا ہے، اور مختلف طریقوں سے طعنہ زنی کر کے تفرد اختیار کرنے والا قرار دیا جاتا ہے۔

اس ماحول کا نتیجہ یہ ہے کہ موجودہ دور میں عرف ورواج کی بڑی تیز ترین تبدیلیاں جو عالمگیریت، ''العولمۃ'' یا گلوبلائزیشن (GLOBALIZATION) کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں، اور بے شمار نت نئے مجتہد فیہ مسائل میں امت کو حرج ومشقت کا سامنا ہے، ان پر نظرِ ثانی کرنے کی دعوت دینا بھی ایک جرم سمجھا جانے لگا ہے، حالانکہ شرعی وفقہی اُصولوں کی روشنی میں خود جمودِ محض کا یہ طرزِ عمل قابلِ اصلاح ہے۔

ہندوپاکستان کے دینی مدارس وجامعات کے ماحول کے برعکس اسلامی یونیورسٹیوں اور عرب علاقوں کے ماحول سے وابستہ رہنے والے اہلِ علم حضرات کے بڑے طبقہ کا حال یہ ہے کہ وہ کئی شرائط کو نظر انداز کر کے اجتہادِ مطلق سمیت ہر قسم کے اجتہاد کے مشروع بلکہ ضروری ہونے کا قائل ہے، اور اس کی طرف سے مختلف موضوعات پر متعدد قسم کی تصانیف ومقالہ جات منظرِ عام پر آرہے ہیں، جس کے نتیجہ میں فقہائے کرام کے اجتہاد کی بے وقعتی ہورہی ہے، اور دین کے معاملہ میں بے جا آزادی اور ہویٰ پرستی جیسے خطرات لاحق ہوتے جارہے ہیں۔

اس طرح ہندوپاکستان کے دینی مدارس وجامعات اور اسلامی یونیورسٹیوں اور عرب علاقوں کے دینی تعلیم سے وابستہ، یہ دونوں موجودہ علمی طبقے یا علمی رجحانات ایک دوسرے کے متضاد ومعارض اور افراط وتفریط پر مبنی ہیں، اور ہمارے خیال میں اعتدال کا راستہ ان دونوں طبقات ورجحانات کے درمیان میں ہے۔

اس طرزِ عمل کو دیکھتے ہوئے ضرورت ہے کہ تخصص وافتاء کے لئے ایسے خطوط وبنیادوں پر نصاب تشکیل دیئے جائیں جو موجودہ افراط وتفریط سے پاک اور اعتدال پر مبنی ہوں۔

بندہ نے اس ضرورت کے لئے معینُ المفتی کے عنوان سے حضرت علامہ عبدالحیٔ لکھنوی رحمہ اللہ کے عمدۃُ الرعایۃ اور امامُ الکلام کے مقدمہ کو جمع کر کے عنوانات اور مفید حواشی کا اضافہ کیا ہے، جس میں موجودہ دور کے تقاضوں کے مطابق اہلِ افتاء واہلِ تحقیق حضرات کے لئے مبنی بر اعتدال اہم اور مفید مضامین ومباحث موجود ہیں؛ یہ رسالہ بحمداللہ تعالیٰ بزبانِ عربی طبع ہو چکا ہے۔

مقالات و مضامین (جنت اور اس کی بہاریں: قسط ۸) مفتی محمد امجد حسین

جنت کی کہانی قرآن کی زبانی

صوفیاء کا حال یا وَجد طاری ہونے پر آیت سے استدلال

اسی پہلی آیت ”وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنزِلَ “ سے ایک نکتہ اہلِ تصوف، صوفیاء، مشائخِ طریقت نے بھی اخذ کیا ہے، اور وہ ہے وجد، اور حال طاری ہونے کا اثبات، [۱] لیکن یہ بات ملحوظ رکھنی چاہئے کہ اہلِ حق مشائخ تصوف وارباب طریقت کے ہاں وجد اور حال غیر اختیاری کیفیت کا نام ہے، جس میں نفسانیت وشہوانیت کا شائبہ نہیں ہوتا اور نہ ہی یہ خلافِ شرع حرکتوں سے طاری ہوتا ہے، جس کو اس قوم کی کتابوں میں سکر کی حالت بھی کہتے ہیں۔ اس وجد اور حال کو بناوٹی صوفیوں، بدعتی پیروں اور ناقص وجاہل مریدوں کے شور وغوغا کرنے اور حال ووجدان کے نام پر ھائے وائے مچانے، بدعات وخرافات اور منکرات سے بھرے عرسوں اور قوالیوں کی مجلسوں میں طوفان بے تمیزی برپا کرنے، بھنگڑے ڈالنے، اودھم مچانے، ناچنے، تھرکنے، اچھلنے، کودنے سے کوئی نسبت وتعلق نہیں، ان مردودوں میں سے تو کئی ایسے بھی ہوتے ہیں، جو چرس اور بھنگ کا ”سوٹا“ مارتے ہیں، یا ”دارو“ کی کپیاں چڑھاتے ہیں، پھر مستی چڑھتی ہے، تو پورے شیطان بن جاتے ہیں۔ ؎

چہ نسبت خاک را باعالمِ پاک

اکابر صوفیاء کے تذکروں وسوانح میں ان پر ایک بے خودی واستغراق کی حالت طاری ہونے کا بکثرت ذکر ملتا ہے، اگرچہ یہ اصحابِ معرفت بڑے تحمل والے ہوتے ہیں، معرفت ومحبت کے خم کے خم لنڈھا کر ڈکار تک نہیں لیتے، لیکن جس کلامِ حق کے اثر سے پتھر پانی ہوجائیں، پہاڑ جس سے ریزہ ریزہ ہوجائیں۔ [۲]

---

[۱] کسی حالتِ محمودہ غریبہ کا غلبہ تصوف کی اصطلاح میں وجد کہلاتا ہے (اور اس کی اصل بعض احادیث سے ثابت ہے) غرضیکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کیفیت دل پر وارِد ہو، اور سالک کی حالت کو بدل ڈالے، تو یہ وجد کہلاتا ہے (ملاحظہ ہو: شریعت وطریقت، ص ۳۰۸)

[۲] وَإِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْأَنْهَارُ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ (سورة البقرة، آیت نمبر ۷۴)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس سے کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ پیمانۂ دل چھلک پڑتا ہے۔
جنید بغدادی علیہ الرحمہ شیخ الطائفہ سے ایک دینی مجلس میں کسی صاحبِ حال نے پوچھا کہ اس مجلس میں سب حال سے بے حال ہوگئے، آپ پر حال طاری نہیں ہوا، آپ حالتِ سکون میں ہی بیٹھے رہے؟ شیخ نے جواب دیا۔

وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ (سورة النمل، آیت نمبر ۸۸)

ترجمہ: اور تو دیکھے پہاڑوں کو سمجھے کہ وہ جمے ہوئے (ساکت وجامد) ہیں حالانکہ وہ چل رہے ہوں گے جیسے چلے بادل۔

یعنی ظاہر میں تو قرار ہے لیکن اندر روح لوٹ پوٹ ہو رہی ہے، اور اصل کمال اس قوم کے نزدیک یہی ہے کہ احوال کو چھپائے، ظاہر نہ کرے، لوگوں کو کانوں کان خبر بھی نہ ہو، کہ اندر ہی اندر کیا ہو رہا ہے۔

تجھ سا کوئی ہمدم کوئی دمساز نہیں ہے باتیں تو ہیں ہر دَم مگر آواز نہیں ہے۔

دوسری آیت ''وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰہِ'' میں یہ نکتہ ہے کہ ایمان لائے بغیر، اسی طرح عملِ صالح کا اہتمام کئے بغیر بڑی بڑی آرزوئیں باندھنا، نیکوکار اور مقربینِ بارگاہ لوگوں کے زمرے میں شامل ہونے کی تمنا کرنا محض خام خیالی ہے، بہت لوگ مسلمانوں میں بھی اور پچھلی امتوں میں بھی بغیر ایمان اور عملِ صالح کے اللہ پر لمبی چوڑی امیدیں باندھتے رہتے۔

مثلاً یہود ونصاریٰ کا یہ قول اس حوالے سے قرآن نے نقل کیا ہے:

وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارٰى نَحْنُ أَبْنَاءُ اللّٰهِ وَأَحِبَّاؤُهُ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوبِكُمْ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ترجمہ: اور پتھروں میں تو ایسے بھی ہیں جن سے جاری ہوتی ہیں نہریں اور ان میں ایسے بھی ہیں جو پھٹ جاتے ہیں اور نکلتا ہے ان سے پانی اور ان میں ایسے بھی ہیں جو گر پڑتے ہیں اللہ کے ڈر سے اور اللہ بیخبر نہیں تمہارے کاموں سے۔

لَوْ أَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْآنَ عَلٰى جَبَلٍ لَرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُتَصَدِّعًا مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ (سورة الحشر، آیت نمبر ۲۱)

ترجمہ: اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر اتار دیتے تو تم اسے دیکھتے کہ وہ بھی دبا جا رہا ہے اور پھٹا پڑ رہا ہے اللہ کے خوف سے۔

بَلْ أَنْتُمْ بَشَرٌ مِمَّنْ خَلَقَ يَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ (سورة المائدة، آيت نمبر ۱۸)

ترجمہ: اور کہتے ہیں یہود اور نصاریٰ ہم بیٹے ہیں اللہ کے اور اس کے پیارے (آگے اللہ تعالیٰ اس خوش فہمی کا جواب ان کو دیتے ہیں) تو کہہ پھر کیوں عذاب کرتا ہے تم کو تمہارے گناہوں پر، کوئی نہیں بلکہ تم بھی آدمی ہو اس کی مخلوق میں، بخشے جس کو چاہے اور عذاب کرے جس کو چاہے، اور اللہ ہی کے لیے ہے سلطنت آسمانوں اور زمین کی اور جو کچھ دونوں کے بیچ میں ہے اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

اسی طرح یہود کا یہ قول بھی قرآن میں مذکور ہے:

لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَعْدُودَةً (سورة البقرة، آيت نمبر ۸۰)

ترجمہ: اور کہتے ہیں ہم کو ہرگز آگ نہ چھوئے گی مگر چند روز گنے چنے۔

اسی طرح ایک عمومی ذہنیت ومزاج اگلی پچھلی ساری قوموں کے مقربین بارگاہ لوگوں کے (انبیاء، اولیاء، صلحاء، مقتداء، پیشواء، علماء، مشائخ کے) وارثوں، جانشینوں اور اولاد وغیرہ کا قرآن نے یہ بیان کیا ہے کہ یہ اپنے بڑوں کی وجہ سے حاصل ہونے والی بڑائی، شہرت، لوگوں میں مقبولیت وغیرہ سے دھوکے میں پڑ جاتے ہیں، ایمان واعمالِ صالحہ کو بھول کر دنیا کی مزیداریوں اور خوش گواریوں پر عاشق وفریفتہ ہو جاتے ہیں، قبر، آخرت اور اس کی تیاری کو بھول جاتے ہیں، اللہ کے سامنے پیشی کا استحضار ان کو نہیں رہتا، لیکن اپنے بڑوں کے کارناموں کو گنوانے میں اور ان پر فخر کرنے میں پیش پیش ہوتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ محض ان مقربین سے ہماری نسبت ورشتہ ہی ہماری نجات کے لئے کافی ہے، ہم بخشے بخشائے لوگ ہیں، یہود ونصاریٰ وغیرہ امم سابقہ کی طرح یہ بیماری مسلمانوں میں بھی، بہت سے علماء، مشائخ، اور بزرگوں کی اولادوں میں پائی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ اس شیطانی اغواء سے بچائے، وہ آیت یہ ہے:

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَرِثُوا الْكِتَابَ يَأْخُذُونَ عَرَضَ هٰذَا الْأَدْنٰى وَيَقُولُونَ سَيُغْفَرُ لَنَا وَإِنْ يَأْتِهِمْ عَرَضٌ مِثْلُهُ يَأْخُذُوهُ أَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ مِيثَاقُ الْكِتَابِ أَنْ لَا يَقُولُوا عَلَى اللّٰهِ إِلَّا الْحَقَّ وَدَرَسُوا مَا فِيهِ وَالدَّارُ الْآخِرَةُ خَيْرٌ لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ (سورة الاعراف، آيت نمبر ۱۶۹)

ترجمہ: پھر ان (اللہ کے نیک ومقرب بندوں) کے پیچھے آئے ناخلف (نالائق، نااہل جانشین) جو وارث بنے کتاب کے، مگر ان کا حال یہ تھا کہ اس ذلیل دنیا کا مال وسامان (رشوت میں) لیتے اور کہتے ہیں کہ ہم کو (سب برا بھلا) معاف ہوجائے گا اور اگر ایسا ہی اسباب ان کے سامنے دوبارہ آئے تو اس کو بھی لے لیویں، کیا ان سے کتاب میں عہد نہیں لیا گیا کہ نہ بولیں اللہ پر سوا سچ کے اور انہوں نے پڑھا ہے جو کچھ اس میں لکھا ہے اور آخرت کا گھر بہتر ہے ڈرنے والوں کے لیے کیا تم سمجھتے نہیں۔

آرزوؤں سے پھرا کرتی ہیں تقدیریں کہیں؟

تیسری آیت میں "فَـأَثَـابَهُمُ اللَّهُ بِمَا قَالُوا" سے متکلمینِ اسلام نے معتزلہ ودیگر فرقِ ضالہ کے مقابلے میں اہلِ سنت والجماعت کے اس عقیدہ کو ثابت کیا ہے کہ مؤمن فاسق (جس میں ایمان تو ہے، لیکن اعمالِ صالحہ نہیں، اعمالِ سیئہ میں مبتلا رہا ہے، اور مرنے سے پہلے ان سے مقررہ شرائط کے مطابق توبہ بھی نہیں کی) بھی جنت میں جائے گا، اور اس کو جہنم کا عذاب صرف اپنے گناہوں کے بقدر ہوگا۔ خلود فی النار یعنی کفار ومشرکین کی طرح دائمی طور پر جہنم کا مکین نہ بنے گا، کیونکہ اس آیت میں صرف ایمان کا اقرار کرنے پر جنت ملنے کا ذکر ہے۔[1]

اور آیت کے اسی کلمہ "فَـأَثَـابَهُمُ اللَّهُ بِمَا قَالُوا" سے جمہور علماء نے اس پر بھی استدلال کیا ہے کہ اقرار بھی ایمان میں داخل ہے، ایمان کا حصہ ہے۔

وضاحت: اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ دل کا یقین اور دل سے سب ایمانیات کی تصدیق نجات کے لئے کافی ہے، یا زبان سے اقرار بھی ضروری ہے، اس میں خود اہلِ سنت علماء کے دونوں قول ہیں، ہمارے نزدیک محققین کا یہ قول اس بارے میں فیصلہ کن ہے کہ اخروی نجات کے اعتبار سے تو اقرار لسانی ایمان کا جزء نہیں، کوئی دل سے مؤمن تھا، ایمان کی سب باتوں پر دل سے یقین تھا، لیکن کسی وجہ سے کبھی زبان سے اقرار کی نوبت نہ آئی، کلمہ طیبہ کے تکلم سے رُکا رہا، تو بھی اخروی نجات کے لئے ایمان قلبی کافی ہے۔

جبکہ دنیوی احکام کے اجراء کے لئے زبان سے اقرار بھی ایمان کا جزء ہے، زبان سے اقرار نہیں ہوگا، تو دل کا حال کس کو معلوم؟ لہٰذا اُسے مسلمان نہ سمجھا جائے گا، اور نہ ہی مسلمانوں والے احکام اس پر جاری ہوں گے، مثلاً مسلمان کا اس سے نکاح، اس کے ہاتھ کا ذبیحہ، اس کا نمازِ جنازہ، مسلمانوں کے قبرستان میں اس

---

[1] الآية دالة على أن المؤمن الفاسق لا يبقى مخلدا فى النار (تفسير الرازى، سورة المائدة، تحت رقم الآية ۸۵ تا ۸۶)

کی تدفین وغیرہ، یہ سب چیزیں اس کے حق میں جاری نہ ہوں گی، اوراسی تفصیل کے مطابق اس آیت سے استدلال مناسب ہے۔

آخری بات یعنی چکی کا پاٹ

آج قرآن مغربی دنیا میں، یورپ میں، مسیحی اقوام میں بالخصوص اور دنیا کے باقی غیر مسلم اقوام میں بالعموم اپنا یہ معجزہ پھر دکھا رہا ہے، جو کبھی نجاشی کے دربار میں سورہ مریم کی آیات سے رونما ہوا تھا، آج صیہونی و صلیبی گٹھ جوڑ کر کے اسلام کے خلاف دامے درمے سخنے قدمے ہر محاذ پر برسرپیکار ہیں، سازش، مکر، منافقت، دجل، فریب، سیاسی ہتھکنڈے، اقتصادی شکنجہ، میڈیا وار، عسکری یلغار آج کے صلیبی وصیہونی جنگ کے اجزائے ترکیبی ہیں۔

اسلام کو دیوار سے لگانے، امتِ مسلمہ کو ٹھکانے لگانے کے لئے کفر کے پاس آج جتنے مادی وسائل ہیں، اوران وسائل کے بل بوتے پر عالم کفر جتنا ایڑی چوٹی کا زور یہ معرکہ سر کرنے پر لگا رہا ہے، شاید معلوم انسانی تاریخ میں کبھی بھی باطل نے حق کو مٹانے کے لئے اتنا زور اور اس قسم کا زور لگایا ہو، لیکن اس کے باوجود عالم کفر کے پاؤں کے نیچے سے زمین کھسک رہی ہے، عجائب پسند خدا آج پھر اس طرح کا منظر نامہ سامنے لا رہا ہے، جس طرح فتنۂ تاتار کے بعد سامنے لایا گیا تھا، کہ بدعمل امتِ مسلمہ کے کئی کروڑ افراد کو چنگیز و ہلاکو اور ان کی اولاد کے ہاتھوں ٹھکانے لگا کر، پھر ان تاتاریوں کی تیسری نسل کو اسلام کی زنجیر میں جکڑ دیا، اور اسلام کا پاسبان بنا دیا، حتیٰ کہ چنگیزیوں کی تیموری شاخ میں یہاں ہندوستان کے تخت پر آسمان نے پھر اورنگزیب عالمگیر جیسے اللہ والے رجل رشید کو بھی جلوہ فگن دیکھا، بقول اقبال:

ہے عیاں یورش تاتار کے فسانے سے　　　پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

آج مغربی دنیا مادیت اور دھریت، اباحیت، اور نفس پرستی کی آخری حدیں پار کر کے جس روحانی اضطراب کا شکار ہو چکی ہے، اور سکون کی تلاش میں سرگرداں ہے، جب وہ سکون انہیں ''**الا بذکر اللہ تطمئن القلوب**'' کا نعرہ بلند کرنے والے قرآن میں میسر آتا ہے، تو وہ پورے دل، پوری جان سے اس قرآن اور اس کی تعلیمات کے آگے جھک پڑتے ہیں۔

ان نومسلم لوگوں کے ایمانی جذبات، قلبی احساسات، اعمال کا ذوق وشوق جو کچھ اور جتنا کچھ لٹریچر اور واقعات ومشاہدات کے ذریعے سامنے آیا ہے، وہ بڑا ہی قابلِ رشک ہے، اور ہم جدی پشتی، نسلی وخاندانی

مسلمانوں کے لئے عبرت آموز ہے، خصوصاً ان سیکولر جدت پسند، روشن خیال، نام نہاد مسلمانوں کے لئے جو کفر کی عالمگیر دجّالی یلغار میں کفر کے ہم دم و دمساز ہیں۔ [ا]

باُں قومے کہ از ساغرِ وفا مستند

میں دنیا بھر کے اپنے نومسلم بھائیوں بہنوں کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں، میرے اللہ کے لئے میرے دل کے جذبات ان تک پہنچانا کیا مشکل ہے۔

اے میرے نومسلم بھائیو! اور بہنو! آج اسلام کی رگوں میں تازہ خون دوڑانے کی ضرورت ہے، تم وہ تازہ خون ہو جو اسلام کے جسد ملّی میں داخل ہوا ہے، فرقہ پرستیوں کے زہریلے جراثیم سے، تعصّبات، بدعات، اور ان خرافات کے کینسر سے پاک خون جو بے شمار جدی پشتی مسلمانوں میں صدیوں کے پس منظر کی وجہ سے دوڑ رہا ہے، تم نے مادیت، دھریت، اباحیت کے، اور ادیانِ باطلہ کے اور باطل ازموں و نظاموں کے اور فحاشی و بے حیائی کے تمام مظاہر کے اندھیرے قریب سے دیکھے ہیں، بھگتے ہیں، تمہیں اس روشنی کی صحیح قدر معلوم ہوگی جس روشنی کا کنکشن و رابطہ آج بھی عرش ربانی سے جڑا ہوا ہے۔

جبکہ یہ کنکشن نہ تورات کا بحال ہے، نہ انجیل کا اور نہ کسی اور ازم و نظام کا، تمہیں اسلام کی، قرآن کی روشنی مبارک ہو ہمارے لئے بھی اس روشنی میں جینے مرنے کی دعا کرو کہ مبادا ہماری ناقدری سے ہماری زندگیوں سے یہ چراغ گل نہ ہو جائے۔

باُں قومے کے از ساغرِ وفا مستند سلامِ ما برسانید کہ ہر کجا ہستند

[ا] جس کا ایک نمونہ ''پرائیویٹ الیکٹرانک میڈیا'' کے چینل اور ان چینلوں پر براجمان وہ کئی لونڈے لپاڑے اور شہدے اینکر پرسن ہیں، جنہوں نے میرے ملک کی معاشرتی روایات اور اسلامی اقدار کے خلاف، ملی غیرت اور دینی حمیت کے خلاف ایک چومکھی جنگ شروع کر رکھی ہے، شائد یہ ان ڈالروں کی چکاچوندی ہو جو عالمی چوہدری، سامراج میڈیا وار کے محاذ پر اپنے ان سپاہ دانش پر، اپنے ان پیادوں پر خرچ کرتا ہے، کہ یہ ''خوردہ'' ان کو نہ ملے تو ان کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ جائے، اور ان کی بولنے والی زبان گنگ ہو کر ان کی آواز گلے میں اٹک جائے، ان کی مثال سامری کے اس بنائے ہوئے بچھڑے کی سی ہے کہ جس کے بارے میں قرآن نے کہا ہے کہ ''عجلا جسدا له خوار'' (اعراف، آیت ۱۴۸) کہ محض ایک ڈھانچہ تھا، شوپیس تھا جس سے آواز نکلتی تھی۔

سامراجی سامری کے یہ بچھڑے روزانہ سرِشام سیاست دانوں کو اور ملک کی قابل ذکر و قابل قدر ہستیوں کو مرغوں کی طرح لڑاتے ہیں، اور ساری قوم اس منظر نامے سے مداری کے تماشے کی طرح لطف اندوز ہوتی ہے۔

ان کی ان مذبوحی حرکتوں کی وجہ سے نہ کسی فرد کا احترام باقی رہا، نہ کسی ادارے کا، نہ کسی اصول و قانون کا، نہ کسی سسٹم و نظام کا، نہ دینی اقدار کی قدر و وقعت رہی، نہ کسی اخلاقی و اجتماعی معاشرتی روایت کا احترام باقی رہا، دجال کا یہ مقدمة الجیش دجال کی طرح ایک آنکھ کھلی رکھتا ہے، تصویر کا ایک رخ ہی پیش کرتے ہیں۔ والی اللہ المشتکیٰ۔

ایوانِ ادب (سیرتِ طیبہ) مفتی محمد امجد حسین

پھول میں نے کچھ چنے ہیں ان کے دامن کے لئے

ہمارے آقا حضور نبیِ کریم علیہ الصلاۃ والسلام کی ولادت اور وصال دونوں ربیع الاول کے مہینے کے ہیں، اور سوموار کے دن ہوئے، نیز آپ پر وحی کا آغاز اور منصبِ رسالت پر سرفرازی بھی سوموار کے دن ہوئی، ولادت اور اعطائے نبوت کا سوموار کے دن ہونا صحیح مسلم، مسند احمد اور معجم کبیر للطبرانی کی روایات میں وارِد ومنقول ہے، حدیث میں سوموار کے دن روزہ رکھنے کا سبب بھی آپ نے اس دن اپنی ولادت اور نبوت ملنے کو بتایا، وصال کا سوموار کے دن ہونا مسند احمد میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں منقول ہے، اور تاریخی طور پر مسلم ومعروف ہے، ولادت کے سال میں بھی اتفاق ہے کہ ''عام الفیل'' کا سال تھا، البتہ ولادت اور وصال دونوں کی تاریخوں میں اختلاف ہے، محدثین اور مورخین دونوں کے ہاں یہ امر اختلافی ہے، ولادت کی تاریخوں میں چار اقوال مشہور ہیں، ۲، ۸، ۱۰، ۱۲ ربیع الاول، ابنِ کثیر نے البدایہ والنہایہ میں ولادت کے متعلق ان چار کے علاوہ دو قول مزید ۱۷ ربیع الاول اور ۲۲ ربیع الاول کے بھی نقل کئے ہیں، ۱۸ اور یکم ربیع الاول کے اقوال بھی بعضوں کے ہیں، ان میں زیادہ مشہور ۱۲ ربیع الاول کا قول ہے، لیکن روایتاً اور درایتاً زیادہ قابلِ ترجیح قول ۸ ربیع الاول کا ہے، وصال کے بارے میں بھی کئی اقوال ہیں، یکم ربیع الاول، ۲ ربیع الاول، ۱۰، ۱۲ ربیع الاول، ۱۲ ربیع الاول کو وفات ہونا تو کسی حساب سے درست نہیں بنتا، اس لئے اس قول کو غیر معتبر اور مغالطہ پر مبنی قرار دیا گیا ہے، ۲ ربیع الاول کے قول کو اکثر حضرات نے ترجیح دی ہے، اور دلائل وحسابات کے لحاظ سے یہ مضبوط قول ہے، جس کی روایات وآثار سے تائید ہوتی ہے، جبکہ بعض نے یکم ربیع الاول کو بھی ترجیح دی ہے (مآخذ کی تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو: ''ماہ ربیع الاول کے فضائل واحکام'' مؤلفہ: مفتی محمد رضوان صاحب دامت برکاتہم)

ذیل میں ماہِ ربیع الاول کی مناسبت سے بارگاہِ رسالت میں خراجِ عقیدت نثر ونظم میں (از: حضرت ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ اور حضرت ماہر القادری مرحوم) پیشِ خدمت ہے۔

یوں تو اس دنیا کی عمر بہت بتائی جاتی ہے مگر یہ دنیا کئی بار سو سو کر جاگی ہے اور مر مر کر زندہ ہوئی ہے، آخری بار جب یہ موت کی نیند سے بیدار ہوئی اور اس نے عقل وہوش کی آنکھیں کھولیں، وہ، وہ دن تھا جب مکہ

کے سردار عبدالمطلب کے گھر پوتا پیدا ہوا، وہ پیدا ہوا تو یتیم تھا، مگر اس نے پوری انسانیت کی سرپرستی کی اور دنیا کو نئی زندگی بخشی، سوتے میں جو عمر کٹی وہ کیا عمر ہے؟ خودکشی میں جو وقت گزرا وہ کیا زندگی ہے؟ اس لئے سچ پوچھئے تو موجودہ دنیا کی کام کی عمر چودہ سو برس سے زائد نہیں۔ چھٹی صدی مسیحی میں انسانیت کی گاڑی ایک ڈھلوان راستے پر پڑ گئی تھی، اندھیرا پھیلتا جا رہا تھا، راستے کا نشیب بڑھتا جا رہا تھا اور رفتار تیز ہوتی جا رہی تھی۔ اس گاڑی پر انسانیت کا پورا قافلہ اور آدم کا سارا کنبہ سوار تھا۔ ہزاروں برس کی تہذیبیں اور لاکھوں انسانوں کی محنتیں تھیں، گاڑی کے سوار میٹھی نیند سو رہے تھے یا زیادہ اور اچھی جگہ حاصل کرنے کے لئے آپس میں دست و گریبان تھے۔ کچھ تنک مزاج تھے، جب ساتھیوں سے روٹھتے تو ایک طرف سے دوسری طرف منہ پھیر کر بیٹھ جاتے کچھ ایسے جو اپنے جیسے لوگوں پر حکم چلاتے، کچھ کھانے پکانے میں مشغول تھے، کچھ گانے بجانے میں مصروف، مگر کوئی یہ نہ دیکھتا کہ گاڑی کس غار کی طرف جا رہی ہے اور اب وہ کتنا قریب رہ گیا ہے۔ انسانیت کا جسم تروتازہ تھا، مگر دل نڈھال، دماغ تھکا ہوا، ضمیر بے حس و مردہ، نبضیں ڈوب رہی تھیں اور آنکھیں پتھرانے والی تھیں، ایمان ویقین کی دولت سے عرصہ ہوا یہ انسانیت محروم ہو چکی تھی، پورے پورے ملک میں ڈھونڈے سے ایک صاحبِ یقین نہ ملتا۔ توہّمات کا ساری دنیا پر قبضہ تھا۔ انسانیت نے اپنے کو خود ذلیل کیا تھا، انسان نے اپنے غلاموں اور چاکروں کے سامنے سر جھکایا تھا، ایک خدا کے سوا سب کے سامنے اس کو جھکنا منظور تھا۔ حرام اس کے منہ کو لگ گیا تھا۔ ؎

شراب اس کی گھٹی میں گویا پڑی تھی   جُوا اس کی دن رات کی دل لگی تھی

بادشاہ دوسروں کے خون پر پلتے تھے، اور بستیاں اجاڑ کر بستے تھے، ان کے کتے موج کرتے اور انسان دانے دانے کو ترستے، زندگی کا معیار اتنا بلند ہو گیا تھا کہ جینا دوبھر تھا، جو اس معیار پر پورا نہ اترے وہ جانور سمجھا جاتا تھا، نئے نئے ٹیکسوں سے کسانوں اور دستکاروں کی کمر جھکی اور ٹوٹی جاتی تھی، لڑائی اور بات کی بات میں ملکوں کی صفائی اور قوموں کی تباہی ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا، سب زندگی کی فکروں میں گرفتار اور ظلم و زیادتی سے زار و نزار تھے پورے پورے ملک میں ایک اللہ کا بندہ ایسا نہ تھا جس کو اپنے پیدا کرنے والے کی رضامندی کی فکر ہو، یا راستے کی سچی تلاش ہو؛ غرض یہ نام کی زندگی تھی مگر حقیقت میں ایک وسیع اور طویل خودکشی۔ دنیا کی اصلاح انسانوں کے بس سے باہر تھی، پانی سر سے اونچا ہو گیا تھا، معاملہ ایک ملک کی آزادی اور ایک قوم کی ترقی کا نہ تھا انسانیت کا بدن داغ داغ تھا، دامن تار تار، اصلاح

کے لئے جو لوگ آگے بڑھے وہ یہ کہہ کر پیچھے ہٹ گئے۔ ع

''تیرے دل میں تو بہت کام رفو کا نکلا''

فلسفی اور حکیم، شاعر اور ادیب، کوئی اس میدان کا مرد نہ نکلا، سب اس وبا کے شکار تھے، مریض مریض کا علاج کس طرح کرے؟ جو خود یقین سے خالی ہو، وہ دوسروں کو کس طرح یقین سے بھر دے؟ جو خود پیاسا ہو، دوسروں کی پیاس کس طرح بجھائے؟ انسانیت کی قسمت پر بھاری قفل پڑا تھا اور کنجی گم تھی، زندگی کی ڈور الجھ گئی تھی اور سرا نہ ملتا تھا۔

اس دنیا کے مالک کو اپنے گھر کا یہ نقشہ پسند نہ تھا، آخر کار اس نے عرب کی آزاد اور سادہ قوم میں جو فطرت سے قریب تھی، ایک پیغمبر بھیجا، کہ پیغمبر کے سوا اب اس بگڑی دنیا کو کوئی بنا نہیں سکتا تھا۔ اس پیغمبر کا نام نامی محمد بن عبداللہ ہے۔ اللہ کے لاکھوں سلام و درود ہوں ان پر۔ ﷺ

زباں پہ بار خدایا یہ کس کا نام آیا کہ میرے نطق نے بوسے میری زباں کے لئے

اس زندگی کی ہر چیز سلامت مگر بے جگہ و بے قرینہ، زندگی کا پہیہ گھوم رہا تھا، مگر غلط رخ پر، اصل خرابی یہ تھی کہ زندگی کی چول کھسک گئی تھی اور ساری خرابی اسی کی تھی۔ یہ چول کیا تھی؟ اپنے اور اس دنیا کے بنانے والے کا صحیح علم، اسی کی بندگی اور تابعداری کا فیصلہ، اس کے پیغمبروں کو ماننا اور ان کی ہدایت و تعلیم کے مطابق زندگی بسر کرنا اور دوسری زندگی کا یقین۔

انہوں نے زندگی کی چول بٹھادی، مگر اپنی زندگی اور اپنے خاندان کی زندگی کو خطرے میں ڈال کر، اور اپنا سب کچھ قربان کر کے، انہوں نے اس مقصد کی خاطر بادشاہی کا تاج ٹھکرا دیا، دولت اور عیش کی بڑی سے بڑی پیش کش کو نامنظور کیا، محبوب وطن کو چھوڑا، ساری عمر بے آرام رہے، پیٹ پر پتھر باندھے، کبھی پیٹ بھر کر نہ کھایا، گھر والوں کو فقر و فاقہ میں شریک رکھا، دنیا کی ہر قربانی میں ہر خطرے میں پیش پیش، اور ہر فائدہ اور ہر لذت سے دور دور، لیکن دنیا سے اس وقت تک تشریف نہ لے گئے جب تک کہ دنیا کو صحیح رخ پر نہ ڈال دیا اور تاریخ کا دھارا نہ بدل دیا۔ تئیس برس میں دنیا کا رخ پلٹ گیا، دنیا کا ضمیر جاگ گیا، نیکی کا رجحان پیدا ہو گیا، اچھے برے کی تمیز ہونے لگی، خدا کی بندگی کا راستہ کھل گیا، انسان کو انسان کے سامنے اور اپنے خادموں کے سامنے جھکنے میں شرم محسوس ہونے لگی، اونچ نیچ دور ہوئی، قومی و نسلی غرور ٹوٹا، عورتوں کو حقوق ملے، کمزوروں و بے بسوں کی ڈھارس بندھی، غرض دیکھتے دیکھتے دنیا بدل گئی، جہاں پورے پورے

ملک میں ایک خدا سے ڈرنے والا نظر نہ آتا، وہاں لاکھوں کی تعداد میں ایسے انسان پیدا ہو گئے، جو اندھیرے اجالے میں خدا سے ڈرنے والے تھے، جو یقین کی دولت سے مالا مال تھے جو دشمن کے ساتھ انصاف کرتے تھے، جو حق کے معاملے میں اپنی اولاد کی پرواہ نہ کرتے، جو اپنے خلاف گواہی دینے کو تیار رہتے، جو دوسروں کے آرام کی خاطر مصیبت برداشت کرتے، جو کمزوروں کو طاقتور پر ترجیح دیتے، رات کے عبادت گزار، دن کے شہسوار، دولت، حکومت، طاقت، خواہشات سب پر حاکم، سب پر غالب، صرف ایک اللہ کے محکوم، صرف ایک اللہ کے غلام، انہوں نے اس دنیا کو علم، یقین، امن، تہذیب، روحانیت اور خدا کے ذکر سے بھر دیا۔ زمانے کی رت بدل گئی، انسان کیا بدلا، جہان بدل گیا، زمین و آسمان بدل گئے، یہ سارا انقلاب اسی پیغمبر کی کوشش اور تعلیم کا نتیجہ ہے، آدم علیہ السلام کی اولاد پر آدم کے کسی فرزند کا احسان نہیں، جیسا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا کے انسانوں پر ہے۔ اگر اس دنیا سے وہ سب لے لیا جائے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو عطا کیا ہے تو انسانی تہذیب ہزاروں برس پیچھے چلی جائے گی اور اس کو اپنی زندگی کی عزیز ترین چیزوں سے محروم ہونا پڑے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کا دن مبارک کیوں نہ ہو کہ اس دنیا کا سب سے مبارک انسان پیدا ہو جس نے اس دنیا کو نیا ایمان اور نئی زندگی عطا کی ؎

بہار اب جو دنیا میں آئی ہوئی ہے ۔۔۔ وہ سب پود انہیں کی لگائی ہوئی ہے

(''کاروانِ مدینہ'' ص ۲۱ تا ۲۵)

سلام اس پر کہ جس کی چاند تاروں نے گواہی دی

سلام اس پر کہ جس نے بے کسوں کی دستگیری کی ۔۔۔ سلام اس پر کہ جس نے بادشاہی میں فقیری کی

سلام اس پر کہ اسرار محبت جس نے سمجھائے

سلام اس پر کہ جس نے زخم کھا کر پھول برسائے

سلام اس پر کہ جس نے خوں کے پیاسوں کو قبائیں دیں ۔۔۔ سلام اس پر کہ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دیں

سلام اس پر کہ دشمن کو حیات جاوداں دے دی

سلام اس پر، ابوسفیان کو جس نے اماں دے دی

سلام اس پر کہ جس کا ذکر ہے سارے صحائف میں ۔۔۔ سلام اس پر، ہوا مجروح جو بازار طائف میں

سلام اس پر، وطن کے لوگ جس کو تنگ کرتے تھے
سلام اس پر کہ گھر والے بھی جس سے جنگ کرتے تھے
سلام اس پر کہ جس کے گھر میں چاندی تھی نہ سونا تھا سلام اس پر کہ ٹوٹا بوریا جس کا بچھونا تھا
سلام اس پر جو سچائی کی خاطر دکھ اٹھاتا تھا
سلام اس پر، جو بھوکا رہ کے اوروں کو کھلاتا تھا
سلام اس پر، جو امت کے لئے راتوں کو روتا تھا سلام اس پر، جو فرشِ خاک پر جاڑے میں سوتا تھا
سلام اس پر کہ جس کی سادگی درسِ بصیرت ہے
سلام اس پر کہ جس کی ذات فخرِ آدمیت ہے
سلام اس پر کہ جس نے جھولیاں بھر دیں فقیروں کی سلام اس پر کہ مشکیں کھول دیں جس نے اسیروں کی
سلام اس پر کہ جس نے فضل کے موتی بکھیرے ہیں
سلام اس پر بُروں کو جس نے فرمایا یہ میرے ہیں
سلام اس پر کہ جس کی چاند تاروں نے گواہی دی سلام اس پر کہ جس کی سنگ پاروں نے گواہی دی
سلام اس پر کہ جس نے چاند کو دو ٹکڑے فرمایا
سلام اس پر کہ جس کے حکم سے سورج پلٹ آیا
سلام اس پر فضا جس نے زمانے کی بدل ڈالی سلام اس پر کہ جس نے کفر کی قوت کچل ڈالی
سلام اس پر، شکستیں جس نے دیں باطل کی فوجوں کو
سلام اس پر کہ ساکن کر دیا طوفان کی موجوں کو
سلام اس پر کہ جس نے کافروں کے زور کو توڑا سلام اس پر کہ جس نے پنجۂ بیداد کو موڑا
سلام اس پر سرِ شاہنشہی جس نے جھکایا تھا
سلام اس پر کہ جس نے کفر کو نیچا دکھایا تھا
سلام اس پر کہ جس نے زندگی کا راز سمجھایا سلام اس پر کہ جو خود بدر کے میدان میں آیا
سلام اس پر بھلا سکتے نہیں جس کا کبھی احسان
سلام اس پر مسلمانوں کو دی تلوار اور قرآن

سلام اس پر کہ جس کا نام لیکر اس کے شیدائی الٹ دیتے ہیں تخت قیصریت، اوج دارائی
سلام اس پر کہ جس کے نام لیوا ہر زمانے میں
بڑھا دیتے ہیں ٹکڑا، سرفروشی کے فسانے میں
سلام اس پر کہ جس کے نام کی عظمت پہ کٹ مرنا مسلمان کا یہی ایمان یہی مقصد یہی شیوا
سلام اس ذات پر، جس کے پریشاں حال دیوانے
سنا سکتے ہیں اب بھی خالد وحیدر کے افسانے

درود اس پر کہ جس کی بزم میں قسمت نہیں سوتی

درود اس پر کہ جس کا نام تسکینِ دل وجاں ہے درود اس پر کہ جس کے خُلق کی تفسیر قرآن ہے
درود اس پر کہ جس کی بزم میں قسمت نہیں سوتی درود اس پر کہ جس کے ذکر سے سیری نہیں ہوتی
درود اس پر تبسم جس کی گل کے مسکرانے میں
درود اس پر کہ جس کا فیض ہے سارے زمانے میں
درود اس پر کہ جس کا نام لے کر پھول کھلتے ہیں درود اس پر کہ جس کے فیض سے دو دوست ملتے ہیں
درود اس پر کہ جس کا تذکرہ عین عبادت ہے درود اس پر کہ جس کی زندگی رحمت ہی رحمت ہے
درود اس پر کہ جو تھا صدرِ محفل پاکبازوں میں
درود اس پر کہ جس کا نام لیتے ہیں نمازوں میں
درود اس پر کہ مکیں گنبدِ خضرا جسے کہیئے درود اس پر شبِ معراج کا دولہا جسے کہیئے
درود اس پر، جسے شمع شبستان ازل کہیئے
درود اس پر ابد کی بزم کا جسے کنول کہیئے
درود اس پر بہار گلشنِ عالم جسے کہیئے درود اس ذات پر فخر بنی آدم جسے کہیئے
رسول، مجتبیٰ کہیئے، محمد مصطفیٰ کہیئے
وہ جس کو ہادی ''دع ما کدر خذ ما صفا'' کہیئے
درود اس پر جو ماہر کی امیدوں کا ملجا ہے درود اس پر کہ جس کا دونوں عالم میں سہارا ہے

مقالات ومضامین

مولانا محمد ناصر

غیر مسلم کو سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا

احادیث میں اہلِ کتاب یعنی یہودیوں اور عیسائیوں کو سلام کرنے میں پہل کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

لَا تَبْدَءُوا الْيَهُودَ وَلَا النَّصَارٰى بِالسَّلَامِ، فَإِذَا لَقِيتُمْ أَحَدَهُمْ فِي طَرِيقٍ، فَاضْطَرُّوهُ إِلٰى أَضْيَقِهٖ (مسلم، رقم الحديث ٢١٦٧ ”١٣“، كتاب الآداب، بَابُ النَّهْيِ عَنِ ابْتِدَاءِ أَهْلِ الْكِتَابِ بِالسَّلَامِ وَكَيْفَ يُرَدُّ عَلَيْهِمْ)

ترجمہ: تم یہودیوں اور عیسائیوں کو سلام کرنے میں ابتداء نہ کرو، پھر جب تم اُن میں سے کسی سے راستے میں ملو، تو اُس (یہودی یا عیسائی) کو راستے کے تنگ حصے کی طرف مجبور کردو (مسلم)

مذکورہ حدیث میں یہودیوں اور عیسائیوں کو سلام کرنے میں پہل کرنے سے منع کیا گیا ہے، اور یہودی وعیسائی اہلِ کتاب میں سے ہیں، تو جب اہلِ کتاب کو سلام کرنے میں پہل کرنا منع ہے، تو دوسرے غیر مسلموں کو سلام کرنے میں پہل کرنا بدرجۂ اولیٰ منع ہے۔

نیز غیر مسلموں کو عزت دینا اور ان کا احترام کرنا بھی مذکورہ حدیث کی رو سے ممنوع ہے۔ [1]

اور اگر کوئی یہودی یا عیسائی کسی مسلمان کو سلام کرلے، تو اس کو جواب دینے کے بارے میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث میں روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ فَقُولُوا: وَعَلَيْكُمْ

(بخاری، رقم الحديث ٦٢٥٨، كتاب الاستئذان، بَابٌ: كَيْفَ يُرَدُّ عَلَى أَهْلِ الذِّمَّةِ السَّلَامُ)

---

[1] وعن أبي هريرة -رضي الله تعالى عنه -قال :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم :(لا تبدء وا اليهود ولا النصارى) أي :ولو كانوا ذميين، فضلا عن غيرهما من الكفار (بالسلام) : لأن الابتداء به إعزاز للمسلم عليه، ولا يجوز إعزازهم، وكذا لا يجوز توادهم وتحاببهم بالسلام ونحوه، قال تعالى :(لا تجد قوما يؤمنون بالله واليوم الآخر يوادون من حاد الله ورسوله) (المجادلة) الآية .ولأنا مأمورون بإذلالهم، كما أشار إليه سبحانه بقوله :(وهم صاغرون) التوبة (مرقاة، كتاب الآداب، باب السلام)

ترجمہ: جب اہلِ کتاب تمہیں سلام کریں، تو تم (جواب میں) ''وعلیکم'' کہا کرو (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مذکورہ مضمون دوسرے الفاظ سے بھی مروی ہے۔ [۱]

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی اہلِ کتاب یعنی یہودی یا عیسائی کسی مسلمان کو سلام کرے، تو جواب میں اُسے صرف وعلیک یا وعلیکم کہنا چاہئے۔

اور بعض دوسری احادیث میں اس کی وجہ بھی بیان کی گئی ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں یہ تفصیل ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الْیَھُوْدَ إِذَا سَلَّمَ عَلَیْکُمْ أَحَدُھُمْ فَإِنَّمَا یَقُوْلُ اَلسَّامُ عَلَیْکُمْ فَقُوْلُوْا وَعَلَیْکُمْ (ابوداؤد، رقم الحدیث ۵۲۰۶، کتاب الادب، بَابٌ فِی السَّلَامِ عَلٰی أَھْلِ الذِّمَّۃِ، واللفظ لہٗ؛ بخاری، بلفظ ''وعلیک''، رقم الحدیث ۶۲۵۷، کتاب الاستئذان، بَابٌ: کَیْفَ یُرَدُّ عَلٰی أَھْلِ الذِّمَّۃِ السَّلَامُ)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہودی جب تم میں سے کسی کو سلام کرتے ہیں، تو وہ ''السام علیکم'' (یعنی تمہیں موت آئے) کہتے ہیں، لہٰذا تم (بھی جواب میں) ''وعلیکم'' (یعنی تمہیں بھی) کہا کرو (ابوداؤد)

اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

سَلَّمَ نَاسٌ مِنْ یَھُوْدٍ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَقَالُوْا: اَلسَّامُ عَلَیْکَ یَا أَبَا الْقَاسِمِ، فَقَالَ: وَعَلَیْکُمْ فَقَالَتْ عَائِشَۃُ: وَغَضِبَتْ أَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوْا؟ قَالَ بَلٰی، قَدْ سَمِعْتُ فَرَدَدْتُ عَلَیْھِمْ وَإِنَّا نُجَابُ عَلَیْھِمْ وَلَا یُجَابُوْنَ عَلَیْنَا (مسلم، رقم الحدیث ۲۱۶۶ ''۱۲''، کتاب الآداب، بَابُ النَّھْیِ عَنِ ابْتِدَاءِ أَھْلِ الْکِتَابِ بِالسَّلَامِ وَکَیْفَ یُرَدُّ عَلَیْھِمْ)

ترجمہ: یہودیوں میں سے بعض لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کرتے ہوئے کہا ''اے ابوقاسم! السام علیک'' تو رسول اللہ ﷺ نے (جواب میں) فرمایا ''وعلیکم''، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے غصے میں کہا کہ کیا آپ نے سنا نہیں کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے

---

[۱] عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ " :أُمِرْنَا أَنْ لَا نَزِیدَ أَھْلَ الْکِتَابِ عَلَی :وَعَلَیْکُمْ " (مصنف عبدالرزاق، رقم الحدیث ۹۸۳۸، ردالسلام علی اھل الکتاب)

فرمایا کہ کیوں نہیں، میں نے سنا ہے، اور میں نے اُن پر وہی بد دعا لوٹا دی ہے، اور اُن پر ہماری بد دعا قبول کی جائے گی، مگر ہمارے اوپر اُن کی بدُ دعا قبول نہیں کی جائے گی (مسلم)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

دَخَلَ رَهْطٌ مِنَ الْيَهُوْدِ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا : اَلسَّامُ عَلَيْکَ، فَفَهِمْتُهَا فَقُلْتُ: عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَهْلًا يَا عَائِشَةُ، فَإِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوْا؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : فَقَدْ قُلْتُ: وَعَلَيْكُمْ (بخاری، رقم الحديث ۶۲۵۶، کتاب الاستئذان، بَابٌ: كَيْفَ يُرَدُّ عَلَى أَهْلِ الذِّمَّةِ السَّلَامُ)

ترجمہ: یہودیوں کی ایک قوم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی، اور انہوں نے کہا کہ ''السام علیک'' (یعنی آپ کو موت آئے) میں اُن کی بات سمجھ گئی، تو میں نے کہا ''علیکم السام واللعنۃ'' (یعنی تمہیں بھی موت آئے، اور تم پر لعنت ہو) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے عائشہ! نرمی اختیار کرو، بے شک اللہ ہر کام میں نرمی کو پسند فرماتے ہیں، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ نے سنا نہیں کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے بھی تو ''وعلیکم'' کہہ دیا ہے (بخاری)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''**مَهْلًا يَا عَائِشَةُ، عَلَيْكِ بِالرِّفْقِ، وَإِيَّاكِ وَالْعُنْفَ، أَوِ الْفُحْشَ**'' یعنی'' اے عائشہ! نرمی اختیار کرو، اور بد گوئی اور فحش گوئی سے بچو''۔ [1]

اور مسلم شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''**مَهْ يَا عَائِشَةُ، فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفُحْشَ وَالتَّفَحُّشَ**'' یعنی'' اے عائشہ! رُک جاؤ،

---

[1] عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا :أَنَّ الْيَهُوْدَ أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا :السَّامُ عَلَيْكَ، قَالَ :وَعَلَيْكُمْ فَقَالَتْ عَائِشَةُ :السَّامُ عَلَيْكُمْ، وَلَعَنَكُمُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْكُمْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :مَهْلًا يَا عَائِشَةُ، عَلَيْكِ بِالرِّفْقِ، وَإِيَّاكِ وَالْعُنْفَ، أَوِ الْفُحْشَ قَالَتْ :أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوا؟ قَالَ :أَوَلَمْ تَسْمَعِي مَا قُلْتُ، رَدَدْتُ عَلَيْهِمْ، فَيُسْتَجَابُ لِي فِيهِمْ، وَلَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ فِيَّ (بخاری، رقم الحديث ۶۴۰۱، کتاب الدعوات، بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :يُسْتَجَابُ لَنَا فِي الْيَهُوْدِ)

Idara Ghufran

اس لیے کہ اللہ بدگوئی اور حد سے تجاوز کو پسند نہیں کرتا‘‘۔ [1]

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ غیر مسلموں کو سلام کرنے میں پہل کرنا منع ہے، اور اگر کوئی غیر مسلم پہلے سلام کرلے، تو جواب میں اُسے وعلیک یا وعلیکم کہنا چاہئے۔

البتہ کسی غیر مسلم کو ’’اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی ‘‘ یا ’’اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ‘‘ کے الفاظ سے ابتداءً سلام کیا جاسکتا ہے۔

چنانچہ حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ ایک لمبی روایت میں فرماتے ہیں کہ:

ثُمَّ دَعَا بِکِتَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُرِءَ، فَإِذَا فِیْہِ : بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ، إِلٰی ھِرَقْلَ عَظِیْمِ الرُّوْمِ، اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی، أَمَّا بَعْدُ (بخاری، رقم الحدیث ۶۲۶۰، کتاب الاستئذان، بَابٌ: کَیْفَ یُکْتَبُ الکِتَابُ إِلَی أَھْلِ الکِتَابِ)

ترجمہ: پھر رسول اللہ ﷺ کا خط لایا گیا، اُسے پڑھا گیا، جس میں یہ تھا کہ ’’بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول کی طرف سے روم کے بادشاہ ہرقل کے نام، اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی ’’یعنی جو ہدایت کی پیروی کرے، اُس پر سلام ہو‘‘ (بخاری)

روم کا بادشاہ ہرقل غیر مسلم تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرقل کو اسلام لانے کی دعوت دینے کا جو خط بھیجوایا تھا، اس کی ابتداء میں اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی درج تھا، جس سے معلوم ہوا کہ غیر مسلم کو اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی کے ذریعہ سلام کیا جاسکتا ہے۔

اور حضرت ابو مالک غفاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

إِذَا دَخَلْتَ بَیْتًا فِیْہِ الْمُشْرِکُوْنَ فَقُلْ : اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ

---

[1] فَفَطِنَتْ بِھِمْ عَائِشَۃُ فَسَبَّتْھُمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :مَہْ یَا عَائِشَۃُ، فَإِنَّ اللہَ لَا یُحِبُّ الْفُحْشَ وَالتَّفَحُّشَ وَزَادَ فَأَنْزَلَ اللہُ عَزَّ وَجَلَّ (وَإِذَا جَاءُوکَ حَیَّوْکَ بِمَا لَمْ یُحَیِّکَ بِہِ اللہُ) إِلَی آخِرِ الْآیَۃِ (مسلم، رقم الحدیث ۲۱۶۵ "۱۱"، کتاب الآداب، بَابُ النَّھْیِ عَنِ ابْتِدَاءِ أَھْلِ الْکِتَابِ بِالسَّلَامِ وَکَیْفَ یُرَدُّ عَلَیْھِمْ)

وَفِی رِوَایَۃٍ لِمُسْلِمٍ .قَالَ :لَا تَکُونِی فَاحِشَۃً) أَیْ :قَائِلَۃً لِلْفُحْشِ وَمُتَکَلِّمَۃً بِکَلَامٍ قَبِیحٍ (فَإِنَّ اللَّہَ لَا یُحِبُّ الْفُحْشَ) : وَقَدْ مَرَّ مَعْنَاہُ (وَالتَّفَحُّشَ) أَیِ :التَّکَلُّفَ فِی التَّلَفُّظِ بِالْفُحْشِ وَالتَّعَمُّدِ فِیہِ، وَإِنَّمَا قَالَ ذَلِکَ - صَلَّی اللَّہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ -لَھَا لِقَوْلِھَا "وَاللَّعْنَۃُ "أَوْ "لَعَنَکُمُ اللَّہُ (مرقاۃ، کتاب الآداب، باب السلام)

الصَّالِحِيْنَ ، يَحْسَبُوْنَ أَنَّكَ قَدْ سَلَّمْتَ عَلَيْهِمْ ، وَقَدْ صَرَفْتَ السَّلَامَ عَنهُمْ

(مصنف ابن ابی شيبة، رقم الحديث ٢٦٥١١)

ترجمہ: جب آپ کسی گھر میں داخل ہوں، جس میں مشرکین ہوں، تو آپ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ کہا کریں، وہ (مشرک لوگ) سمجھیں گے آپ نے انہیں سلام کیا ہے، اور (درحقیقت) آپ نے اُن سے سلام پھیر دیا ہے (ابن ابی شیبہ)

اور حضرت علقمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

إِنَّمَا سَلَّمَ عَبْدُ اللّٰهِ عَلَى الدِّهَاقِيْنِ إِشَارَةً (الادب المفرد للبخاری، رقم الحديث ١١٤٥) [1]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے دہاقین (یعنی عجمی غیر مسلم) کو اشارے کے ساتھ سلام کیا (ادب المفرد)

مذکورہ احادیث وروایات سے معلوم ہوا کہ اگر کبھی غیر مسلم کو کسی ضرورت اور مجبوری کی وجہ سے (مثلاً افسرِ بالا یا کسی ایسے شخص کو جس سے سلام نہ کرنے کی صورت میں تکلیف اور ضَرر پہنچنے کا اندیشہ ہو، کو) سلام کرنے کی ضرورت پیش آجائے، تو "اَلسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى" یا "اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ" کہا یا سلام کرنے کا اشارہ کیا جاسکتا ہے۔

نیز کسی ضرورت کے موقع پر غیر مسلم کو سلام کرنے کے بجائے کوئی دوسرے الفاظ بھی اختیار کیے جاسکتے ہیں، مثلاً خوش آمدید، مرحبا، صبح بخیر یا گڈ مارننگ وغیرہ۔ [2]

البتہ بعض احادیث وروایات میں یہودیوں اور عیسائیوں کو سلام کرنے کی ممانعت کی وجہ یہ بیان ہوئی ہے کہ یہودی وعیسائی درحقیقت سلام نہیں کہتے، بلکہ سام کہتے ہیں، جس کا معنیٰ ہلاکت کے ہیں، اور یہ بد دُعا ہے، لہٰذا مسلمان بھی یہودیوں اور عیسائیوں کے جواب میں اسی بد دُعا کو لوٹا دیں، لیکن جب کوئی غیر مسلم

---

[1] قال الالبانی: سنده صحيح . فأجاز ابن مسعود ابتداء هم فی السلام بالإشارة (سلسلة الأحاديث الصحيحة وشیء من فقهها وفوائدها، تحت رقم الحديث ٧٠٤)

[2] عن ابن عباس رضی الله عنهما، قال :لما قدم وفد عبد القيس على النبی صلى الله عليه وسلم قال :مرحبا بالوفد، الذين جاء وا غير خزايا ولا ندامى (بخاری، رقم الحديث ٦١٧٦، باب قول الرجل مرحبا)

کسی مسلمان کو صحیح الفاظ کے ساتھ السلام علیکم کہے، یا لکھے، تو اس کے جواب میں وعلیکم السلام کہنے یا لکھنے کا ثبوت بھی بعض احادیث وروایات اور بعض تابعین رحمہم اللہ سے ملتا ہے، لیکن اکثر احادیث وروایات میں کیونکہ غیر مسلموں کو وعلیکم کے لفظ سے سلام کا جواب دینے کا حکم ہے، اس لئے عام حالات میں تو وعلیکم کے لفظ سے ہی سلام کا جواب دینا چاہئے، اور اگر کوئی غیر مسلم کی طرف سے پہلے کئے گئے السلام علیکم کے جواب میں وعلیکم السلام کہہ دے، تو اسے حرام قرار دیا جانا مشکل ہے (کذافی معارف القرآن عثمانی، ج۶ص۳۵) [۱]

---

[۱] عَنْ أَبِی بُرْدَةَ قَالَ : كَتَبَ رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَتَبَ فِي أَسْفَلِ الْكِتَابِ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ (مصنف عبدالرزاق، رقم الحديث ۹۸۴۵، الكتاب الى المشركين)

عن ابن عباس قال :ردوا السلام على من كان يهوديا أو نصرانيا أو مجوسيا ذلك بأن الله يقول :(وإذا حييتم بتحية فحيوا بأحسن منها أو ردوها) (الادب المفرد للبخاری، رقم الحديث ۱۱۰۷)

فی حاشیة الادب المفرد للبخاری: حسن.

عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ قَالَ :كَتَبَ أَبُو موسى إلى دهقان يُسَلِّمُ عَلَيْهِ فِي كِتَابِهِ فَقِيلَ لَهُ أَتُسَلِّمُ عَلَيْهِ وَهُوَ كَافِرٌ؟ قَالَ :إِنَّهُ كَتَبَ إِلَيَّ فسلم علي فرددت عليه (الادب المفرد للبخاری، رقم الحديث ۱۱۰۱، بَابُ إِذَا كَتَبَ الذِّمِّيُّ فَسَلَّمَ يُرَدُّ عَلَيْهِ)

فی حاشیة الادب المفرد للبخاری: صحیح.

عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، أَنَّهُ كَانَ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ فِي سَفَرٍ، فَصَحِبَهُ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ، فَلَمَّا فَارَقُوهُ قَالَ :أَيْنَ تَذْهَبُونَ؟ قَالُوا :هَاهُنَا، فَأَتْبَعَهُمْ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ (مصنف عبدالرزاق، رقم الحديث ۹۸۴۳، السلام على اهل الكتاب)

عَنْ مَنْصُورٍ قَالَ :سَأَلْتُ إِبْرَاهِيمَ، وَمُجَاهِدًا قَالَ :كَيْفَ أَكْتُبُ إِلَى الدِّهْقَانِ؟ قَالَ إِبْرَاهِيمُ: "اكْتُبْ :السَّلَامُ عَلَيْكُمْ "، وَقَالَ مُجَاهِدٌ :اكْتُبِ السَّلَامُ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى (مصنف عبدالرزاق، رقم الرواية ۹۸۴۷، الكتاب الى المشركين)

ہفتہ وار اصلاحی مجلس

ادارہ غفران میں

حضرت مولانا مفتی محمد رضوان صاحب دامت برکاتہم

کی ہفتہ وار اصلاحی مجلس بروز اتوار، صبح دس بجے ہوتی ہے۔

انتظامیہ: ادارہ غفران، گلی نمبر 17، چاہ سلطان، راولپنڈی فون:051-5507270-5507530

مقالات ومضامین

مفتی محمد رضوان

شراب اورنشہ کے دنیاوی اور دینی نقصانات (دسویں وآخری قسط)

شراب پینے پر اسلامی قانون میں سزا

حضرت عمر بن خطّاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَجُلًا عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اسْمُهُ عَبْدَ اللّٰهِ، وَكَانَ يُلَقَّبُ حِمَارًا، وَكَانَ يُضْحِكُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ جَلَدَهُ فِي الشَّرَابِ، فَأُتِيَ بِهِ يَوْمًا فَأَمَرَ بِهِ فَجُلِدَ (بخاری، رقم الحدیث ٦٧٨٠)

ترجمہ: ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جس کا نام عبداللہ اور لقب حمار تھا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنسایا کرتا تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو شراب پینے کی وجہ سے کوڑے لگوائے تھے، ایک دن پھر نشہ کی حالت میں لایا گیا، تو آپ نے اس کو کوڑے مارے جانے کا حکم دیا (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

جَلَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَمْرِ بِالْجَرِيدِ وَالنِّعَالِ، وَجَلَدَ أَبُوبَكْرٍ أَرْبَعِينَ (بخاری، رقم الحدیث ٦٧٧٦)

ترجمہ: نبی ﷺ نے شراب پینے پر لکڑی اور جوتوں سے مار لگوائی، اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے چالیس کوڑے لگوائے (بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوهُ، ثُمَّ إِذَا شَرِبَ فَاجْلِدُوهُ، ثُمَّ إِذَا شَرِبَ فَاجْلِدُوهُ، ثُمَّ إِذَا شَرِبَ فِي الرَّابِعَةِ فَاقْتُلُوهُ (مسند احمد، رقم الحدیث ٧٧٦٢)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ جس نے شراب پی اس کو کوڑے (یعنی مار) لگاؤ، پھر جب وہ (دوبارہ) شراب پیے تو پھر اس کو کوڑے لگاؤ، پھر جب وہ (سہ بارہ) شراب پیے تو پھر اسے کوڑے لگاؤ، پھر جب وہ چوتھی بار شراب پیے تو اسے قتل کردو (مسند احمد)

اس طرح کی حدیث حضرت عبداللہ بن عمرو اور دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے۔

(ملاحظہ ہو: مسند احمد، رقم الحدیث ۷۰۰۳، عن عبداللہ بن عمرو. مسند احمد رقم الحدیث ۱۸۰۵۳، عن شرحبیل بن اوس. مسند احمد، رقم الحدیث ۲۳۱۳۰، عن رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ چوتھی مرتبہ شراب پینے پر قتل کا حکم ابتدائے اسلام میں آیا تھا، تاکہ شراب کے حرام ہونے کے حکم آنے کے بعد لوگوں کو شراب سے نفرت پیدا ہو، اور اس کا خوف دل میں بیٹھے، بعد میں اس کو ختم کردیا گیا تھا، اور کوڑوں کا حکم برقرار رکھا گیا۔

اس لئے اکثر فقہائے کرام اسی چیز کے قائل ہیں کہ جب کوئی شراب پیئے تو ہر مرتبہ اس کو کوڑے ہی لگائے جائیں گے، قتل نہیں کیا جائے گا۔ [۱]

---

[۱] عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ شَرِبَ الخَمْرَ فَاجْلِدُوهُ، فَإِنْ عَادَ فِي الرَّابِعَةِ فَاقْتُلُوهُ قَالَ: وَفِي البَابِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَالشَّرِيدِ، وَشُرَحْبِيلَ بْنِ أَوْسٍ، وَجَرِيرٍ، وَأَبِي الرَّمَدِ البَلَوِيِّ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو: حَدِيثُ مُعَاوِيَةَ هَكَذَا رَوَى الثَّوْرِيُّ أَيْضًا، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَى ابْنُ جُرَيْجٍ، وَمَعْمَرٌ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَقُولُ: حَدِيثُ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَا أَصَحُّ، مِنْ حَدِيثِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِنَّمَا كَانَ هَذَا فِي أَوَّلِ الأَمْرِ ثُمَّ نُسِخَ بَعْدُ، هَكَذَا رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ المُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ مَنْ شَرِبَ الخَمْرَ فَاجْلِدُوهُ، فَإِنْ عَادَ فِي الرَّابِعَةِ فَاقْتُلُوهُ، قَالَ: ثُمَّ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذَلِكَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ الخَمْرَ فِي الرَّابِعَةِ فَضَرَبَهُ وَلَمْ يَقْتُلْهُ، وَكَذَلِكَ رَوَى الزُّهْرِيُّ، عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ هَذَا قَالَ: فَرُفِعَ القَتْلُ، وَكَانَتْ رُخْصَةً، وَالعَمَلُ عَلَى هَذَا الحَدِيثِ عِنْدَ عَامَّةِ أَهْلِ العِلْمِ لَا نَعْلَمُ بَيْنَهُمْ اخْتِلَافًا فِي ذَلِكَ فِي القَدِيمِ وَالحَدِيثِ وَمِمَّا يُقَوِّي هَذَا مَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَوْجُهٍ كَثِيرَةٍ أَنَّهُ قَالَ: "لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَّا بِإِحْدَى ثَلَاثٍ: النَّفْسُ بِالنَّفْسِ، وَالثَّيِّبُ الزَّانِي، وَالتَّارِكُ لِدِينِهِ (ترمذی، رقم الحدیث ۱۴۴۴، باب ما جاء من شرب الخمر فاجلدوه، ومن عاد فی الرابعة فاقتلوه)

عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوهُ، فَإِنْ عَادَ فَاجْلِدُوهُ، فَإِنْ عَادَ فِي الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ فَاقْتُلُوهُ، فَأُتِيَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ فَجَلَدَهُ، ثُمَّ أُتِيَ بِهِ فَجَلَدَهُ، ثُمَّ أُتِيَ بِهِ فَجَلَدَهُ، ثُمَّ أُتِيَ بِهِ فَجَلَدَهُ، وَرَفَعَ الْقَتْلَ، وَكَانَتْ رُخْصَةً، قَالَ سُفْيَانُ: حَدَّثَ الزُّهْرِيُّ بِهَذَا الْحَدِيثِ وَعِنْدَهُ مَنْصُورُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ الْخَمْرَ، فَجَلَدَهُ بِجَرِيْدَتَيْنِ نَحْوَ أَرْبَعِيْنَ، قَالَ : وَفَعَلَهُ أَبُوْبَكْرٍ، فَلَمَّا كَانَ عُمَرُ اسْتَشَارَ النَّاسَ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ : أَخَفَّ الْحُدُوْدِ ثَمَانِيْنَ، فَأَمَرَ بِهٖ عُمَرُ (مسلم، رقم الحديث ۱۷۰۶ "۳۵")

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی لایا گیا جس نے شراب پی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دو قمچیوں (یعنی چھڑیوں) سے تقریباً چالیس مرتبہ مارلگوائی، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی (اپنے دورِ خلافت میں) اسی طرح کیا، پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا تو انہوں نے صحابۂ کرام سے مشورہ طلب

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وَمِخْوَلُ بْنُ رَاشِدٍ، فَقَالَ لَهُمَا : كُونَا وَافِدَىْ أَهْلِ الْعِرَاقِ بِهَذَا الْحَدِيثِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ : رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ الشَّرِيدُ بْنُ سُوَيْدٍ، وَشُرَحْبِيلُ بْنُ أَوْسٍ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، وَأَبُو غُطَيْفٍ الْكِنْدِىُّ، وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ (ابوداؤد، رقم الحديث ۴۴۸۵)

(عن جابر عن النبى صلى الله عليه وسلم قال :من) وفى نسخة صحيحة إن من (شرب الخمر فاجلدوه فإن عاد فى الرابعة فاقتلوه) المراد الضرب الشديد أو الأمر للوعيد فإنه لم يذهب أحد قديما وحديثا أن شارب الخمر يقتل وقيل كان ذلك فى ابتداء الإسلام ثم نسخ (قال) أى جابر (ثم أتى النبى صلى الله عليه وسلم بعد ذلك) أى جىء بعد هذا الحديث (برجل قد شرب فى الرابعة فضربه ولم يقتله) فثبت بهذا أن القتل بشرب الخمر فى الرابعة منسوخ، وقال الطيبى :هذا قرينة ناهضة على أن قوله فاقتلوه مجاز عن الضرب المبرح، مبالغة لما عتا وتمرد ولا يبعد أن عمر رضى الله تعالى عنه أخذ جلد ثمانين من هذا المعنى، قال الخطابى :قد يريد الأمر بالوعيد ولا يراد به وقوع الفعل، وإنما يقصد به الردع والتحذير كقوله عليه الصلاة والسلام :من قتل عبده قتلناه .وهو لو قتل عبد نفسه لم يقتل به فى قول عامة الفقهاء ، وقال أبو عيسى :إنما كان هذا أول الأمر ثم نسخ، قال النووى :أجمع المسلمون على تحريم شرب الخمر وعلى وجوب الحد على شاربها سواء شرب قليلا أو شرب كثيرا، وعلى أنه لا يقتل وإن تكرر ذلك منه، وحكى القاضى عياض عن طائفة شاذة أنهم قالوا :يقتل بعد جلده أربع مرات لهذا الحديث، وهو باطل مخالف للإجماع والحديث منسوخ (مرقاة، كتاب الحدود، باب حد الخمر)

فإن عاد فى الرابعة فاقتلوه أخرجه أصحاب السنن الأربعة إلا النسائى ثم نسخ القتل فى الرابعة بما رواه النسائى أنه -عليه السلام -قد أتى برجل شرب الخمر فى الرابعة فجلده ولم يقتله وزاد فى لفظ فرأى المسلمون أن الحد قد وقع وأن القتل قد ارتفع (البحرالرائق، ج۵، ص۲۷، و۲۸، كتاب الحدود، باب حد الشرب)

کیا تو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سب سے کم حد (جو قرآن مجید میں تہمت لگانے والے کی حدِ قذف والی ہے، وہ) اسی کوڑے ہیں، تو پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی کا حکم دیا (مسلم)

اکثر فقہائے کرام کے نزدیک شراب پینے کی حد اسّی قمچیاں یا اسّی جوتے یا اسّی کوڑے ہیں، اور ان حضرات نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دراصل اسّی قمچیاں ہی لگوائی تھیں، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو قمچیوں کو جمع فرمادیا تھا۔

پھر بعد میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اسی کے مطابق عمل فرمایا۔ [۱]

حضرت عکرمہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، شَاوَرَ النَّاسَ فِيْ جَلْدِ الْخَمْرِ، وَقَالَ : إِنَّ النَّاسَ قَدْ شَرِبُوْهَا وَاجْتَرَءُوْا عَلَيْهَا . فَقَالَ لَهٗ عَلِيٌّ: إِنَّ السَّكْرَانَ إِذَا سَكِرَ هَذٰى، وَإِذَا هَذٰى افْتَرٰى، فَاجْعَلْهُ حَدَّ الْفِرْيَةِ، فَجَعَلَهٗ عُمَرُ حَدَّ الْفِرْيَةِ ثَمَانِيْنَ (مصنف عبدالرزاق، رقم الحديث ۱۳۵۴۲)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے صحابۂ کرام سے شراب پر کوڑوں کے بارے میں مشورہ کیا، اور فرمایا کہ لوگ شراب پی رہے ہیں، اور اس پر جرائت کررہے ہیں، تو آپ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ شراب پینے والے کو جب نشہ ہوتا ہے، تو وہ بہکی بہکی باتیں کرنے لگتا ہے، اور جب بہکی بہکی باتیں کرتا ہے تو تہمت بھی لگاتا ہے، تو آپ اس پر تہمت والی حد جاری کریں، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شراب پینے والے پر تہمت لگانے والی حد

---

[۱] وهذا يجمع بين ما اختلف فيه على شعبة وأن جملة الضربات كانت نحو أربعين لا أنه جلده بجريدتين أربعين فتكون الجملة ثمانين كما أجاب به بعض الناس (فتح البارى لابن حجر، ج۱۲، ص۶۴، باب ما جاء فى ضرب شارب الخمر)

واحتج أصحابنا بهذا الحديث :أن حد السكران من شرب الخمر وغيرها من الأنبذة ثمانون جلدة، وقال الشافعى :أربعون جلدة، وبه قال أحمد فى رواية، لأن النبى صلى الله عليه وسلم، ضرب فى الخمر بالجريد والنعال، وضرب أبو بكر أربعين، قلنا :ما رواه كان بجريدتين والنعلين، فكان كل ضربة بضربتين، والذى يدل على هذا قول أبى سعيد :جلد على عهد رسول الله، صلى الله عليه وسلم، فى الخمر بنعلين، فلما كان فى زمن عمر، رضى الله تعالى عنه، جعل بدل كل نعل سوطا، رواه أحمد (عمدة القارى، ج۱۶، ص۲۰۵، باب مناقب عمر بن الخطاب)

یعنی اسی کوڑے جاری فرمائی (مصنف عبدالرزاق)

اس طرح کی روایت اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ ۱؎

۱؎ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدِّيلِيِّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اسْتَشَارَ فِي الْخَمْرِ يَشْرَبُهَا الرَّجُلُ. فَقَالَ لَهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ: نَرَى أَنْ نَجْلِدَهُ ثَمَانِينَ. فَإِنَّهُ إِذَا شَرِبَ سَكِرَ. وَإِذَا سَكِرَ هَذَى. وَإِذَا هَذَى افْتَرَى. أَوْ كَمَا قَالَ فَجَلَدَ عُمَرُ فِي الْحَدِّ ثَمَانِينَ (موطأمالک،رقم الحديث ۳۱۱۷، الحد فی الخمر)

عَنْ وَبَرَةَ الْكَلْبِيِّ، قَالَ: أَرْسَلَنِي خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ إِلَى عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ مَعَهُ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ وَعَلِيٌّ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ مُتَّكِءٌ مَعَهُ فِي الْمَسْجِدِ فَقُلْتُ ": إِنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ أَرْسَلَنِي إِلَيْكَ وَهُوَ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَيَقُولُ: إِنَّ النَّاسَ قَدِ انْهَمَكُوا فِي الْخَمْرِ وَتَحَاقَرُوا الْعُقُوبَةَ، فَقَالَ عُمَرُ: هُمْ هَؤُلَاءِ عِنْدَكَ فَسَلْهُمْ، فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: نَرَاهُ إِذَا سَكِرَ هَذَى وَإِذَا هَذَى افْتَرَى وَعَلَى الْمُفْتَرِي ثَمَانُونَ، فَقَالَ عُمَرُ: أَبْلِغْ صَاحِبَكَ مَا قَالَ: فَجَلَدَ خَالِدٌ ثَمَانِينَ وَجَلَدَ عُمَرُ ثَمَانِينَ، وَكَانَ عُمَرُ إِذَا أُتِيَ بِالرَّجُلِ الْقَوِيِّ الْمُنْهَمِكِ فِي الشَّرَابِ جَلَدَهُ ثَمَانِينَ وَإِذَا أُتِيَ بِالرَّجُلِ الضَّعِيفِ الَّتِي كَانَتْ مِنْهُ الزَّلَّةُ جَلَدَ أَرْبَعِينَ ثُمَّ جَلَدَ عُثْمَانُ ثَمَانِينَ وَأَرْبَعِينَ (مستدرک حاکم، رقم الحديث ۸۱۳۱)

قال الحاكم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ

وقال الذهبي: صحيح.

ثَوْرُ بْنُ زَيْدٍ الدِّيلِيُّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: إِنَّ الشُّرَّابَ كَانُوا يُضْرَبُونَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْأَيْدِي وَالنِّعَالِ وَالْعَصَا حَتَّى تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانُوا فِي خِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَكْثَرَ مِنْهُمْ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: لَوْ فَرَضْنَا لَهُمْ حَدًّا فَتَوَخَّى نَحْوًا مِمَّا كَانُوا يُضْرَبُونَ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَجْلِدُهُمْ أَرْبَعِينَ حَتَّى تُوُفِّيَ، ثُمَّ قَامَ مِنْ بَعْدِهِ عُمَرُ فَجَلَدَهُمْ كَذَلِكَ أَرْبَعِينَ، حَتَّى أُتِيَ بِرَجُلٍ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ وَقَدْ كَانَ شَرِبَ فَأَمَرَ بِهِ أَنْ يُجْلَدَ، فَقَالَ: لِمَ تَجْلِدُنِي بَيْنِي وَبَيْنَكَ كِتَابُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: فِي أَيِّ كِتَابِ اللَّهِ تَجِدُ أَنِّي لَا أَجْلِدُكَ؟ فَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ فِي كِتَابِهِ (لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا) الْآيَةَ فَأَنَا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ، ثُمَّ اتَّقَوْا وَآمَنُوا، ثُمَّ اتَّقَوْا وَأَحْسَنُوا، شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَدْرًا وَالْحُدَيْبِيَةَ وَالْخَنْدَقَ وَالْمَشَاهِدَ، فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَلَا تَرُدُّونَ عَلَيْهِ مَا يَقُولُ؟ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنَّ هَذِهِ الْآيَاتِ أُنْزِلَتْ عُذْرًا لِلْمَاضِينَ وَحُجَّةً عَلَى الْبَاقِينَ لِأَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ، يَقُولُ: (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ) ثُمَّ قَرَأَ حَتَّى أَنْفَذَ الْآيَةَ الْأُخْرَى (لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَآمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَآمَنُوا ثُمَّ اتَّقَوْا وَأَحْسَنُوا) فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ نَهَى أَنْ يُشْرَبَ الْخَمْرُ، فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: صَدَقْتَ فَمَاذَا تَرَوْنَ، فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: نَرَى أَنَّهُ إِذَا شَرِبَ سَكِرَ، وَإِذَا سَكِرَ هَذَى، وَإِذَا هَذَى افْتَرَى، وَعَلَى الْمُفْتَرِي ثَمَانُونَ جَلْدَةً فَأَمَرَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَجُلِدَ ثَمَانِينَ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ (مستدرک حاکم، رقم الحديث ۸۱۳۲)

قال الذهبي: صحيح

مقالات ومضامین

مفتی منظور احمد

تجارت انبیاء وصلحاء کا پیشہ (قسط ۱۵)

محمد بن جعفر جو غندر کے لقب سے مشہور ہیں ، بڑے محدث اور تجوید وقرائت کے عالم شمار ہوتے ہیں، پچاس سال تک ایک دن روزہ رکھتے رہے اور ایک دن افطار کرتے رہے، وہ بھی بڑی چادروں اور اون کے موٹے کپڑوں کی تجارت کیا کرتے تھے (سیر اعلام النبلاء للذھبی، ج ۹ ص ۱۰۰)

عبداللہ بن مبارک جن کو شیخ الاسلام، اپنے زمانے کا بڑا عالم اور اپنے وقت کے اتقیاء کا سردار کہا جاتا ہے جو فقہ وحدیث میں بہت ہی بلند مقام اور مرتبے کے حامل ہیں ان کا پیشہ اور ذریعہ روزگار بھی تجارت تھا، وہ روئی کی تجارت کیا کرتے تھے، تجارت کے لیے خراسان کا سفر کیا کرتے تھے جب تجارت سے نفع ہوتا تو اس سے اپنا اور اپنے اہل وعیال کا خرچہ اور حج کا خرچہ نکالنے کے بعد جو بچتا اسے وہ سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، فضیل بن عیاض، محمد ابن سماک اور اسماعیل ابن علیہ کو دے دیتے تھے تاکہ وہ اس سے اپنے اخراجات کو پورا کریں، اور وہ یہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر یہ پانچ لوگ نہ ہوتے تو میں تجارت نہ کرتا، یعنی ان کی تجارت کا مقصد جہاں اپنی اور اپنے اہل عیال کی ضروریات کو پورا کرنا تھا وہاں ان کا ایک اہم مقصد یہ بھی تھا کہ ان پانچ جلیل القدر فقہاء اور محدثین کی ضروریات کو پورا کیا جائے (سیر اعلام النبلاء للذھبی، ج ۹ ص ۱۱۶، طبقات الحنابلة، ج ۱ ص ۱۰۰)

ان کی بڑی وسیع تجارت تھی جس میں سے وہ ایک سال میں فقراء پر ایک لاکھ درہم خرچ کرتے تھے، اسی تجارت سے کما کر وہ ایک سال حج کرتے اور ایک سال جہاد کرتے تھے۔ گویا ان کی تجارت کا مقصد اللہ کے دین کی سربلندی اور اس کی نصرت کرنا اور فقراء و مستحقین کی خدمت کرنا تھا (العبر فی خبر من غبر للذھبی، ج ۱ ص ۲۸۰)

ابوالعباس المبرد جو لغت، شعر اور علم عروض کے بڑے ماہر شمار ہوتے ہیں اور علم قراءۃ میں بھی ان کا بڑا نام ہے ان موضوعات پر ان کی بڑی بنیادی اور اہم کتابیں بھی ہیں، ان کا معمول تھا کہ وہ کثرت سے کتابیں جمع کرتے تھے اور کتابوں کی تجارت کیا کرتے تھے (سیر اعلام النبلاء ج ۱۲ ص ۲۶۹)

یہ ان کی ایسی تجارت تھی جس سے علم، دین اور دنیا ہر طرح کا فائدہ ہوتا تھا کیونکہ وہ کتابیں خرید کر انہیں جمع

کر کے ان کا مطالعہ بھی کرتے تھے جس سے علمی فائدہ ہوتا تھا اور ان کی تجارت بھی کرتے تھے جس سے ان کو معاشی اور دنیاوی فائدہ ہوتا تھا۔اہل علم اگر ایسی تجارت کو اختیار کریں تو یہ ان کے لیے دوہرے فائدے کا باعث بن سکتی ہے۔

تاج الدین زید بن الحسن الکندی جن کو قراءۃ ،نحو، لغت اور فقہ وفتوی کے اندر شیخ اور امام کہا جاتا ہے، بغداد کے شیوخ حنفیہ میں شمار ہوتے ہیں، حدیث وقراءۃ میں وہ بلند اسناد کے حامل ہیں وہ بھی تاجر تھے اور جیسے انہوں نے علم کے لیے مصر، شام اور دیگر علاقوں اور ملکوں کے سفر کیے اسی طرح تجارت کے لیے بھی بہت سے اسفار کیے ہیں جیسے علم میں اللہ تعالی نے انہیں بہت نوازا تھا اسی طرح تجارت کی وجہ سے ان کے پاس مال ودولت بھی بہت تھا، اس کے ساتھ اللہ تعالی نے لمبی عمر اور عزت ووجاہت بھی عطا فرمائی تھی (سیر اعلام النبلاء، ج ۲۲ ص ۳۵)

شیخ عبداللطیف بن ابی الفرج القبیطی ، جو عراق کے جلیل القدر محدثین میں سے تھے، بڑے نیک ، دیندار، سچے اور امانت دار تھے، ان کا پیشہ بھی تجارت تھا، وہ جواہرات کی تجارت کیا کرتے تھے انہوں نے بھی علم کی طرح ایک بڑا عرصہ تجارت کے لیے سفر کیے، آخر عمر میں جب وہ خود سفر کے قابل نہ رہے تھے انہوں نے اپنے سوتیلے بیٹے کو مال دے کر مغرب کے علاقے میں تجارت کے لیے بھیجا تھا جس میں اسے نقصان ہوگیا تھا، اور آخر میں صرف چند گھر بچے تھے (سیر اعلام النبلاء ج ۲۳ ص ۸۸)

حسن بن شبیب بغدادی اہل علم اور محدثین میں سے ہیں ، بہت سے اہل علم اور محدثین ایسے ہیں جو دوسرے ممالک کا جب سفر کرتے تو اس سے دو فائدے حاصل کرتے تھے ایک یہ کہ وہاں کے جو محدثین ہو تے ان سے استفادہ کرتے یا اپنے پاس جو علم اور احادیث ہوتیں انہیں وہاں لوگوں تک پہنچاتے اور ساتھ ساتھ اپنی معاشی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے تجارت اور کاروبار بھی کرتے ، حسن بن شبیب بغدادی بھی انہی اہل علم میں شمارہ ہوتے ہیں، ان کا پیشہ بھی تجارت تھا اور وہ تجارت کے لیے بلخ کا سفر کرتے اور وہاں کے جو اہل علم ہیں ان کو اپنی احادیث سناتے تھے جس کی وجہ سے اہلِ بلخ نے ان سے احادیث حاصل کر کے قلمبند کی ہیں (ثقاۃ ابن حبان، ج ۸ ص ۱۷۳)

سری بن مغلس سقطی ، مشہور صوفی ، بڑے عابد، زاہد اور متقی پرہیزگار شیوخ میں سے ہیں، تصوف میں ان کا مقام بہت ہی اونچا ہے۔ان کا پیشہ بھی تجارت تھا، ان کی ایک دوکان تھی جس میں سامان بیچتے تھے لیکن

تجارت کے منافع سے جہاں اپنی اور اپنے اہل عیال کی ضروریات پوری کرتے تھے وہاں دوسرے ضرورتمندوں کی ضرورت کو بھی اس سے پوری کرتے تھے، جہاں کسی ضرورت مند کو دیکھتے اس کی ضرورت کو فوراً پورا کر دیتے تھے۔ ایک مرتبہ ان کے پاس سے ایک لونڈی گذری اس کے ہاتھ میں ایک برتن تھا جو گر کر ٹوٹ گیا تو سری سقطی نے اس کے بدلے دوکان سے کوئی دوسری چیز لا کر اسے دی، ان کے شیخ معروف کرخی دیکھ رہے تھے ان کو ان کا یہ عمل بہت پسند آیا جس پر انہوں نے انہیں دعا دی کہ اللہ تعالی تمہارے دل میں دنیا کی نفرت ڈال دیں۔ ایک دوسری روایت کے مطابق یوں ہے کہ سری سقطی بازار میں کاروبار کرتے تھے وہ چونکہ معروف کرخی کے مرید اور شاگرد تھے اس وجہ سے ایک دن معروف کرخی ان کے پاس آئے ان کے ساتھ ایک یتیم بچہ تھا انہوں سری سے کہا اسے کپڑے دو انہوں نے اسے کپڑے دیے، اس سے معروف کرخی بہت خوش ہوئے اور انہیں یہ دعا دی کہ اللہ تعالی تمہارے دل میں دنیا کی نفرت پیدا کر دیں اور آپ جس حالت میں ہیں اللہ تعالیٰ اس سے آپ کو راحت اور آرام عطا فرمائیں، وہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے دکان میں بیٹھنا چھوڑ دیا اور دنیا سے مجھے اتنی نفرت ہوگئی کہ اس سے زیادہ نفرت کسی چیز سے نہیں تھی (تاریخِ دمشق لابنِ عساکر، ج ۲۰ ص ۱۶۹)

علی بن محمد بن یوسف القاہری جو ابن الخطیب کے نام سے معروف ہیں، ان کا پیشہ بھی تجارت تھا ان کی ایک دوکان تھی وہ تجارت کے لیے بازار میں آتے اور لوگوں کے ساتھ بڑی نرمی، سچائی اور بڑی دیانتداری سے معاملات کرتے تھے۔ اس کے ساتھ لوگوں کو کھلاتے پلاتے تھے، ان کے ساتھ اچھائی بھی کرتے تھے

(الضوء اللامع ج۳ص ۱۵۳، للسخاوی)

احمد بن محمد بن ابراہیم بن الخطاب، جو علامہ خطابی کے لقب سے مشہور ہیں بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں، سنن ابی داؤد کی مشہور زمانہ شرح ''معالم السنن'' انہی کی تصنیف ہے، اس کے علاوہ ''غریب الحدیث'' اور شرح بخاری بھی ان کی تصانیف ہیں، اس کے علاوہ بھی بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں۔ ان کا پیشہ بھی تجارت تھا، وہ علم کے ساتھ ساتھ تجارت کے لیے بھی سفر کیا کرتے تھے، اور اپنے حلال مال سے تجارت کر کے جہاں اپنی اور اپنے اہل وعیال کی ضروریات کو پورا کرتے تھے وہاں وہ اپنے دوستوں پر بھی بڑی فراخ دلی سے خرچ کیا کرتے تھے (الوافی بالوفیات للصفدی، ج ۲ ص ۴۸۸)

عبدالرحمٰن بن محمد الحلوانی جو فقہ حنبلی کے بہت بڑے فقیہ ہیں تفسیر، فقہ اور اصول فقہ میں بڑی کتابوں کے

مصنف ہیں، علامہ ابن الجوزی کے مطابق وہ سرکے کی تجارت کرتے تھے اور اسی سے نفع کما کر اپنی اور اپنے اہل وعیال کے اخراجات پورے کرتے تھے، اور اس تجارت کو انہوں نے اپنے استغناء اور خودداری کا ذریعہ بنایا ہوا تھا چنانچہ وہ کسی دوسرے کے ہاتھوں کی طرف نہیں دیکھتے تھے اگر کوئی انہیں کچھ دیتا تو اس سے قبول نہیں کرتے تھے (ذیل طبقات الحنابلة ج ۱ ص ۸۹، لابن رجب)

محمد بن یحییٰ الیمانی الصعدی، یمن کے مشہور علماء میں سے ہیں اور تمام علوم اور فنون کے ماہر شمار ہوتے ہیں، بڑی بڑی کتابوں کے مصنف ہیں جن میں تفسیر، حدیث، فقہ اور لغت کی کتابیں شامل ہیں، انہوں نے طلب علم اور تجارت دونوں کاموں کو ساتھ چلایا وہ یمن کے مختلف علاقوں میں جب سفر کرتے تو ان کا مقصد طلب علم کے ساتھ ساتھ تجارت بھی ہوتا تھا، جہاں وہ ٹھہرتے وہاں کے شیوخ سے علم بھی حاصل کرتے اور وہاں بازار میں تجارت بھی کرتے تھے، اس طرح ہر علاقے سے علم اور مال دونوں کے نفع کے ساتھ واپس لوٹتے تھے، ان اسفار سے جہاں انہوں نے علم کا ایک ذخیرہ جمع کیا اور اپنے ہم عصر لوگوں پر فوقیت لے گئے وہاں انہوں نے اپنی ضروریات کے لیے کافی مال بھی جمع کر لیا تھا تاکہ فراغت کے ساتھ علم دین کی خدمت بھی کر سکیں اور کسی کی احتیاج نہ ہو اور دوسروں کے ہاتھوں کی طرف نہ دیکھنا پڑے

(البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع، ج ۲ ص ۲۷۱)

امام فخر الدین رازی بہت بڑی امام اور عالم تھے جن کو معقولات اور منقولات کا امام شمار کیا جاتا ہے وہ بھی بہت بڑے تاجر تھے، ان کو اللہ تعالیٰ نے بہت زیادہ مال ودولت سے نوازا تھا۔ بہت سے غلام اور باندیاں ان کی خدمت کے لیے ان کے پاس موجود رہتی تھیں (وفیات الاعیان لابنِ خلکان، ج ۷ ص ۳۲۹) (جاری ہے)

مجلسوں کے کفارہ کی دعائیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو آدمی کسی ایسی مجلس میں بیٹھا، جس میں بہت بے فائدہ باتیں ہوتی رہیں، پھر اُس نے اُس مجلس سے اٹھنے سے پہلے یہ دعا پڑھ لی تو اس مجلس میں جو کچھ ہوا وہ اس کے لئے بخش دیا جاتا ہے، وہ دعا یہ ہے کہ:

سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ، أَشْھَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُکَ وَأَتُوْبُ إِلَیْکَ.

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ کی حمد کے ساتھ پاکی بیان کرتا ہوں، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، میں آپ سے مغفرت چاہتا ہوں اور میں آپ کے سامنے توبہ کرتا ہوں (ترمذی، رقم الحدیث ۳۴۳۳)

اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کچھ کلمات ایسے ہیں کہ جو کوئی بھی اپنی کسی مجلس سے اُٹھنے کے وقت ان کلمات کو تین مرتبہ پڑھتا ہے، تو اُس سے اُس مجلس کا کفارہ ہو جاتا ہے، وہ کلمات یہ ہیں:

سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ لَآ إِلٰـهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُکَ وَأَتُوْبُ إِلَیْکَ.

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ کی حمد کے ساتھ آپ کی پاکی بیان کرتا ہوں، آپ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، میں آپ سے مغفرت طلب کرتا ہوں، اور آپ کی طرف توبہ کرتا ہوں (ابوداؤد، رقم الحدیث ۴۸۵۷)

لہٰذا مجلس میں گناہ کی بات کرنے یا سُننے سے بچنے کے ساتھ ساتھ مذکورہ دعائیں پڑھنے کی بھی عادت بنانی چاہئے

گم شدہ چیز کی دستیابی کی مسنون دعاء

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم گم شدہ چیز کے متعلق یہ دعا پڑھا کرتے تھے کہ:

اَللّٰھُمَّ رَادَّ الضَّالَّةِ ، وَھَادِیَ الضَّلَالَةِ تَھْدِیْ مِنَ الضَّلَالَةِ، اُرْدُدْ عَلَیَّ ضَالَّتِیْ بِقُدْرَتِکَ وَسُلْطَانِکَ ، فَاِنَّھَا مِنْ عَطَائِکَ وَفَضْلِکَ.

ترجمہ: اے اللہ گم شدہ کو واپس کرنے والے، اور راستہ بھٹکے ہوئے کو راستہ دکھانے والے، آپ ہی گم شدہ کو راستہ دکھاتے ہیں، اپنی قدرت اور حکومت کے ذریعہ میری گم شدہ چیز کو میرے پاس واپس لوٹا دیجئے، کیونکہ وہ بے شک آپ کی عطا اور آپ کے فضل سے ہی مجھے ملی تھی (معجم کبیر طبرانی، رقم الحدیث ۱۳۲۸۹)

بعض روایات میں ''بِقُدْرَتِکَ'' کی جگہ ''بِعِزَّتِکَ'' کے الفاظ ہیں (معجم اوسط طبرانی، رقم الحدیث ۴۶۲۶، معجم صغیر طبرانی، رقم الحدیث ۶۶۰)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے یہ دعا کچھ مختلف الفاظ کے ساتھ موقوفاً بھی مروی ہے (دعوات کبیر بیہقی، رقم الحدیث ۵۵۵)

نیز حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے اس دعاء کے بارے یہ بھی مروی ہے کہ جس کی کوئی چیز گم ہوگئی ہو، وہ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے، پھر آخری قعدہ میں تشہد یعنی التحیات اور درود شریف پڑھنے کے بعد اس دعاء کو پڑھے (دعوات کبیر بیہقی، رقم الحدیث ۵۵۶، مصنف ابنِ ابی شیبۃ، رقم الحدیث ۳۰۳۳۸)

جب ہوا چلے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَسُبُّوا الرِّيْحَ، فَإِنَّهَا تَجِيْءُ بِالرَّحْمَةِ وَالْعَذَابِ، وَلٰكِنْ سَلُوا اللّٰہَ خَيْرَهَا، وَتَعَوَّذُوْا بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّهَا (مسند احمد، رقم الحدیث ۷۴۱۳)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہوا کو گالی مت دو، اس لئے کہ وہ تو رحمت اور عذاب کو لے کر چلتی ہے، لیکن اللہ سے ہوا کی خیر (وبھلائی) کا سوال کرو، اور ہوا کے شر (وبُرائی) سے اللہ کی پناہ طلب کرو (مسند احمد)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرماتی ہیں کہ جب تیز ہوا چلتی تھی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعاء فرماتے تھے کہ:

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا فِيْهَا وَخَيْرَ مَا أُرْسِلَتْ بِهٖ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا وَشَرِّ مَا أُرْسِلَتْ بِهٖ.

ترجمہ: اے اللہ میں آپ سے اس کی بھلائی کا اور اس کے اندر کی بھلائی کا اور اس چیز کی بھلائی کا، جس کے لئے یہ ہوا بھیجی گئی ہے، سوال کرتا ہوں، اور میں اس ہوا کے شر کا اور اس کے اندر کے شر کا اور جس شر کے لئے یہ بھیجی گئی ہے، اس سے آپ کی پناہ طلب کرتا ہوں

(مسلم، باب التعوذ عند رؤیۃ الریح والغیم، والفرح بالمطر)

Idara Ghufran

Idara Ghufran

بجلی چمکنے کے وقت کی دعائیں

اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بادل کی گرج اور بجلی کی کڑک سُنتے تو یہ دعاء فرماتے تھے کہ:

اَللّٰھُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِکَ، وَلَا تُھْلِکْنَا بِعَذَابِکَ، وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِکَ.

ترجمہ: اے اللہ! ہمیں اپنے غضب سے ہلاک نہ فرمایئے، اور اپنے عذاب سے ہمیں ختم نہ فرمایئے، اور اس سے پہلے ہی ہمیں عافیت عطاء فرمایئے (مستدرک حاکم، رقم الحدیث۷۷۲، مسند احمد، رقم الحدیث۵۷۶۳)

اور حضرت عامر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بادل گرجنے کی آواز سُنتے تو گفتگو چھوڑ دیتے، اور یہ دعاء کرتے تھے کہ:

سُبْحَانَ اللّٰہِ الَّذِیْ یُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِہٖ، وَالْمَلَائِکَۃُ مِنْ خِیْفَتِہٖ.

ترجمہ: پاک ہے وہ ذات کہ گرج اس کی حمد کے ساتھ تسبیح پڑھتی ہے، اور فرشتے اس کے خوف سے (تسبیح پڑھتے ہیں) (موطا امام مالک، رقم الحدیث۳۶۴۱، سنن کبریٰ بیہقی، رقم الحدیث۶۴۷۱)

جب بادل گرجنے کی آواز سنائی دے تو مذکورہ دعائیں پڑھنی چاہئیں، ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ آسمانی بجلی کی زد سے ان شاء اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائیں گے۔

بسلسلہ :تاریخی معلومات ⌛ مولانا طارق محمود

ماہِ محرم: چھٹی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

☐......ماہِ محرم ۵۰۲ھ: میں حضرت ابوعلی عبداللہ بن ابراہیم بن محمد بن ابراہیم بن علی بن بندار بن عباد بن ایمن دینوری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(تاریخِ دمشق لابنِ عساکر،ج۲۷ص۶۷)

☐......ماہِ محرم ۵۰۴ھ: میں حضرت ابوالحسن علی بن محمد بن علی طبری ہراسی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔ (سیر اعلام النبلاء،ج۱۹ص۳۵۱)

☐......ماہِ محرم ۵۰۵ھ: میں حضرت ابوالحسن علی بن مقری ابوطاہر محمد بن علی بن محمد بن یوسف بن یعقوب بغدادی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء،ج۱۹ص۲۴۳)

☐......ماہِ محرم ۵۰۹ھ: میں حضرت علامہ ابوعبداللہ حسین بن نصر بن مرہف نہاوندی ایدبنی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء،ج۱۹ص۳۷۹)

☐......ماہِ محرم ۵۱۳ھ: میں حضرت ابوسعد مبارک بن علی مخرمی بغدادی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔ (سیر اعلام النبلاء،ج۱۹ص۴۲۸)

☐......ماہِ محرم ۵۲۳ھ: میں حضرت حمزہ بن ہبۃ اللہ بن محمد بن حسین بن داؤد علوی حسینی نیشاپوری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء،ج۱۹ص۵۷۳)

☐......ماہِ محرم ۵۲۴ھ: میں حضرت ابومحمد ہبۃ اللہ بن احمد بن محمد بن ہبۃ اللہ بن علی بن فارس انصاری دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء،ج۱۹ص۵۷۸)

☐......ماہِ محرم ۵۲۷ھ: میں شیخ الحنابلہ حضرت ابوالحسن علی بن عبیداللہ بن نصر بن عبیداللہ بن سہل بن زاغونی بغدادی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء،ج۱۹ص۶۰۶)

☐......ماہِ محرم ۵۳۱ھ: میں حضرت ابوالفتح نصراللہ بن حمزہ بن اسد بن علی تمیمی کاتب رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(تاریخِ دمشق لابنِ عساکر،ج۶۲ص۱۰)

☐......ماہِ محرم ۵۳۲ھ: میں حضرت ام الخیر فاطمہ بنت علی بن مظفر بن حسن بن زعبل بن عجلان بغدادیہ رحمہا اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء،ج۱۹ص۶۲۵)

□......ماہِ محرم ۵۳۳ھ: میں حضرت ابوالقاسم تمام بن عبداللہ بن مظفرظنی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔
(تاریخِ دمشق لابنِ عساکر، ج۱۱ ص۴۰)

□......ماہِ محرم ۵۳۴ھ: میں حضرت ابوالقاسم احمد بن محمد بن مسلم بن حسن ہاشمی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(تاریخِ دمشق لابنِ عساکر، ج۵ ص۴۵۳)

□......ماہِ محرم ۵۳۵ھ: میں حضرت ابوالحسن رزین بن معاویہ بن عمار عبدری اندلسی سرقسطی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء، ج۲۰ ص۲۰۵)

□......ماہِ محرم ۵۳۶ھ: میں حضرت ابومحمد ہبۃ اللہ بن احمد بن عبداللہ بن علی بن طاووس بغدادی دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء، ج۲۰ ص۹۸)

□......ماہِ محرم ۵۳۸ھ: میں حضرت ابوالبرکات عبدالوہاب بن مبارک بن احمد بغدادی انماطی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(تذکرۃ الحفاظ، ج۴ ص۵۴،طبقات الحفاظ، ص۴۶۵)

□......ماہِ محرم ۵۴۰ھ: میں حضرت ابومنصور موہوب بن احمد بن محمد بن خضر بن حسن بن جوالیقی مقتفی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء، ج۲۰ ص۹۰)

□......ماہِ محرم ۵۴۲ھ: میں حضرت ابوجعفر احمد بن عبدالرحمٰن بن محمد بن عبدالباری اندلسی بطروجی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء، ج۲۰ ص۱۱۸،تذکرۃ الحفاظ، ج۴ ص۶۱)

□......ماہِ محرم ۵۴۱ھ: میں حضرت ابوعبداللہ شافع بن عبدالرشید جیلی کرخی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔
(سیر اعلام النبلاء، ج۲۰ ص۱۶۲)

□......ماہِ محرم ۵۴۳ھ: میں حضرت ابوعلی حسن بن مسعود بن حسن بن علی بن وزیر رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(تاریخِ دمشق لابنِ عساکر، ج۱۳ ص۳۹۳)

□......ماہِ محرم ۵۴۵ھ: میں حضرت ابوبکر محمد بن عبدالعزیز بن علی بن محمد بن عمر زہری وقاصی دینوری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء، ج۲۰ ص۲۲۲)

□......ماہِ محرم ۵۴۸ھ: میں حضرت ابوالفرج عبدالخالق بن احمد بن عبدالقادر بن محمد بن یوسف مفید رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء، ج۲۰ ص۲۸۰)

□......ماہِ محرم ۵۵۰ھ: میں حضرت ابوالفتح مفلح بن احمد بن محمد بن عبیداللہ بن علی دومی بغدادی وراق رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء، ج۲۰ ص۱۶۵)

علم کے مینار　　　　مفتی محمد امجد حسین

مسلمانوں کے علمی کارناموں و کاوشوں پر مشتمل سلسلہ

عمر خیام ایک عظیم مگر مظلوم فلسفی و ریاضی دان (آخری قسط ۱۱)

خیام کی خمریہ رباعیات کے کچھ نمونے

خیام کے فلسفیانہ اصولوں اور اس کے حکیمانہ مزاج کے تناظر میں یہی توجیہ زیادہ وزنی معلوم ہوتی ہے، خصوصاً اس لئے بھی کہ خیام کی خمریہ رباعیات کے مواد و مضامین سے اس کی تائید بھی ہوتی ہے، خیام کی اس شرابِ حقیقت کے تصور کو ملحوظ رکھ کر اب آپ خیام کی خمریہ رباعیات سے کچھ گھونٹ بھریں۔

(۱)

یک جرعہ مے ز ملک کاؤس خوش است　　وز تخت قباد و ملک طوس خوش است

ہر نالہ کے عاشقے بر آرد بسحر　　از نعرہ زاہدانِ سالوس خوش است

مطلب: شراب کا ایک گھونٹ کیکاؤس (قدیم فارس کا ایک بادشاہ) کی سلطنت سے خوشتر چیز ہے، اور کیقباد (قدیم ایرانی کیانی بادشاہ) کے تخت اور طوسؔ (ملک) کی مملکت سے زیادہ خوش گوار ہے۔

ہر نالہ و فریاد جو کوئی عاشق بوقت سحر کھینچتا ہے (فراقِ یار کے صدمے سے) وہ مکار و ریاکار صوفیوں کے ”حق ہو“ کے نعروں سے ودھیا چیز ہے۔

---

(۲)

از بادہ شود تکبر از سر ہا کم　　وز بادہ شود کشاد بند محکم

ابلیس اگر ز بادہ خوردے یکدم　　کردی دو ہزار سجدہ پیشِ آدم

مطلب: شراب سے دماغ میں گھسا ہوا تکبر و اتراہٹ کا بت ٹوٹتا ہے، شراب سے زندگی کے لاینحل معمے حل ہوتے اور غمِ روزگار کے الجھے ہوئے عقدے کھلتے ہیں، ابلیس نے اگر جام شراب سے کچھ بھی شغل فرمایا ہوتا، تو ایک سجدہ تو کیا؟ آدم کے آگے دو ہزار سجدے بھی کر ڈالتا۔

---

(۳)

مے خور کہ ز تو کثرت علت ببرد　　و اندیشہ ھفتاد و دو ملت ببرد

پرہیز مکن زکیمیائے کہ ازو　　یک جرعہ خوردی ہزار علت ببرد

مطلب: شراب کے جام لنڈھایا کر، تاکہ اسباب ومخلوقات پر نظر اور سود وزیاں کی فکر سے تو رہائی پائے، اور بہتر (72) فرقوں کے اندیشے سے (کہ ان میں سے کون حق پر ہے، کون غلط ہے، کون جنتی ہے، کون ناری ہے) تو رہائی پائے۔ اس کیمیا اثر نسخہ اکسیر دارو (شراب) سے پرہیز نہ کر، کہ اس کا ایک گھونٹ پینے سے باطن کی ہزار بیماریاں دور ہوتی ہیں۔

(۴)

زاں مے کہ حیات جاودانی ست بخور　　سرمایۂ لذت جوانی است بخور

سوزندہ چوآتش است لیکن غم را　　سازندہ چوآب زندگانی است بخور

مطلب: مرزا وہ شراب جس سے حیات جاودانی (ہمیشہ کی زندگی) ملے، پیا کر، یہ عہد شباب کی لذت کی جمع پونجی ہے، اسے پیا کر، یہ آگ کی طرح جلانے والی ہے لیکن غم واندیشے کو آبِ حیات بھی بنانے والی ہے، پیا کر۔

(۵)

مے خوردن من نہ از برائے طرب است　　نہ زبہر نشاط ترک دین وادب است

خواہم کہ دمے زخویشتن باز رہم　　مے خوردن ومست بودنم زاں سبب است

مطلب: غالب کا یہ شعر اسی رباعی کی ترجمانی ہے۔ ؎

مے سے غرض نشاط ہے کس روسیاہ کو　　اک گونہ بے خودی مجھے دن رات چاہئے

(٦)

دریاب کہ از روح جدا خواہی رفت　　در پردۂ اسرار خدا خواہی رفت

خوش باش ندانی کہ زکجا آمدہ　　مے نوش ندانی کہ کجا خواہی رفت

مطلب: اپنی زندگی کا سراغ پالے کیونکہ (عنقریب) روح سے تیرا عنصری وجود جدا ہو جائے گا، اللہ کے اسرار وغیوب کے پردوں میں تو جا پہنچے گا، خوش وبے فکر رہا کر تو نہیں جانتا، کہاں سے آیا ہے؟ جام شراب لنڈھایا کر کیونکہ تو نہیں جانتا کہ کہاں جائے گا۔

(۷)

مے خور کہ تنت بخاکِ در ذرّہ شود　　خاکت پس ازاں پیالہ وجرہ شود

از دوزخ واز بہشت فارغ می باش　　　عاقل بچنیں خبر چرا غرّہ شود

مطلب: شراب پی کہ تیرا تن (خاکی جسم) آخرکار درِ میکدہ کا جزء اور حصہ بن جائے گا، تیرے خاکی جسم کے اجزاء وزرات سے مے خانے کے پیالے اور مٹکے بنا دیے جائیں گے، جنت ودوزخ کے فکر وتذکرے سے فارغ و بے فکر ہو جا، سمجھ دار ایسی خبروں سے غرور میں نہیں آتے (اخلاص کا درجہ جنت ودوزخ سے بھی بلند کر)

---

(۸)

مے دہ کہ دلِ ریش مرہم اوست　　　سوداز دگانِ عشق را ہمدم اوست

پیشِ دل من خاک یکے جرعہ بہ است　　　از چرخ کہ کاسۂ سر عالم اوست

مطلب: مجھے شراب کا جام پلا کہ میرے زخمی دل کے لئے وہی مرہم کا کام کرتی ہے، عشق کے سوداز دوں و دیوانوں کے لئے وہ (شراب) ہمدم ودمساز ہے۔ میرے دل کی بارگاہ میں ایک گھونٹ شراب زیادہ قدر و قیمت کی حامل ہے، اس گردش کناں آسمان سے جو جہان کا سر پوش ہے۔

---

(۹)

چوں نیست مقامِ مادریں دیر مقیم　　　بے ساقی ومعشوق غدابیست الیم

تا کے ز قدیم ومحدث اے مردِ حکیم　　　چوں من رفتم ز جہاں چہ محدث چہ قدیم

مطلب: جبکہ ہمارا قیام اس بتکدۂ وہم وگماں (دنیا) میں دائمی نہیں ہے، تو بغیر ساقی (شراب پلانے والا) اور معشوق کے یہاں وقت گزاری عذابِ الیم سے کم نہیں، اے فلسفی! تو حادث وقدیم کی بحثوں میں کب تک الجھا رہے گا، جب میں اس دنیا سے کنارہ کرلوں گا تو جہان، کائنات خواہ قدیم ہو، خواہ حادث میری بلا سے۔

توضیح: دھری و مادہ پرست فلاسفہ کا خیال ہے کہ یہ مادی عالم قدیم ہے، ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا، دیگر فلاسفہ اس کو حادث مانتے ہیں، یعنی عارضی وفانی ہے، نو پیدا ہے۔

---

(۱۰)

از درسِ علوم جملہ بگریزی بہ　　　واندر سرِ زلف دلبر آویزی بہ

زاں پیش کہ روزگار خونت ریزد　　　تو خونِ صراحی بقدحِ ریزی بہ

مطلب: علوم وفنون کے درس وتحصیل سے بھاگنا ہی بہتر ہے، اور دلبر وجاناں کے کاکل وگیسو سے بندھ

جانا ہی بہتر ہے، قبل اس کے کہ زمانہ تیری خونریزی کرے (تجھے موت کے راستے پیوندِ زمین کردے) تو صراحی (شراب کا مٹکا) سے خون (شراب کہ خون کے مثل سرخ ہوتی ہے) پیالے (جام) میں انڈیل لے (پینے کے لئے) تو بہتر ہے۔

---

(۱۱)

می خوردن وشاد بودن آئینِ منست فارغ بودن زکفر ودیں دین منست

گفتم بعروسِ دہر کابینِ توچیست گفتا دل خرم تو کابینِ منست

مطلب: مے نوشی کرنا اور خوش ومست رہنا میرا دستور وآئین ہے، کفر وایمان سے الگ وفارغ رہنا میرا دین ومذہب ہے۔ زمانے کی دلہن (کائنات کو دلہن سے تشبیہ دی ہے) سے میں نے کہا تیرا حق مہر کیا ہے؟ کہنے لگی تیرا مست وشاداں دل میرا مہر ہے۔

---

(۱۲)

ایں کوزہ چومن عاشق زاری بودست واندر طلب روئے نگاری بودست

ایں دستہ کہ درگردنِ اومی بینی دستے ست کہ درگردنِ یارے بودست

مطلب: یہ کوزہ بھی میری طرح کوئی عاشق زار تھا، اور کسی خوبرو صنم کے وصل کا طلب گار تھا، یہ دستہ جو اس کی گردن میں دیکھ رہا ہے، یہ کوئی ہاتھ ہے (کسی عاشق زار کا) جو محبوب کی گردن میں ڈالے ہوئے ہے۔

وضاحت: خیام مٹی کے کوزے اور صراحی کو دیکھتا ہے، تو اس کے خیال کا پرندہ تخیلاتی دنیا میں پہنچ جاتا ہے، وہ تصور کرتا ہے کہ یہ مٹی جو آج اس کوزے کا قالب اختیار کرچکی ہے، ماضی میں کبھی یہ کسی عاشق کے خاکی وجود کے قالب میں تھی، اور اس کوزے کی گردن کے پاس جو دستہ ہے، پکڑنے کے لئے، یہ دراصل اس عاشق کا ہاتھ تھا، جو وہ اپنے محبوب کے گلے میں ڈالے ہوئے ہوتا تھا۔

---

(۱۳)

ہر جا کہ گلے ولالہ زارے بودست زسرخی خونِ شہر یارے بودست

ہر شاخِ بنفشہ کزز میں می روید خالے است کہ بررخِ نگارے بودست

مطلب: جہاں کہیں کوئی گل وگلشن ہے، وہ کسی تاجدار کسی بادشاہ کے خون کی سرخی سے اُگا ہے، بنفشے کی جو ٹہنی جو بوٹا، زمین سے اُگتا ہے، یہ اصل میں کوئی تِل ہے، جو کسی محبوب کے رخسار پر تھا۔

ختم شد

تذکرۂ اولیاء (حکایات از روض الریاحین شیخ یافعی رحمہ اللہ۔ساتویں وآخری قسط) مفتی محمد امجد حسین

اولیاءکرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

یہ دنیا اے دوستو! بخدا کسی کا گھر نہیں

ایک بزرگ کی یہ نصیحت آموز حکایت منقول ہے، وہ فرماتے ہیں کہ:

میں اللہ والوں کی ایک جماعت کے ساتھ ایک جنگل میں تھا، جہاں پانی کا نام ونشان نہ تھا، ظہر کی نماز کا وقت ہوا، ہم نے اللہ تعالیٰ سے پانی کے لئے دعا کی، ابھی دعا ہی کر رہے تھے کہ بہت دور کچھ دکھائی دیا، (شاید ان کے لئے یہ بطور عبرت وکرامت اللہ نے ظاہر کیا یا پہلے سے ہی ظاہر تھا، ان کی نظر اب پڑی، بظاہر ان کے لئے بطور خاص ظاہر کیا گیا، جیسا کہ اس کے نہایت دور ہونے کے باوجود ان کی نظر پڑنے سے معلوم ہوتا ہے) ہم اس طرف چلے اس کی دُوری کو اللہ نے ہمارے لئے لپیٹ لیا (طَیُّ الارض بطور کرامت اللہ والوں کے لئے ہوتا رہتا ہے) ہم یہاں پہنچے تو یہ ایک عالی شان محل تھا، جس کے اردگرد باغ وچمن پھیلا ہوا تھا، اور نہریں، چشمے جا بجا جاری تھے، ہم نے اللہ کا شکر کیا، وضو کیا، نماز پڑھی، پھر محل کی طرف بڑھے، محل کی دیوار پر یہ دو شعر کندہ تھے۔

هٰذَا مَنَازِلُ اَقْوَامٍ عَهِدْتُّهُمْ　فِيْ رَغَدِ عَيْشٍ خَصِيْبٍ مَا لَهٗ خَطَرُ

دَعَتْهُمْ نَوَبُ الْاَيَّامِ فَارْتَحَلُوْا　اِلَى الْقُبُوْرِ فَلَا عَيْنَ وَلَا اَثَرُ

مطلب...... یہ ٹھکانے ایک قوم کے ہیں، جن کو میں نے کامل عیش وخوشحالی میں مگن پایا، جیسے ان کو کوئی خطرہ واندیشہ ہی نہیں (موت کی تیاری، فکرِ آخرت سے بالکل غافل تھے) پھر زمانے کے حوادثات ان پر متوجہ ہوئے، تو یہ قبروں کی طرف کوچ کر گئے (مر گئے) اب نہ وہ خود ہیں نہ ان کا کوئی نام ونشان۔ ؎

کیسے کیسے گھر اجاڑے موت نے　کھیل کتنوں کے بگاڑے موت نے

پیل تن کیا کیا بچھاڑے موت نے　سروقد قبروں میں گاڑے موت نے

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے　کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

محل کے درمیان ایک سونے کا تخت بچھا ہوا تھا، جس پر درج ذیل اشعار مرقوم تھے کہ:

لَا زِلْتَ تَطْلُبُ كُلَّ مَا　يُرْدِيْ وَ تَمْعَنُ فِي الطَّلَبِ

Iqra Ghufran

وَ مَلَکْتَ مَا اَمَلْیْتَ مِنْ اَرْضِ الْاَعَاجِمِ وَ الْعَرَبِ
مَدَّتْ اِلَیْکَ یَدَیِ الرَّدیٰ فَذَھَبْتَ فِیْمَنْ قَدْ ذَھَبَ

مطلب......تو ہمیشہ ایسی چیز طلب کرتا رہا، جو ہلاک کرنے والی ہے، اور اس کے لیے خوب محنت کرتا تھا، تو اپنے عزائم اور امیدوں کے موافق عرب و عجم کے علاقوں پر قابض و مالک ہو گیا (ملک فتح کر لیے) تب تجھ پر موت نے اپنا ہاتھ بڑھایا، اور مرنے والوں کے زمرے میں تجھے بھی شامل و داخل کر لیا۔ ؎

قیصر و سکندر و جم چل بسے زال اور سہراب و رستم چل بسے
کیسے کیسے شیر و ضیغم چل بسے سب دکھا کر اپنا دم خم چل بسے

ہم نے وہاں ایک باغ دیکھا جس میں سنگِ مرمر کی تختی لگی ہوئی تھی، اور اس پر یہ اشعار درج تھے کہ:

قَدْ کَانَ صَاحِبُ ھٰذَا الْقَصْرِ مُغْتَبِطًا فِیْ ظِلِّ عَیْشٍ یَخَافُ النَّاسُ مِنْ بَاسِہٖ
اِذْ جَاءَ ہٗ بَغْتَۃً مَالَا مَرَدَّ لَہٗ فَخَرَّ مَیِّتًا وَ زَالَ التَّاجُ عَنْ رَّاْسِہٖ
فَاخْرُجْ اِلَی الْقَصْرِ فَانْظُرْ کَیْفَ اَوْ حَشَہٗ فُقْدَانُ اَرْبَابِہٖ مِنْ بَعْدِ اِیْنَاسِہٖ

مطلب......کبھی یہ محل والا بھی مخلوق کی آنکھوں میں قابلِ رشک تھا، عیش و عشرت کے سائے میں زندگی گزارتا، اور لوگ اس کی ہیبت اور دبدبے سے کانپتے تھے، اچانک اس پر نہ ٹلنے والی موت آئی، آخر وہ مر گیا، اور تاج اس کے سر سے اتر گیا، تُو اس محل میں چل کر دیکھ کس قدر وحشت و ویرانی اس کے آبادکاروں کے نہ رہنے کی وجہ سے اس سے ٹپکتی ہے، حالانکہ یہ پہلے آباد تھا، یہاں چہل پہل تھی۔ ؎

تو نے منصب بھی اگر پایا تو کیا گنج سیم و زر بھی ہاتھ آیا تو کیا
قصرِ عالی شاں بھی بنوایا تو کیا دبدبہ بھی اپنا دکھلایا تو کیا
ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے کر لے جو کرنا ہے آخر موت ہے

پھر ہم قبّہ کی (گنبد) کی طرف گئے، جس کے بیچوں بیچ ایک قبر تھی، اس پر یہ شعر سنگِ مرمر کی تختی پر لکھا ہوا تھا کہ:

اَنَا رَھْنُ التُّرَابِ فِی اللَّحْدِ وَحْدِیْ وَاضِعًا تَحْتَ لَبِنَۃِ التُّرْبِ خَدِّیْ

مطلب......میں مٹی میں دھنس گیا ہوں، اور قبر میں تنہا ہوں، مٹی کی اینٹ پر میرا رخسار دھرا ہوا ہے۔ ؎

ملے خاک میں اہلِ شاں کیسے کیسے مکیں ہو گئے لامکاں کیسے کیسے

ہوئے نامور بے نشاں کیسے کیسے زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے

کچھ مزید اشعار حسبِ موقعہ ملاحظہ ہوں:

بَاتُوْ عَلٰی قُلَلِ الْجِبَالِ یَحْرُسُھُمْ غَلَبُ الرِّجَالُ فَلَمْ تَنْفَعُھُمُ الْقُلَلُ
وَاسْتَنْزَلُوْا بَعْدَ عِزٍّ عَنْ مَعَاقِلِھِمْ وَ اسْکُنُوْ حُفْرًا یَا بِئْسَمَا نَزَلُوْا
نَادَاھُمْ صَارِخٌ مِنْ بَعْدِ مَا دَفَنُوْا اَیْنَ الْاُسْرَۃُ وَ الْتِیْجَانُ وَ الْحُلَلُ
اَیْنَ الْوُجُوْہُ الَّتِیْ کَانَتْ مُنْعِمَۃً مِنْ دُوْنِھَا تُضْرَبُ الْاَسْتَارُ وَ الْکُلَلُ
فَافْصَحَ الْقَبْرُ عَنْھُمْ حِیْنَ سَئَلَھُمْ تِلْکَ الْوُجُوْہُ عَلَیْہِ الدُّوْدُ یَقْتَتِلُ
قَدْ طَالَ مَا اَکَلُوْا دَھْرًا وَ مَا نَعِمُوْا فَاَصْبَحُوْ بَعْدَ طُوْلِ الْاَکْلِ قَدْ اُکِلُوْا

مطلب...... یہ لوگ پہاڑوں کی چوٹیوں پر (محلات بنا کر) بسیرا کیے رہے، اوران کی حفاظت مضبوط لوگ کرتے تھے (باڈی گارڈ، لشکر، فوجیں) لیکن پہاڑوں کی چوٹیوں نے ان کو کچھ نفع نہ دیا، وہ اپنے پناہ گاہوں سے عزت پانے کے بعد اتار دیے گئے، اور گڑھوں (قبروں) میں گاڑ دیے گیے، ہائے کیسی بری جگہ اتارے گئے، دفن کے بعد ایک شخص نے بآواز بلند ان سے (قبروں سے) پوچھا، وہ تخت وتاج اور قیمتی پوشاکیں، شاہی لباس تمہارے کہاں گئے، وہ منہ اور چہرے کہاں گئے، جو ناز ونعمت میں پلے ہوئے تھے، جن کے آگے چلمن اور پردے پڑے رہتے تھے، جب اس نے سوال کیا تو قبر نے بزبان حال جواب دیا کہ ان چہروں پر کیڑے رینگ رہے ہیں، بہت انہوں نے کھایا پیا، اور ناز ونعمت میں پلے بڑھے، آخر خود (کیڑوں کی) غذا بن گئے۔ ؎

اجل نے نہ کسریٰ ہی چھوڑا نہ دارا اسی سے سکندر سا فاتح بھی ہارا
ہر اِک لے کے کیا کیا حسرت سدھارا پڑا رہ گیا سب یہیں ٹھاٹھ سارا

اسی مضمون میں مؤلف (علامہ یافعی رحمہ اللہ) کے کچھ اشعار ملاحظہ ہوں کہ:

رُکُوْبُ النَّعْشِ اَنْسَاھُمْ رُکُوْبًا عَلَی الْخَیْلِ الْعَتِیْقَاتِ النَّجَابِ
وَلَیْلُ الْقَبْرِ اَنْسَاھُمْ لَلَیْلٌ بِہٖ عَرَسَ الْمَلِیْحَاتِ النَّقَابِ
وَ اَنْسَاھُمْ لَفُرُشِ نَاعِمَاتٍ لَھَا قَدْ زَیَّنُوْا فُرُشَ التُّرَابِ
عَلَا الدُّوْدُ الْخُدُوْدَ وَ غَاصَ فِیْھَا اُکُوْلًا لِلْبَھِیَّاتِ التُّرَابِ

مطلب...... جنازہ کی چارپائی پر جب یہ سوار ہوئے تو ان کو بھول گیا، عمدہ عربی نسل گھوڑوں پر سوار ہونا (جو ان کی زندگی بھر کا مشغلہ تھا) اور قبر کی رات نے ان کو شبِ زفاف بھلادی (شادی کی پہلی رات) جو حسین اور خوبرُو دولہنوں کے ساتھ انہوں نے گزاری تھی، انہیں نرم گرم بچھونے اب بھول گئے کہ ان کے واسطے مٹی کے بستر بچھ گئے، ان کے رخساروں پر کیڑے چڑھ گئے، اور ان کی جلد میں گھس گئے، ان کی رونق وحسن کو مٹی کھا گئی۔ ؎

یہی تجھ کو دھن ہے رہوں سب سے بالا | ہو زینت نرالی ہو فیشن نرالا
جیا کرتا ہے کیا یونہی مرنے والا | تجھے حسنِ ظاہر نے دھوکے میں ڈالا

کچھ مزید اشعار ملاحظہ ہوں:

وَقَفْتُ عَلَى الْبُنْيَانِ حِيْنَ رَاَيْتُهٗ | فَكَبَّرَ لِلرَّحْمٰنِ حِيْنَ رَأَنِيْ
فَقُلْتُ لَهٗ اَيْنَ الَّذِيْنَ عَهِدْتُّهُمْ | حَوَالَيْكَ فِيْ اَمْنٍ وَ خَفْضِ زَمَانٍ
فَقَالَ مَضَوْا وَاسْتَوْدَعُوْنِيْ رِحَالَهُمْ | وَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَبْقٰى عَلَى الْحَدْثَانِ

مطلب...... میں نے ایک عمارت دیکھی تو میں وہاں کھڑا ہو گیا، اس نے مجھے دیکھ کر ''اللہ اکبر'' کہا (بزبانِ حال اس عمارت نے اللہ کی بڑائی یاد دلائی) میں نے (تصور وخیال میں) اس عمارت سے پوچھا کہ وہ لوگ کہاں گئے جنہوں نے تیرے دامن میں زندگی گزاری، اور وہ تیرے اردگرد امن وخود عیشی میں جیتے رہے؟ عمارت سے (بزبانِ حال) جواب آیا کہ وہ چلے گئے، اور اسباب وسامان میرے سپرد کر گئے، اور اس ناپائیدار عالم میں کون ہمیشہ رہا ہے؟ ؎

وہ ہے عیش وعشرت کا کوئی محل بھی | جہاں تاک میں کھڑی ہو اجل بھی
بس اپنے اس جہل سے تو نکل بھی | یہ طرزِ معیشت اب اپنا بدل بھی
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے | یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

ایک واقعہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک دفعہ جنت البقیع میں زیارتِ قبور کے لئے گئے، تو وہاں یہ اشعار پڑھے کہ:

مَالِيْ مَرَرْتُ عَلَى الْقُبُوْرِ مُسَلِّمًا | قَبْرَ الْحَبِيْبِ فَلَمْ يَرُدَّ جَوَابِيْ
يَا قَبْرُ مَالَكَ لَا تُجِيْبُ مُنَادِيًا | اَمَلِلْتَ بَعْدِيْ صُحْبَةَ الْاَحْبَابِ

مطلب......کیا وجہ ہے کہ میں اپنے پیاروں کی قبروں پر سلام کرتا ہوا گزرا، لیکن سلام کا جواب نہ ملا، اے قبر! تجھے کیا ہوا تو جواب نہیں دیتی، پکارنے والے کو؟ کیا ہم سے جدا ہو کر تم رشتہ و تعلق کو بھول گئے؟

اسی وقت ایک آواز آئی، اور یہ اشعار سنائی دیے کہ:

قُلْ لِلْحَبِیْبِ وَ کَیْفَ لِیْ بِجَوَابِکُمْ ... وَ اَنَا الرَّھِیْنُ بِجَنْدَلٍ وَ تُرَابٖ

اَکَلَ التُّرَابُ مَحَاسِنِیْ فَنَسِیْتُکُمْ ... وَ حَجَبْتُ عَنْ اَھْلِیْ وَ عَنْ اَحْبَابِیْ

مطلب......دوست سے کہہ دو کہ میں کیسے جواب دوں کہ میں مٹی اور پتھروں میں دھنسا ہوا ہوں، مٹی میری رونق اور شادابی کو کھا گئی، اور میں تمہیں بھول گیا، اور اپنے احباب واقرباء سے پوشیدہ ہو گیا۔

جب اس بزم سے اٹھ گئے دوست اکثر ... اور اٹھتے چلے جا رہے ہیں برابر

ہر وقت پیشِ نظر جب ہے یہ منظر ... یہاں پر ترا دل بہلتا ہے کیونکر

کسی قبر پر یہ اشعار لکھے ہوئے تھے

مُقِیْمٌ اِلٰی اَنْ یَّبْعَثَ اللّٰہُ خَلْقَہٗ ... لِقَاؤُکَ لَا یُرْجٰی وَ اَنْتَ قَرِیْبٗ

تَزِیْدُ بَلٰی فِیْ کُلِّ یَوْمٍ وَّ لَیْلَۃٍ ... وَ تَبْلٰی کَمَا یَبْلٰی وَ اَنْتَ حَبِیْبٗ

مطلب......تو یہاں اس وقت تک مقیم ہے، جب تک اللہ مخلوق کو زندہ کرے، تو دل میں قریب ہے، لیکن تیری ملاقات کی امید نہیں، ہر دن رات بوسیدگی بڑھتی جاتی ہے، اور جس قدر زمانہ گزرتا جاتا ہے، تو بھی پرانا ہوتا جاتا ہے، مگر تو ہر حال میں ہمیں عزیز ہے، دل سے تیری یاد نہیں نکلتی۔

دنیا کے نائیداری کے متعلق چند اشعار

وَ مَنْ یَّکُنْ یَجْمَعُھَا ... فَسَوْفَ یَوْمٌ عَلٰی رَغْدٍ یَخْلِیُھَا

لَا تَشْبَعُ النَّفْسُ مِنْ دُنْیَا تَجْمَعُھَا ... بَلَغَۃً مِنْ قَوَامِ الْعَیْشِ تَکْفِیُھَا

لَادَارَ لِلْمَرْءِ بَعْدَ الْمَوْتِ یَسْکُنُھَا ... اِلَّا الَّتِیْ کَانَ قَبْلَ الْمَوْتِ یَبْنِیُھَا

فَمَنْ بَنَاھَا بِخَیْرٍ طَابَ مَسْکَنُہٗ ... وَمَنْ بَنَاھَا بِشَرٍّ خَابَ بَانِیُھَا

فَاغْرِسْ اُصُوْلَ التُّقٰی مَا عِشْتَ مُجْتَھِدًا ... وَاعْلَمْ بِاَنَّکَ بَعْدَ الْمَوْتِ تَجْتَنِیُھَا

مطلب......جس نے دنیا سمیٹنے کو اپنا مقصدِ زندگی بنا لیا ہو، وہ ایک دن ذلت کے ساتھ اس کو چھوڑے گا، جس دنیا کو وہ سمیٹ رہا ہے، اس سے نفس کا پیٹ نہیں بھرتا، جبکہ زندگی گزارنے کے لئے تھوڑی سی دنیا بھی

کافی ہو جاتی ہے، مرنے کے بعد آدمی کا کوئی ٹھکانہ اور رہائش نہیں، مگر وہی جو دنیا میں (وہ آخرت کے لئے) بنا کر آیا ہے، جس نے مرنے سے پہلے اچھا مکان بنالیا، تو مرنے کے بعد وہ اسے مل جائے گا، جس نے برا مکان بنالیا، تو مرنے کے بعد یہ رسوا ہو جائے گا، زندگی میں کوشش کر کہ تقویٰ کا درخت لگائے، اور یقین جان کہ موت کے بعد تو اسکا پھل کھائے گا۔ ؎

یہ دنیائے فانی ہے محبوب تجھ کو ہوئی واہ کیا چیز مرغوب تجھ کو
نہیں عقل اتنی بھی مجذوب تجھ کو سمجھ لینا اب چاہئے خوب تجھ کو
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

ربیع بن خثیم رحمہ اللہ کی لڑکی ان سے کہا کرتی کہ بابا جان یہ کیا بات ہے کہ سب لوگ سوتے ہیں، اور آپ نہیں سوتے، آپ فرماتے کہ بیٹی مجھ کو آگ کا ڈر ہے، اور جب ان کی ماں نے ان کا حال رونے اور جاگنے کا دیکھا، تو کہا بیٹا تو نے شائد کسی کو مار ڈالا ہے، کہا کہ ہاں! ماں نے کہا وہ کون شخص تھا، تاکہ ہم اس کے رشتہ داروں کو ڈھونڈیں، اور تجھ کو اس کا خون معاف کرادیں، اس لئے کہ تیرا حال اگر وہ دیکھیں گے تو ضرور ترس کھا کر معاف کردیں گے، تو آپ نے جواب دیا کہ وہ تو میرا نفس ہے (جسے میں نے مار ڈالا)

ثابت بنانی کہتے ہیں کہ میں ایسے لوگوں سے ملا ہوں جو نماز پڑھتے پڑھتے تھک جاتے تھے، اور پھر اپنے بستروں پر گھٹنوں کے بل چل کے آتے تھے (اتنی کثرت سے نماز پڑھتے)

حضرت حسن فرماتے ہیں کہ میں نے بہت سے لوگوں کو دیکھا اور ان میں سے ایسی جماعتوں کے ساتھ رہا کہ وہ دنیا کی کسی چیز کے آنے سے خوش نہ ہوتے، اور نہ کسی چیز کے جانے کا غم کرتے، دنیا ان کے نزدیک اس مٹی سے بھی ذلیل تھی جس کو تم اپنے پاؤں سے ملتے ہو، بعضے ان میں سے ایسے تھے کہ عمر بھر کبھی ان کے لئے کپڑا نہ تہ ہوا، اور نہ کبھی اپنی بیوی سے کھانے کی فرمائش کی، اور نہ کبھی زمین پر سونے کے لئے کوئی چیز بچھائی، اور ان کو میں نے کتاب اللہ اور حدیث پر عامل پایا، جہاں رات ہوتی، ہاتھ پاؤں پر کھڑے ہو گئے، چہروں کو زمین پر رکھتے اور آنسو بہاتے کہ آخرت میں رہائی پاویں، جب کوئی اچھی بات کرتے تو اس سے خوش ہوتے، اور اس کے شکر میں جدوجہد کرتے، اور اللہ تعالیٰ سے اس کو قبول فرمانے کی دعا مانگتے، اور جب کوئی برائی کرتے تو اس سے غمگین ہوتے، اور خدا تعالیٰ سے درخواست کرتے کہ ہماری اس خطا کو معاف فرما، یقین جانو کہ وہ ہمیشہ اسی طرح اسی حال پر رہے۔

ختم شد

پیارے بچو! مولانا محمد ناصر

فضول خرچی کا نقصان

پیارے بچو! ایک لڑکا جس کا نام فیصل تھا، وہ بہت مال دار والدین کا بیٹا تھا، فیصل اپنے والد کی کمائی سے خوب مزے اُڑاتا تھا، اور بے فکری کے ساتھ جتنے پیسے چاہتا، خرچ کر دیتا تھا۔ فیصل اپنے بہن بھائیوں میں سب سے بڑا تھا، اور اُس کا ایک چھوٹا بھائی اور ایک چھوٹی بہن تھی، فیصل کی عادتیں اُس کے بھائی بہن بھی دیکھتے تھے، اور جو عادتیں فیصل کی تھیں، وہی اُس کے بھائی اور بہن میں بھی پیدا ہو رہی تھیں۔

فیصل کے والدین بھی کیونکہ مال دار تھے، اس لئے وہ فیصل کو فضول خرچی سے منع نہیں کرتے تھے، فیصل سکول جاتے ہوئے روزانہ والدین سے کافی پیسے لے کر جاتا، اور جب سکول سے واپس آتا، تو سارے پیسے خرچ کر چکا ہوتا تھا، فیصل کی بُری عادتیں اُس کے بھائی اور بہن نے بھی اختیار کرنے لگے، اور انہوں نے بھی فضول خرچیاں شروع کر دیں۔

بچو! تم جانتے ہو کہ بہن بھائیوں میں جو بڑا ہوتا ہے، چھوٹے بہن بھائیوں میں بھی بڑے کی عادتیں پیدا ہوتی ہیں، اس لئے بہن بھائیوں جو بڑا ہو، اُس کو چاہئے کہ اچھی عادتیں اختیار کرے، تاکہ چھوٹے بہن بھائیوں میں بھی اچھی عادتیں پیدا ہوں۔

لیکن فیصل کو اپنے بڑے ہونے کی کوئی پرواہ نہیں تھی، وہ والدین کے ساتھ بہن بھائیوں کے سامنے ضِد کرتا، اور زیادہ پیسے مانگتا، اور فضول خرچیاں کرتا، فیصل کو دیکھ کر اُس کے بہن بھائی بھی وہی کام کرنے لگے، اور جب کوئی فیصل کو فضول خرچیوں سے منع کرتا، تو وہ کہتا کہ ہمارے ابو بہت مال دار ہیں، اتنے پیسے خرچ کرنے سے اُن کے مال و دولت میں کمی نہیں آئے گی۔

بچو تم جانتے ہو کہ جب کوئی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو ضائع کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اپنی نعمتیں واپس لے لیتے ہیں، فیصل اور اس کے والدین کے ساتھ بھی یہی ہوا کہ فیصل نہ خود فضول خرچیوں سے باز آیا، اور نہ اس کے والدین نے اُسے فضول خرچیوں سے منع کیا، اور آخر کار وہ عیش و عشرت کے دن چلے گئے، اور اب فیصل اور اس کے والدین غُربت کی زندگی گزار رہے ہیں۔

بچو! تمہیں چاہئے کہ تم فیصل کی طرح فضول خرچ بننے کے بجائے اچھے بچے بنو، اور جو پیسے تمہیں تمہارے والدین خرچ کرنے کے لئے دیں، اُن میں سے کچھ بچا لیا کرو۔

بزمِ خواتین

مفتی محمد یونس

⌘ توبہ کے فضائل

معزز خواتین! اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو احکام دیے ہیں، جن پر عمل کرنا ہمارے لئے ضروری ہے، ان میں سے ایک حکم توبہ کرنا ہے۔

چنانچہ توبہ کے بارے میں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا عَسٰى رَبُّكُمْ أَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ نُورُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا وَاغْفِرْ لَنَا إِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (سورة التحريم، رقم الآية ٨)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم اللہ کے سامنے سچی توبہ کرو، (یعنی دل میں گناہ پر کامل ندامت ہو، اور آئندہ اس کے نہ کرنے کا پختہ قصد ہو، اس میں تمام احکامِ دین فرائض واجبات بھی داخل ہو گئے کہ ان کا چھوڑنا گناہ ہے، اور تمام محرمات ومکروہات بھی آ گئے کہ ان کا کرنا گناہ ہے) امید (یعنی وعدہ) ہے کہ تمہارا رب (اس توبہ کی بدولت) تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور تم کو (جنت کے) ایسے باغوں میں داخل کرے گا، جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی (اور یہ اس روز ہوگا، جس دن اللہ نبی (ﷺ) کو اور جو مسلمان (ایمان اور دین کے رُو سے) ان کے ساتھ ہیں، ان کو رسوا نہ کرے گا، ان کا نور ان کے دائیں اور ان کے سامنے دوڑتا ہوگا (جیسا کہ سورۂ حدید) میں گزر چکا ہے، اور وہ) یوں دعا کرتے ہوں گے کہ اے ہمارے رب ہمارے اس نور کو اخیر تک رکھیے (یعنی راستہ میں گُل نہ ہو جائے) اور ہماری مغفرت فرما دیجیے، آپ ہر شیء پر قادر ہیں (اور اس دعا کی وجہ یہ ہوگی کہ قیامت میں ہر مومن کو کچھ نہ کچھ نور عطا ہوگا جس وقت پلِ صراط کے پاس پہنچ کر منافقین کا نور بُجھ جائے گا جس کا ذکر سورۂ حدید میں آ چکا ہے، اس وقت مومنین یہ دعا کریں گے کہ منافقین کی طرح کہیں ہمارا نور بھی سلب نہ ہو جائے (کذا فی الدر المنثور عن ابن عباس) (ترجمہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ)

تشریح......اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے تمام ایمان والوں کو مخاطب فرما کر سچی توبہ کرنے کا حکم دیا ہے۔
یا ایھا الذین امنوا میں جس طرح مرد مخاطب ہیں، اسی طرح عورتیں بھی اس خطاب میں شامل ہیں، کیونکہ کلمہ گو مردوں کی طرح کلمہ گو عورتیں بھی ایمان والیاں ہوتی ہیں، توبہ (جس کا آیت میں حکم دیا گیا ہے) کا لفظی معنیٰ لوٹنا ہے، اور یہاں مراد گناہوں سے لوٹنا ہے، اور قرآن وسنت کی زبان میں توبہ اس کا نام ہے کہ انسان اپنے پچھلے گناہوں پر نادم (پشیمان) ہو اور آئندہ ان گناہوں کے پاس نہ جانے کا پختہ عزم کرے۔
اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے توبہ کے ساتھ ایک لفظ ''نصوح'' ارشاد فرمایا ہے، اس لفظ کے بارے میں علمائے کرام نے فرمایا ہے کہ یہ لفظ ''نصوح'' کو اگر مصدر ''نصح اور نصیحت'' سے لیا جائے تو اس کے معنیٰ خالص کرنے کے ہیں، اور اگر مصدر ''نصاحت'' سے لیا جائے تو اس کے معنیٰ کپڑے کو سینے اور جوڑ لگانے کے ہیں۔
پہلے معنیٰ کے اعتبار سے توبۂ نصوح کے معنیٰ یہ ہوں گے کہ وہ ریا اور نمود سے خالص ہو، محض اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور عذاب کے ڈر سے گناہ پر نادم ہو کر اس کو چھوڑ دے۔
اور دوسرے معنیٰ کے اعتبار سے توبۂ نصوح کا مطلب یہ ہوگا کہ تقویٰ اور نیک اعمال کا لباس جو گناہ کی وجہ سے پھٹ گیا ہے، توبہ اس پھٹن کو جوڑنے والی ہے۔
بہرحال اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے احکام میں سے ایک حکم توبہ کرنا بھی ہے، اور جس طرح اللہ تعالیٰ کے اور احکام مثلاً نماز، روزہ، حج، زکاۃ وغیرہ پر عمل کرنا مسلمان کے لئے ضروری ہے اسی طرح توبہ کے حکم پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔
ایک اور آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے توبہ کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔
چنانچہ ارشاد ہے کہ:

وَأَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا إِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَتَاعًا حَسَنًا إِلٰى أَجَلٍ مُّسَمًّى وَيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنِّيْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ (سورة الهود، رقم الآية ۳)

ترجمہ: اور (کتاب یعنی قرآن کے مقاصد میں سے یہ (بھی ہے) کہ تم لوگ اپنے گناہ

(شرک وکفر وغیرہ) اپنے رب سے معاف کراؤ پھر (ایمان لاکر) اس کی طرف (عبادت سے) متوجہ رہو وہ تم کو وقت مقرر (یعنی وقت موت) تک (دنیا میں) خوش عیشی دے گا اور (آخرت میں) ہر زیادہ عمل کرنے والے کو زیادہ ثواب دے گا اور اگر (ایمان لانے سے) تم لوگ اعراض (ہی) کرتے رہے تو مجھ کو (اس صورت میں) تمہارے لیے ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے (ترجمہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ)

تشریح......اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو یہ ہدایت فرمائی کہ وہ اپنے رب سے مغفرت اور معافی مانگا کریں، اور توبہ کیا کریں، مغفرت کا تعلق پچھلے گناہوں سے ہے، اور توبہ کا تعلق آئندہ ان کے قریب نہ جانے کے عہد سے ہے، اور درحقیقت صحیح توبہ یہی ہے کہ پچھلے گناہوں پر نادم ہو کر اللہ تعالیٰ سے ان کی معافی طلب کرے اور آئندہ ان کو نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرے۔

توبہ کا حکم گزشتہ اقوام کو

توبہ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے گزشتہ اقوام کو بھی ان کے طرف بھیجے گے انبیاء کے واسطے سے توبہ کا حکم دیا تھا، اور اس کا ذکر بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کیا ہے۔ ملاحظہ ہو:

وَيٰـقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا إِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً إِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ (سورة الهود، رقم الآية ۵۲)

ترجمہ: اور اے میری قوم تم اپنے گناہ (کفر وشرک وغیرہ) اپنے رب سے معاف کراؤ (یعنی ایمان لاؤ اور) پھر (ایمان لاکر) اس کی طرف متوجہ رہو (اس کے نتیجے میں) وہ تم پر خوب بارشیں برسا دے گا اور (ایمان وعمل کی برکت سے) تم کو اور قوت دے کر تمہاری قوت (موجودہ) میں ترقی کر دے گا (پس ایمان لے آؤ) اور مجرم رہ کر (ایمان سے) اعراض مت کرو۔

یہ حضرت ہود علیہ السلام کی سرکش قوم کو وعظ ونصیحت ہے، اور کفر وسرکشی سے توبہ تائب ہو کر اللہ کے راستے پر آنے کی دعوت ہے، اور اس کے نتیجہ میں آخرت سے پہلے خود دنیاوی زندگی میں ملنے والے ثمرات، اثرات وبرکات کا وعدہ ہے۔

وَإِلٰى ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلٰهٍ غَيْرُهُ هُوَ أَنْشَأَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيهَا فَاسْتَغْفِرُوهُ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ إِنَّ رَبِّي قَرِيبٌ مُجِيبٌ (سورة الهود، رقم الآية ۶۱)

ترجمہ: اور ہم نے قوم ثمود کے پاس انکے بھائی صالح علیہ السلام کو پیغمبر بنا کر بھیجا انہوں نے (اپنی قوم سے) فرمایا اے میری قوم تم (صرف) اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود (ہونے کے قابل) نہیں اس نے تم کو زمین (کے مادہ) سے پیدا کیا اور تم کو اس (زمین) میں آباد کیا تو تم ایسے گناہ (شرک وکفر وغیرہ) اس سے معاف کراؤ پھر (ایمان لا کر) اس کی طرف (عبادت سے) متوجہ رہو بے شک میرا رب (ایسے شخص سے جو اس کی طرف توبہ تائب ہو کر رجوع کرے) قریب ہے قبول کرنے والا ہے۔

وَاسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ إِنَّ رَبِّي رَحِيمٌ وَدُودٌ (سورة الهود، رقم الآية ۹۰)

ترجمہ: اور تم اپنے رب سے اپنے گناہ (یعنی شرک وظلم) معاف کراؤ پھر (اطاعت وعبادت کے ساتھ) اس کی طرف متوجہ ہو بے شک میرا رب بڑا مہربان بڑی محبت والا ہے

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا. يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا. وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَلْ لَكُمْ جَنّٰتٍ وَيَجْعَلْ لَكُمْ أَنْهَارًا (سورة نوح، رقم الآية ۱۰ الیٰ ۱۲)

ترجمہ: پس میں (نوح علیہ الصلاۃ والسلام) نے کہا اپنے رب سے بخشش مانگو بیشک وہ بڑا بخشنے والا ہے۔ وہ آسمان سے تم پر (موسلا دھار) بارشیں برسائے گا۔ اور مال اور اولاد سے تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے لیے باغ بنادے گا اور تمہارے لیے نہریں بنادے گا۔

ان آیات میں توبہ کر کے اللہ کی طرف رجوع کرنے پر ان دنیوی انعامات کا وعدہ ہے، بارشوں کا برسنا، جس سے زمین سرسبز وشاداب ہو کر اناج، غلے، پھل پھول کے خزانے لٹائے (قحط سالی دور ہوجائے) مال اور اولاد میں خوب افزائش، بڑھوتری، برکت وترقی ہوجائے، نہریں، چشمے، باغات، کھیتیاں ہر سو بہنے اور لہلہانے لگیں، جن سے زندگانی کا نظام خوب بارونق ہوجائے، خوشحال وبافراغت زندگی سے معاشرہ مستفید ہونے لگے۔

آپ کے دینی مسائل کا حل ادارہ

مونچھوں کو کاٹنے یا مونڈنے کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

مونچھوں کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے، اور اگر مونچھیں اُسترے وغیرہ سے مونڈی جائیں، تو کیا گناہ ہے؟ محدثین وفقہائے کرام کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب

جو بال اوپر والے جبڑے پر ناک کے نیچے اور اوپر والے ہونٹ کے درمیان اُگتے ہیں، وہ مونچھوں کے بال کہلاتے ہیں۔ [1]

جس طرح ڈاڑھی کا بڑھانا فطرت میں داخل اور شریعت کا حکم ہے، اسی طرح مونچھوں کا کاٹنا فطرت میں داخل اور شریعت کا حکم ہے۔

لہٰذا مونچھوں کو وقتاً فوقتاً کاٹنا چاہیے، اور ان کو بڑا نہیں کرنا چاہیے۔

البتہ فقہائے حنفیہ کے نزدیک غازیوں اور مجاہدوں کو کافروں سے جہاد کرنے کے موقعہ پر دشمنوں پر رعب ڈالنے کے لیے مونچھیں بڑی رکھنا جائز ہے۔

پھر عام حالات میں چالیس دن میں ایک مرتبہ مونچھوں کو ضرور کاٹ لینا چاہئے، اور ہفتہ میں ایک مرتبہ جمعہ

---

[1] الشارب :اسم فاعل شرب، يقال :شرب الماء أو غيره شربا فهو شارب، ومنه قول الله تعالى: (فشاربون عليه من الحميم فشاربون شرب الهيم)

ورجل شارب وشروب وشراب وشريب :مولع بالشراب، كخمير، والشرب والشروب :القوم يشربون ويجتمعون على الشراب، قال ابن سيده :الشرب اسم جمع لشارب، كركب ورجل، وقيل :هو جمع، والشروب جمع شارب، كشاهد وشهود.

والشارب -أيضا -اسم للشعر الذى يسيل على الفم، قال أبو حاتم :ولا يكاد يثنى، وقال أبو عبيدة :قال الكلابيون :شاربان، باعتبار الطرفين، والجمع شوارب ولا يخرج المعنى الاصطلاحى عن المعنى اللغوى (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۵، ص۳۱۶، مادة شارب)

کے دن اور بطورِ خاص جمعہ پڑھنے والے شخص کے لیے مونچھیں کاٹنا مستحب ہے۔

اور اگر کوئی مونچھیں اہتمام کے ساتھ نہ کاٹے، اور نہ مونڈے، بلکہ ہلکی ہلکی مونچھیں کاٹ لیا کرے، تو اسے کم از کم اتنی مونچھیں ضرور کاٹ لینا چاہئے کہ اس کے ہونٹوں کی سرخی مونچھوں کے بالوں سے خالی ہوجائے، اور مونچھوں کے بال اس کے ہونٹوں کی سرخی پر نہ آئیں۔ ۱

---

۱ اتفق الفقهاء على أن الأخذ من الشارب من الفطرة؛ لما ورد عن أبى هريرة -رضى الله عنه -عن النبى صلى الله عليه وسلم قال :الفطرة خمس -أو :خمس من الفطرة -الختان والاستحداد وتقليم الأظفار ونتف الإبط وقص الشارب .قال النووى :وتفسير الفطرة بالسنة هنا هو الصواب؛ لما ورد فى صحيح البخارى عن عبد الله بن عمر -رضى الله تعالى عنهما -عن النبى صلى الله عليه وسلم قال :من السنة قص الشوارب ونتف الإبط وتقليم الأظفار .واتفق الفقهاء على أن الأخذ من الشارب من السنة ، للحديثين السابقين، ولما ورد عن زيد بن أرقم -رضى الله عنه.قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :من لم يأخذ من شاربه فليس منا . لكن الفقهاء اختلفوا فى ضابط الأخذ من الشارب، هل يكون بالقص أم بالحلق أم بالإحفاء ؟ فأما الحنفية فقد اختلفوا فيما يسن فى الشارب، ونقل ابن عابدين الخلاف فقال :المذهب عند بعض المتأخرين من مشايخنا أنه القص، قال فى البدائع :وهو الصحيح، وقال الطحاوى :القص حسن والحلق أحسن، وهو قول علمائنا الثلاثة .وأما طرفا الشارب، وهما السبالان، فقيل :هما منه، وقيل :من اللحية، وعليه فلا بأس بتركهما، وقيل :يكره لما فيه من التشبه بالأعاجم وأهل الكتاب، وهذا أولى بالصواب .ونص الحنفية على أن توفير الشارب فى دار الحرب للغازى مندوب؛ ليكون أهيب فى عين العدو .ويستحب عندهم قص الشارب كل أسبوع، والأفضل يوم الجمعة، ويكره تركه وراء الأربعين لما رواه أنس بن مالك -رضى الله عنه -قال :وقت لنا فى قص الشارب وتقليم الأظفار ونتف الإبط وحلق العانة أن لا تترك أكثر من أربعين ليلة . وهو من المقدرات التى ليس للرأى فيها مدخل فيكون كالمرفوع .

وقال المالكية :قص الشارب من الفطرة لقول النبى صلى الله عليه وسلم :قصوا الشوارب وهو سنة خفيفة، فليس الأمر فى الحديث للوجوب، والسنة :القص لا الإحفاء ، والشارب لا يحلق بل يقص، قال يحيى: سمعت مالكا يقول :يؤخذ من الشارب حتى يبدو طرف الشفة وهو الإطار، ولا يجزه فيمثل بنفسه.

وفى قص السبالتين عندهم قولان.والمعتمد عند المالكية أنه يجب على المرأة حلق ما خلق لها من شارب .

وقال الشافعية :قص الشارب سنة للأحاديث الواردة فى ذلك، ويستحب فى قص الشارب أن يبدأ بالجانب الأيمن، لأن النبى صلى الله عليه وسلم كان يحب التيامن فى كل شىء . وهو مخير بين أن يقص شاربه بنفسه أو يقصه له غيره لأن المقصود يحصل من غير هتك مروء ة .وأما حد ما يقصه :فالمختار أن يقص حتى يبدو طرف الشفة، ولا يحفه من أصله، قالوا :وحديث :أحفوا الشوارب) محمول على ما طال على الشفتين، وعلى الحف من طرف الشفة لا من أصل الشعر، وقد روى الترمذى عن عبد الله بن عباس -رضى الله تعالى عنهما -قال :كان النبى صلى الله عليه وسلم يقص أو يأخذ من شاربه ، وكان إبراهيم خليل الرحمن يفعله، وروى البيهقى فى سننه عن شرحبيل بن مسلم الخولانى قال :رأيت خمسة من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم يقصون شواربهم ويعفون لحاهم ويصغرونها :أبو أمامة الباهلى، وعبد الله بن بسر، وعتبة بن عبد السلمى،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

خلاصہ یہ کہ مونچھیں چالیس دن کے اندر اندر ایک مرتبہ ضرور کاٹ لینی چاہئیں، اور لمبی لمبی مونچھیں نہیں رکھنی چاہئیں۔

اور ہفتے میں ایک مرتبہ کاٹ لینا بہتر ہے، جس میں جمعہ کے دن کی رعایت مستحب ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

والحجاج بن عامر الثمالی، والمقدام بن معدی کرب الکندی، کانوا یقصون شواربهم مع طرف الشفة .

وقال المحاطی وغیره :یکره حلق الشارب .وقال الباجوری :إحفاء الشارب بالحلق أو القص مکروه، والسنة أن یحلق منه شیئا حتی تظهر الشفة، وأن یقص منه شیئا ویبقی منه شیئا .ونقل الزرکشی عن أبی حامد والصیمری؛ استحباب الإحفاء ، ثم قال :ولم نجد عن الشافعی فیه نصا، وأصحابه الذین رأیناهم کالمزنی والربیع کانا یحفیان شواربهما، فدل ذلک علی أنهما أخذاذلک عنه، وقال الزرکشی :وزعم الغزالی فی الإحیاء أنه بدعة، ولیس کذلک فقد رواه النسائی فی سننه .ولا بأس عند الشافعیة بترک السبالتین، وهما طرفا الشارب، لفعل عمر -رضی الله عنه -وغیره؛ ولأنهما لا یستران الفم، ولا یبقی فیهما غمر الطعام إذ لا یصل إلیهما .ویکره عند الشافعیة تأخیر قص الشارب عن وقت الحاجة، والتأخیر إلی ما بعد الأربعین أشد کراهة لخبر مسلم المتقدم .قال فی المجموع :ومعنی الخبر أنهم لا یؤخرون هذه الأشیاء فإن أخروها فلا یؤخرونها أکثر من أربعین، لا أن المعنی أنهم یؤخرونها إلی الأربعین، وقد نص الشافعی والأصحاب علی أنه یستحب تقلیم الأظفار والأخذ من هذه الشعور یوم الجمعة .وقال الحنابلة :یسن قص الشارب -أی قص الشعر المستدیر علی الشفة -أو قص طرفه، وحفه أولی نصا، قال فی النهایة :إحفاء الشوارب أن تبالغ فی قصها، ومن الشارب السبالان وهما طرفاه، لحدیث أحمد :قصوا سبالکم ووفروا عثانینکم وخالفوا أهل الکتاب .وقالوا :یسن الأخذ من الشارب کل جمعة لما روی :أن النبی صلی الله علیه وسلم کان یأخذ أظفاره وشاربه کل جمعة فإن ترکه فوق أربعین یوما کره لحدیث أنس السابق :وقت لنا فی قص الشارب . .إلخ؛ وعللوا الأخذ من الشارب کل جمعة بأنه إذا ترک یصیر وحشا(الموسوعة الفقهیة الکویتیة،ج۲۵،ص۳۱۹،الی ص ۳۲۱،مادة شارب، الأخذ من الشارب)

(قوله فیستحب توفیر شاربه وأظفاره) الأنسب فی التعبیر :فیوفر أظفاره، وکذا شاربه .وفی المنح ذکر أن عمر بن الخطاب -رضی الله عنه -کتب إلینا :وفروا الأظافیر فی أرض العدو فإنها سلاح لأنه إذا سقط السلاح من یده وقرب العدو منه ربما یتمکن من دفعه بأظافیره وهو نظیر قص الشارب، فإنه سنة وتوفیره فی دار الحرب للغازی مندوب، لیکون أهیب فی عین العدو اهـ ملخصا (رد المحتار، ج٦، ص۴۰۵،کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع)

ذهب الفقهاء إلی أنه یستحب لمن یرید حضور الجمعة تحسین هیئته بقص الشارب وغیر ذلک من الأمور المندوبة فی ذلک الیوم،لحدیث عبد الله بن عمرو بن العاص -رضی الله تعالی عنهما -الذی رواه البغوی، وقد سبق؛ ولأن الجمعة من أعظم شعائر الإسلام فاستحب أن یکون المقیم لها علی أحسن وصف، وإظهارا لفضیلة یوم الجمعة فإنه کما جاء فی الحدیث سید الأیام وذهب جمهور الفقهاء إلی أن الأخذ من الشارب یکون قبل حضور صلاة الجمعة، ولکن الحنفیة قالوا :إن حلق الشعر یوم الجمعة بعد الصلاة أفضل لتناله برکة الصلاة (الموسوعة الفقهیة الکویتیة،ج۲۵،ص ۳۲۳،مادة شارب، الأخذ من الشارب یوم الجمعة)

مونچھوں کا مقام چہرے پر ایسی جگہ ہے کہ اُس کے اوپر ناک واقع ہے، اور نیچے منہ۔

ناک سے آنے والی رطوبت اور سانس سے اور منہ کے ذریعے کھانے پینے والی چیزوں سے مونچھوں کے بال ملوّث ہونے کا امکان ہوتا ہے، اور جب ہر ہفتہ میں ایک مرتبہ یا کم ازکم چالیس دن میں ایک مرتبہ مونچھوں کو صاف کرلیا جائے گا، تو صفائی سُتھرائی کا عمدہ طریقہ پر لحاظ ہوجاتا ہے، اور زینت بھی حاصل ہوجاتی ہے۔

مرد حضرات کو مونچھیں اہتمام کے ساتھ قینچی وغیرہ سے تراشنا بہتر ہے، اور استرے وغیرہ سے مونڈنے میں اختلاف ہے، بعض اہلِ علم حضرات نے جائز جبکہ بعض نے مستحب قرار دیا ہے، اس لئے مونڈنے میں بھی حرج نہیں۔ [1]

احادیث میں مونچھوں کو کاٹنے، تراشنے اور نیچا کرنے کا حکم آیا ہے، اس لئے خوب مبالغہ کر کے کاٹ لینا

---

[1] اکثر فقہائے کرام کے نزدیک مونچھوں کے بالوں کو خوب مبالغہ کر کے قینچی وغیرہ سے تراشنا بہتر ہے، اور بعض حنفیہ کا بھی یہی قول ہے، کیونکہ بہت سی احادیث میں مونچھوں کے بارے میں نیچا کرنے اور اہتمام ومبالغہ سے کاٹنے کے الفاظ آئے ہیں، اور جن الفاظ سے مونڈنا ظاہر ہوتا ہے، ان سے تراشنے میں مبالغہ کرنا مراد ہے، جس سے دونوں قسم کی احادیث میں جمع ہوجاتا ہے، جبکہ بعض حنفیہ نے مونڈنے کو افضل واحسن قرار دیا ہے۔

ذهب الحنفية إلى أن حلق الشارب سنة وقصه أحسن، وقال الطحاوى :حلقه أحسن من القص، لقوله صلى الله عليه وسلم :أحفوا الشوارب، وأعفوا اللحى . والإحفاء :الاستئصال، وهو قول لدى الشافعية.

ويرى الغزالى من الشافعية أنه بدعة .وهو رواية عند الحنفية أيضا

ويرى المالكية أن الشارب لا يحلق، بل يقص.

وذهب الشافعية إلى كراهة حلق الشارب واستحباب قصه عند الحاجة حتى يبين طرف الشفة بيانا ظاهرا.

وعند الحنابلة يسن حف الشارب أو قص طرفه، والحف أولى نصا، (وفسروا الحف بالاستقصاء أى المبالغة فى القص(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۱۸، ص۹۷، ماده حلق، حلق الشارب)

وقد ظن صاحب الهداية من تعبير محمد فى الجامع الصغير هنا بالأخذ أن السنة قص الشارب لا حلقه ردا على الطحاوى القائل بسنية الحلق، وليس كما ظن؛ لأن محمدا لم يقصد هنا بيان السنة، وإنما قصد بيان حكم هذه الجناية بإزالة الشعر بأى طريق كان؛ ولهذا ذكر الحلق فى الإبط واختار فى الهداية سنية النتف لا الحلق؛ ولأن الأخذ أعم من الحلق؛ لأن الحلق أخذ، وليس القص متبادرا من الأخذ والوارد فى الصحيحين أحفوا الشوارب وأعفوا اللحى ، وهو المبالغة فى القطع فبأى شىء حصل حصل المقصود غير أنه بالحلق بالموسى أيسر منه بالقصة فلذا قال الطحاوى :الحلق أحسن من القص، وقد يكون مثله بسبب بعض الآلات الخاصة بقص الشارب، وأما ذكر القص فى بعض الأحاديث فالمراد منه المبالغة فى الاستئصال(البحر الرائق، ج۳، ص۱۲، كتاب الحج، باب الجنايات فى الحج)

مناسب ہے، اور اگر کوئی استرے وغیرہ سے منڈائے، تو اگرچہ بعض حضرات نے اس کو ناپسند کیا ہے، جبکہ بعض نے پسندیدہ قرار دیا ہے، بہرحال اس کی بھی گنجائش موجود ہے، اس لئے وہ بھی قابلِ ملامت نہیں، کیونکہ دونوں صورتوں میں شریعت کا مقصود یعنی مونچھوں کو پست کرنا اور لمبی نہ کرنا حاصل ہوجاتا ہے۔ ۱؎

۱؎ وأما القص فهو الذى فى أكثر الأحاديث كما هنا وفى حديث عائشة وحديث أنس كذلک كلاهما عند مسلم وكذا حديث حنظلة عن بن عمر فى أول الباب وورد الخبر بلفظ الحلق وهى رواية النسائى عن محمد بن عبد الله بن يزيد عن سفيان بن عيينة بسند هذا الباب ورواه جمهور أصحاب بن عيينة بلفظ القص وكذا سائر الروايات عن شيخه الزهرى ووقع عند النسائى من طريق سعيد المقبرى عن أبى هريرة بلفظ تقصير الشارب نعم وقع الأمر بما يشعر بأن رواية الحلق محفوظه كحديث العلاء بن عبد الرحمن عن أبيه عن أبى هريرة عند مسلم بلفظ جزوا الشوارب وحديث بن عمر المذكور فى الباب الذى يليه بلفظ أحفوا الشوارب وفى الباب الذى يليه بلفظ انهكوا الشوارب فكل هذه الألفاظ تدل على أن المطلوب المبالغة فى الإزالة لأن الجز وهو بالجيم والزاى الثقيلة قص الشعر والصوف إلى أن يبلغ الجلد والإحفاء بالمهملة والفاء الاستقصاء ومنه حتى أحفوه بالمسألة قال أبو عبيد الهروى معناه الزقوا الجز بالبشرة وقال الخطابى هو بمعنى الاستقصاء والنهک بالنون والكاف المبالغة فى الإزالة ومنه ما تقدم فى الكلام على الختان قوله صلى الله عليه وسلم للخافضة أشمى ولا تنهكى أى لا تبالغى فى ختان المرأة وجرى على ذلک أهل اللغة وقال بن بطال النهک التأثير فى الشىء وهو غير الاستئصال قال النووى المختار فى قص الشارب أنه يقصه حتى يبدو طرف الشفة ولا يحفه من أصله وأما رواية أحفوا فمعناها أزيلوا ما طال على الشفتين قال بن دقيق العيد ما أدرى هل نقله عن المذهب أو قاله اختيارا منه لمذهب مالک قلت صرح فى شرح المهذب بأن هذا مذهبنا وقال الطحاوى لم أر عن الشافعى فى ذلک شيئا منصوصا وأصحابه الذين رأيناهم كالمزنى والربيع كانوا يحفون وما أظنهم أخذوا ذلک إلا عنه وكان أبو حنيفة وأصحابه يقولون الاحفاء أفضل من التقصير وقال بن القاسم عن مالک إحفاء الشارب عندى مثلة والمراد بالحديث المبالغة فى أخذ الشارب حتى يبدو حرف الشفتين وقال أشهب سألت مالكا عمن يحفى شاربه فقال أرى أن يوجع ضربا وقال لمن يحلق شاربه هذه بدعة ظهرت فى الناس اه وأغرب بن العربى فنقل عن الشافعى أنه يستحب حلق الشارب وليس ذلک معروفا عند أصحابه قال الطحاوى الحلق هو مذهب أبى حنيفة وأبى يوسف ومحمد اه وقال الأثرم كان أحمد يحفى شاربه إحفاء شديدا ونص على أنه أولى من القص وقال القرطبى وقص الشارب أن يأخذ ما طال على الشفة بحيث لا يؤذى الأكل ولا يجتمع فيه الوسخ قال والجز والإحفاء هو القص المذكور وليس بالاستئصال عند مالک قال وذهب الكوفيون إلى أنه الاستئصال وبعض العلماء إلى التخيير فى ذلک قلت هو الطبرى فإنه حكى قول مالک وقول الكوفيين ونقل عن أهل اللغة أن الإحفاء الاستئصال ثم قال دلت السنة على الأمرين ولا تعارض فإن القص يدل على أخذ البعض والإحفاء يدل على أخذ الكل وكلاهما ثابت فيتخير فيما شاء وقال بن عبد البر الإحفاء محتمل لأخذ الكل والقص مفسر للمراد والمفسر مقدم على المجمل اه ويرجح قول الطبرى ثبوت الأمرين معا فى الأحاديث المرفوعة فأما الاقتصار على القص ففى حديث المغيرة بن شعبة ضفت النبى صلى الله عليه وسلم وكان شاربى وفى فقصه على سواک أخرجه أبو

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

فقط۔واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم

۲۴/محرم الحرام/۱۴۳۴ھ 09/دسمبر/2012ء بروز ہفتہ

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

داود واختلف فی المراد بقوله علی سواک فالراجح أنه وضع سواکا عند الشفة تحت الشعر وأخذ الشعر بالمقص وقيل المعنى قصه على أثر سواک أی بعد ما تسوک ويؤيد الأول ما أخرجه البيهقی فی هذا الحديث قال فيه فوضع السواک تحت الشارب وقص عليه وأخرج البزار من حديث عائشة أن النبی صلى الله عليه وسلم أبصر رجلا وشاربه طويل فقال ائتونی بمقص وسواک فجعل السواک على طرفه ثم أخذ ما جاوزه وأخرج الترمذی من حديث بن عباس وحسنه كان النبی صلى الله عليه وسلم يقص شاربه وأخرج البيهقی والطبرانی من طريق شرحبيل بن مسلم الخولانی قال رأيت خمسة من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم يقصون شواربهم أبو أمامة الباهلی والمقدام بن معدی كرب الكندی وعتبة بن عوف السلمی والحجاج بن عامر الثمالی وعبد الله بن بسر وأما الإحفاء ففی رواية ميمون بن مهران عن عبد الله بن عمر قال ذكر رسول الله صلى الله عليه وسلم المجوس فقال إنهم يوفون سبالهم ويحلقون لحاهم فخالفوهم قال فكان بن عمر يستقرض سبلته فيجزها كما يجز الشاة أو البعير أخرجه الطبری والبيهقی وأخرجا من طريق عبد الله بن أبی رافع قال رأيت أبا سعيد الخدری وجابر بن عبد الله وبن عمر ورافع بن خديج وأبا أسيد الأنصاری وسلمة بن الأكوع وأبا رافع ينهكون شواربهم كالحلق لفظ الطبری وفی رواية البيهقی يقصون شواربهم مع طرف الشفة وأخرج الطبری من طرق عن عروة وسالم والقاسم وأبی سلمة أنهم كانوا يحلقون شواربهم وقد تقدم فی أول الباب أثر بن عمر أنه كان يحفی شاربه حتى ينظر إلى بياض الجلد لكن كل ذلک محتمل لأن يراد استئصال جميع الشعر النابت على الشفة العليا ومحتمل لأن يراد استئصال ما يلاقی حمرة الشفة من أعلاها ولا يستوعب بقيتها نظرا إلى المعنى فی مشروعية ذلک وهو مخالفة المجوس والأمن من التشويش على الأكل وبقاء زهومة المأكول فيه وكل ذلک يحصل بما ذكرنا وهو الذی يجمع مفترق الأخبار الواردة فی ذلک وبذلک جزم الداودی فی شرح أثر بن عمر المذكور وهو مقتضى تصرف البخاری(فتح الباری لابنِ حجر، ج۱۰، ۳۴۷ الی ۳۴۸، باب قص الشارب)

کیا آپ جانتے ہیں؟ مفتی محمد رضوان

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

سونے کے آداب (قسط۲)

طہارت کی حالت میں سونا

اگر چہ بے وضو بلکہ جنابت کی حالت میں بھی سونا گناہ نہیں، جیسا کہ آگے آتا ہے، لیکن باوضو اور پاکی کی حالت میں سونا بہتر اور فضیلت کا باعث ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَبِيتُ عَلٰى ذِكْرٍ طَاهِرًا، فَيَتَعَارُّ مِنَ اللَّيْلِ فَيَسْأَلُ اللّٰهَ خَيْرًا مِّنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ (أبوداؤد، رقم الحديث ۵۰۴۲)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی مسلمان ایسا نہیں کہ وہ اللہ کے ذکر کے ساتھ باوضورات گذارے اور رات کو بیدار ہوجائے، پھر وہ اللہ سے دنیا وآخرت کی بھلائی مانگے مگر یہ کہ اللہ اسے عطا فرمائے گا (ابوداؤد)

طہارت کی حالت میں سونے کا مطلب یہ ہے کہ جنابت سے پاک ہوکر اور باوضوسوئے، اور ذکر سے مراد یہ ہے کہ وہ سونے سے پہلے مسنون دعاؤں اور قرائت واذکار وغیرہ کر کے سوئے۔

(كذافي: فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ۸۱۰۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ بَاتَ طَاهِرًا بَاتَ فِي شِعَارِهِ مَلَكٌ، لَا يَسْتَيْقِظُ سَاعَةً مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَالَ الْمَلَكُ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِكَ فُلَانٍ، فَإِنَّهُ بَاتَ طَاهِرًا (الزهد والرقائق لابن المبارك، رقم الحديث ۱۲۴۴، شعب الايمان، رقم الحديث ۲۵۲۶، الدعوات الكبير للبيهقي، رقم الحديث ۴۲۶)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان بھی پاکی کی حالت میں رات گزارتا ہے، تو اس کے لباس میں ایک فرشتہ رات گزارتا ہے، اور جب بھی وہ بندہ رات کے کسی حصہ میں بیدار ہوتا ہے، تو وہ فرشتہ اُس کے لئے یہ دعاء کرتا ہے کہ اے اللہ! اپنے فلاں بندہ کی مغفرت فرمادیجئے، کیونکہ اس نے پاکی کی حالت میں رات گزاری (الزہد لابن مبارک)

اس طرح کی حدیث اور سندوں سے بھی مروی ہے۔

(ملاحظہ ہو: ابن حبان، رقم الحدیث ۱۰۵۱، عن ابنِ عمر. السنن الکبریٰ للنسائی، رقم الحدیث ۱۰۵۷۵، عن ابی امامة)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: طَهِّرُوْا هٰذِهِ الْأَجْسَادَ طَهَّرَكُمُ اللّٰهُ، فَإِنَّهُ لَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يَبِيْتُ طَاهِرًا إِلَّا بَاتَ مَعَهُ فِيْ شِعَارِهٖ مَلَكٌ، لَا يَنْقَلِبُ سَاعَةً مِّنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَالَ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِكَ فَإِنَّهُ بَاتَ طَاهِرًا (المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث ۵۰۸۷، بسند حسن)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ان جسموں کو پاک کرو، اللہ تمہیں پاک فرمائے گا، اس لئے کہ جو مسلمان بھی پاکی کی حالت میں رات گزارتا ہے، تو اس کے کپڑوں میں ایک فرشتہ رات گزارتا ہے، اور جب بھی وہ بندہ رات کے کسی حصہ میں (کروٹ اور رُخ) بدلتا ہے، تو وہ فرشتہ اُس کے لئے یہ دعاء کرتا ہے کہ اے اللہ! اپنے اس بندہ کی مغفرت فرمادیجئے، کیونکہ اس نے پاکی کی حالت میں رات گزاری (طبرانی)

ان احادیث سے پاکی اور وضو کی حالت میں سونے کی فضیلت معلوم ہوئی۔

جنابت کی حالت میں سونا

باوضو اور پاکی کی حالت میں سونے کی فضیلت کا ذکر پہلے گزر چکا ہے، اب اگر کسی کو جنابت یعنی غسل واجب ہونے کی حالت لاحق ہو، تو اُس کو اگرچہ جنابت کی حالت میں سونا جائز ہے، مگر فضیلت کو پانے کے لئے افضل و مستحب یہ ہے کہ اگر وہ غسل نہ کر سکے، تو شرم گاہ کو دھو کر وضو کر لے، اور پھر سوئے، اس سے اُمید ہے کہ وہ مذکورہ فضیلت سے محروم نہیں ہوگا، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح کا عمل ثابت ہے۔

چنانچہ اُمُّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَّنَامَ، وَهُوَ جُنُبٌ، غَسَلَ فَرْجَهُ، وَتَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ (بخاری، رقم الحديث ۲۸۸)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب جنابت کی حالت میں سونے کا ارادہ فرماتے تھے، تو اپنی شرمگاہ کو دھو لیتے تھے، اور نماز والا وضو فرماتے تھے (بخاری)

حضرت عائشہ اور حضرت امِ سلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُدْرِكُهُ الْفَجْرُ وَهُوَ جُنُبٌ مِنْ أَهْلِهِ، ثُمَّ يَغْتَسِلُ (بخاری، رقم الحديث ۱۹۲۶، كتاب الصوم، باب الصائم يصبح جنبا)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں فجر ہو جاتی تھی کہ آپ اپنی زوجۂ مطہرہ کی وجہ سے (رات کو) جنبی ہو جاتے تھے، پھر (طلوعِ فجر کے بعد) آپ غسل کرتے تھے (بخاری)

حضرت عبداللہ بن ابوقیس رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

قُلْتُ: كَيْفَ كَانَ يَصْنَعُ فِي الْجَنَابَةِ؟ أَكَانَ يَغْتَسِلُ قَبْلَ أَنْ يَّنَامَ؟ أَمْ يَنَامُ قَبْلَ أَنْ يَّغْتَسِلَ؟ قَالَتْ: كُلُّ ذٰلِكَ قَدْ كَانَ يَفْعَلُ، رُبَّمَا اغْتَسَلَ فَنَامَ، وَرُبَّمَا تَوَضَّأَ فَنَامَ، قُلْتُ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ فِي الْأَمْرِ سَعَةً (مسلم، رقم الحديث ۲۶ "۳۰۷"، نسائی، رقم الحديث ۴۰۴)

ترجمہ: میں نے کہا کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنابت کی حالت میں کیا طرزِ عمل اختیار کرتے تھے؟ کیا وہ سونے سے پہلے غسل کرتے تھے، یا غسل کرنے سے پہلے سو جاتے تھے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ان میں سے ہر ایک پر عمل کرلیا کرتے تھے، بعض اوقات غسل کر کے سوتے تھے، بعض اوقات وضو کر کے سوتے تھے، میں نے کہا کہ تمام تعریف اُس اللہ کے لئے ہے، جس نے اس معاملہ میں وُسعت اور سہولت عطا فرما دی ہے (مسلم)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ عُمَرَ اسْتَفْتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: هَلْ يَنَامُ أَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ؟

قَالَ: نَعَمْ، لِيَتَوَضَّأْ ثُمَّ لِيَنَمْ، حَتَّى يَغْتَسِلَ إِذَا شَاءَ(مسلم، رقم الحديث ”۲۴“۳۰۶)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فتویٰ طلب کیا، اور عرض کیا کہ کیا ہم میں سے کوئی جنابت کی حالت میں سوسکتا ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک، لیکن وضو کرکے سونا چاہئے، پھر جب چاہے غسل کرلے (مسلم)

اور ایک روایت میں وضو کرنے کے ساتھ ساتھ شرم گاہ کو بھی دھونے کا ذکر ہے۔ [۱]

ایک روایت میں یہ مضمون آیا ہے کہ جس کمرے میں جنبی ہو، اُس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ [۲]

مگر اس روایت کی سند کو بعض محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔ [۳]

اور بعض حضرات نے اگرچہ اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے، لیکن انہوں نے اس حدیث کے بارے میں فرمایا کہ یہ اس وقت ہے، جبکہ کوئی جنابت کی حالت میں سونے کی مستقل عادت بنالے، اور اسی حالت میں نماز بھی فوت ہوجائے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جنابت کی حالت میں سونا اور فجر کی نماز سے پہلے غسلِ جنابت کرنا ثابت ہے، جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فرشتوں کی حاضری رہتی تھی۔

اور بعض حضرات نے فرمایا کہ یہ اُس وقت ہے جبکہ جنابت لاحق ہونے کے بعد کوئی وضو نہ کرے، اور اگر وضو کرلے، اور اس کے ساتھ ہی اپنی شرم گاہ کو بھی دھولے، تو پھر فرشتوں کے داخلے میں کوئی رُکاوٹ نہیں ہوگی، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی معمول تھا، اور دلیل کے لحاظ سے یہی بات راجح معلوم ہوتی ہے۔

(ملاحظه هو: شرح ابی داؤد للعینی، تحت رقم الحديث ۲۱۲. فتح الباری لابن حجر، ج ۱، ص ۳۹۲، باب كينونة الجنب فی البیت)

---

[۱] عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ قَالَ: ذَكَرَ عُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ تُصِيبُهُ الجَنَابَةُ مِنَ اللَّيْلِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ، ثُمَّ نَمْ(بخاری، رقم الحديث ۲۹۰)

[۲] حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ، حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُدْرِكٍ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنِ ابْنِ نُجَيٍّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيٍّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ جُنُبٌ، وَلَا صُورَةٌ، وَلَا كَلْبٌ(مسند احمد، رقم الحديث ۶۳۲)

[۳] حسن لغيره دون ذكر الجنب، وهذا إسناد ضعيف، نجي -وهو الحضرمي الكوفي -لم يرو عنه غير ابنه عبد الله، وذكره ابن حبان في "الثقات"، وقال :لا يعجبني الاحتجاجُ بخبره إذا انفرد (حاشية مسند احمد، تحت رقم الحديث ۶۳۲)

وقال المنذری: رواه أبو داود والنسائی وابن حبان في صحيحه كلهم من رواية عبد الله بن يحيى قال البخاری فيه نظر (الترغيب والترهيب، تحت رقم الحديث ۴۶۳۳)

عبرت کدہ ﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَ بْصَارِ﴾ ابوجویریہ

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

حضرت یوسف علیہ السلام (قسط ۳۱)

برادرانِ یوسف کو مصر جاتے وقت حضرت یعقوب کی وصیت

حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی جب پہلی مرتبہ مصر گئے تھے، تو عام مسافروں کی طرح بلا امتیاز شہر میں داخل ہوگئے تھے، لیکن حضرت یوسف علیہ السلام کی خاص توجہات کو دیکھ کر یقیناً وہاں کے لوگوں کی نظریں ان کی طرف اٹھنے لگی ہوں گی، اس لئے اب ان کا دوبارہ جانا خاص شان واہتمام سے بلکہ کہنا چاہیے کہ ایک طرح سے حضرت یوسف علیہ السلام کی دعوت پر تھا، حضرت یوسف علیہ السلام کے سگے بھائی بنیامین جس کی حفاظت ومحبت حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام کے بعد بہت کرتے تھے، بھائیوں کے ہمراہ تھے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کو خیال گزرا کہ ایک باپ کے گیارہ وجیہ خوش رو بیٹوں کا خاص شان سے اجتماعی طور شہر میں داخل ہونا خصوصاً اس برتاؤ کے بعد جو عزیزِ مصر کی طرف سے لوگ پہلے مشاہدہ کر چکے ہیں، ایسی چیز ہے جس کی طرف عام نگاہیں ضرور اٹھیں گی۔

اس لئے حضرت یعقوب علیہ السلام نے بیٹوں کو نظرِ بد اور حسد وغیرہ سے بچانے کے لیے یہ ظاہری تدبیر تلقین فرمائی کہ متفرق ہوکر معمولی حیثیت سے شہر کے مختلف دروازوں سے داخل ہوں، تا کہ لوگوں کی نظریں ان کی طرف نہ اٹھیں۔ نیز اس مرتبہ بنیامین چھوٹے بیٹے کا ساتھ ہونا بھی حضرت یعقوب علیہ کے لئے اور زیادہ توجہ دینے کا سبب ہوا۔ [۱]

---

[۱] نظرِ بد کا حقیقت میں وجود ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو چیز طے شدہ ہے، اس پر کوئی چیز غالب نہیں آتی، بالفاظِ دیگر یوں تفصیل سمجھنی چاہئے کہ نظرِ بد کے منفی اثرات خود تقدیر کا حصہ ہیں، اور تقدیری فیصلہ اس قسم کے اثرات واسباب کو شامل کر کے لکھا گیا ہوتا ہے، اس لئے نظرِ بد کا نفاذ خود تقدیر کا نفاذ ہے، کیونکہ تقدیر کی دو قسمیں ہیں، تقدیرِ مبرم اور تقدیرِ معلق، تقدیرِ مبرم اٹل ہوتی ہے، اس میں ''چونکہ'' ''چنانچہ'' والی شقیں اور احتمالات نہیں ہوتے، جبکہ تقدیرِ معلق بہت سی حسی، مادی، روحانی اسباب وتدابیر کے ساتھ ہی لکھی ہوئی ہے، مثلاً فلاں آدمی کی عمر 50 سال ہوگی، لیکن اگر یہ والدین کی خدمت کرے گا، تو مثلاً 55 سال ہوگی، اب قضاء

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

لیکن اس کے ساتھ ساتھ حضرت یعقوب علیہ السلام نے یہ بھی ظاہر فرمادیا کہ میں کوئی تدبیر کرکے قضاء و قدر کے فیصلوں کو نہیں روک سکتا، تمام کائنات میں حکم صرف اللہ تعالیٰ ہی کا چلتا ہے، ہمارے سب انتظامات اللہ تعالیٰ کے حکم کے مقابلہ میں بے کار ہیں، البتہ تدبیر کرنا بھی شریعت کا حکم ہے، اس لئے انسان کو چاہیے کہ بچاؤ کی تدبیر کرلے، مگر بھروسہ اللہ پر ہی رکھے، گویا بیٹوں کو سمجھادیا کہ میری طرح تم بھی اللہ کی حفاظت پر ہی بھروسہ رکھو۔

چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ. وَمَآ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ. اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ. وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ(سورة يوسف، رقم الآية ٦٧)

یعنی ”اور (چلتے وقت) یعقوب نے ان کو (نصیحت کے طور) پر کہا کہ اے میرے بچو! (مصر

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقدر کے فیصلے نافذ کرنے والے فرشتے یا فرشتہ دیکھے گا کہ یہ والدین کی خدمت کرتا ہے یا نہیں، اس کے مطابق تقدیر نافذ کریں گے، اسی طرح اور جن جن اسباب کو تقدیر میں دخل ہے، اس سے یہی تقدیرِ معلق مراد ہے۔

یہاں تک کہ نظرِ بد جیسی تیز ترین چیز بھی، اور یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ نظرِ بد جس چیز پر اثر انداز ہوتی ہے، خواہ وہ اس چیز کی تباہی وہلاکت کی شکل میں ہو، یا کسی اور شکل میں، تو وہ باذنِ الٰہی ہوتی ہے۔

وعن ابن عباس رضى الله عنهما عن النبى قال العين أى أثرها حق وتحقيقه أن الشىء لا يعان إلا بعد كماله وكل كامل يعقبه النقص ولما كان ظهور القضاء بعد العين أضيف ذلك إليها فلو كان شىء سابق القدر أى غالبه فى السبق سبقته العين أى لغلبته العين والمعنى لو أمكن أن يسبق القدر شىء فيؤثر فى إفناء شىء وزواله قبل أوانه المقدر له سبقت العين القدر وحاصله إن لإهلاك ولا ضرر بغير القضاء والقدر ففيه مبالغة لكونها سببا فى شدة ضررها ومذهب أهل السنة إن العين يفسد ويهلك عند نظر العائن بفعل الله تعالى أجرى العادة أن يخلق الضرر عند مقابلة هذا الشخص لشخص آخر قال النووى فيه إثبات القدر وإن الأشياء كلها بقدر الله تعالى قال الطيبى المعنى أن فرض شىء له قوة وتأثير عظيم سبق المقدر لكان عينا والعين لا يسبق فكيف بغيرها وقال التوربشتى قوله العين حق أى الإصابة بالعين من جملة ما تحقق كونه وقوله ولو كان شىء سابق القدر كالمؤكد للقول الأول وفيه تنبيه على سرعة نفوذها وتأثيرها فى الذوات وإذا استغسلتم بصيغة المجهول فاغسلوا كانوا يرون أن يؤمر العائن فيغسل أطرافه وما تحت الإزار فتصب غسالته على المعيون يستشفون بذلك فأمرهم النبى أن لا يمتنعوا عن الاغتسال إذا أريد منهم ذلك وأدى ما فى ذلك دفع الوهم من ذلك وليس لأحد أن ينكر الخواص المودعة فى أمثال ذلك ويستبعدها من قدرة الله وحكمته لا سيما وقد شهد بها الرسول وأمر بها (مرقاة، كتاب الطب والرقى)

(نظرِ بد کی تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں ”ماہِ صفر اور توہم پرستی“ مصنفہ: حضرت مفتی محمد رضوان صاحب)

کے دارالحکومت میں) تم سب ایک ہی دروازے سے (شہر میں) داخل نہ ہونا بلکہ مختلف دروازوں سے جانا (تاکہ نظر بد سے دور رہو، اور یہ بھی محض ایک ظاہری تدبیر ہے ورنہ) میں تم کو اللہ کی مشیئت سے نہیں بچا سکتا، اللہ کے سوا کسی کا حکم نہیں، میرا بھروسہ بھی اسی پر ہے اور اسی پر بھروسہ کرنا چاہیے، سب بھروسہ کرنے والوں کو“

حضرت یعقوب علیہ السلام نے جس حقیقت کا اظہار فرمایا، اتفاقاً ہوا بھی ایسا ہی کہ اس سفر میں بنیامین کو حفاظت کے ساتھ واپس لانے کی ساری تدبیریں مکمل کر لینے کے باوجود سب چیزیں ناکام ہوگئیں، اور بنیامین کو مصر میں روک لیا گیا جس کے نتیجہ میں حضرت یعقوب علیہ السلام کو ایک دوسرا شدید صدمہ پہنچا، جیسا کہ اگلی آیت میں اس کی تفصیل آتی ہے۔ [1]

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَيْثُ اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ مَا كَانَ يُغْنِىْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَىْءٍ اِلَّا حَاجَةً فِىْ نَفْسِ يَعْقُوْبَ قَضٰهَا. وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (سورة يوسف، رقم الآية ٦٨)

یعنی ”اور جب (برادرانِ یوسف) اسی طرح داخل ہوئے جس طرح ان کے والد نے حکم دیا تھا، انھیں اللہ کی کسی بات سے کچھ نہ بچا سکتا تھا، مگر یعقوب کے دل میں ایک خواہش تھی جسے (حضرت یعقوب علیہ السلام) نے پورا کیا اور وہ تو ہمارے سکھلانے سے علم والا تھا، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے“

مطلب یہ ہے اصل مقصد کے لحاظ سے تدبیر ناکام ہوگئی، اگرچہ نظر بد یا حسد وغیرہ سے تو حفاظت ہوگئی

---

[1] (وقال) لهم يعقوب لما أرادوا الخروج من عنده، (يا بنى لا تدخلوا من باب واحد وادخلوا من أبواب متفرقة) وذلك أنه خاف عليهم العين؛ لأنهم كانوا أعطوا جمالا وقوة وامتداد قامة، وكانوا ولد رجل واحد، فأمرهم أن يتفرقوا فى دخولهم لئلا يصابوا بالعين، فإن العين حق ، وجاء فى الأثر" :إن العين تدخل الرجل القبر، والجمل القدر"

وعن ابراهيم النخعى :أنه قال ذلك لأنه كان يرجو أن يروا يوسف فى التفرق .والأول أصح.

ثم قال :(وما أغنى عنكم من الله من شىء) معناه :إن كان الله قضى فيكم قضاء فيصيبكم مجتمعين كنتم أو متفرقين، فإن المقدور كائن والحذر لا ينفع من القدر، (إن الحكم) ما الحكم، (إلا لله) هذا تفويض يعقوب أموره إلى الله، (عليه توكلت) اعتمدت، (وعليه فليتوكل المتوكلون)(تفسير البغوى، تحت سورة يوسف، رقم الآية ٦٧)

Idara Ghufran

ہوئی کیونکہ اس سفر میں ایسا واقعہ پیش نہیں آیا، مگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے جو حادثہ پیش آنے والا تھا، اس کی طرف حضرت یعقوب علیہ السلام کی نظر نہ گئی، اور نہ اس کے لئے کوئی تدبیر کر سکے۔

بعض روایات میں آتا ہے کہ شہر کے دروازے چار تھے، اور برادرانِ یوسف متفرق طور پر ان چار دروازوں سے شہر میں داخل ہوئے۔ ۱؎

اس آیت کے آخر میں حضرت یعقوب علیہ السلام کی مدح ان الفاظ میں کی گئی ہے کہ:

وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ .

یعنی "یعقوب علیہ السلام بڑے علم والے تھے کیونکہ ان کو ہم نے علم دیا تھا، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے"

مطلب یہ ہے کہ عام لوگوں کی طرح ان کا علم کتابی اور اکتسابی نہیں بلکہ بلاواسطہ عطاء خداوندی اور وہبی علم تھا اسی لئے انھوں نے ظاہری تدبیر جو شرعاً مشروع اور محمود ہے وہ تو کر لی، لیکن اس پر بھروسہ نہیں کیا، مگر بہت سے لوگ اس بات کی حقیقت کو نہیں جانتے اور ناواقفیت سے یعقوب علیہ السلام کے بارے میں ایسے شبہات میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ یہ تدبیریں پیغمبر کی شان کے شایان نہ تھیں۔ ۲؎ (جاری ہے......)

۱؎ ولما دخلوا مصر من حيث أمرهم أبوهم اى من أبواب متفرقة قيل كانت أبواب المدينة اربعة فدخلوا من ابوابها ما كان يغنى اى يدفع عنهم رأى يعقوب واتباعهم له من الله اى من قضائه من شىء اى شيئا مما قضى الله عليهم او شيئا من الإغناء حتى أخذ بنيامين وتضاعفت المصيبة على يعقوب صدق الله يعقوب فيما قال إلا حاجة فى نفس يعقوب استثناء منقطع اى ولكن حاجة فى نفسه يعنى شفقته عليهم من ان يعاينوا قضاها اى أظهرها فوصى بها وإنه لذو علم لما علمناه بالوحى او نصب الحجج ولذلک قال وما أغنى عنكم من الله من شىء -او لتعليمنا إياه -وقيل معناه انه لعامل بما علم -قال سفيان من لا يعمل بما يعلم لا يكون عالما - قيل انه لذو حفظ لما علمناه ولكن أكثر الناس لا يعلمون ما يعلم يعقوب اولا يعلمون القدر وانه لا يغنى عن الحذر او لا يعلمون الهام الله لاوليائه(التفسير المظهرى، تحت سورة يوسف، رقم الآية ٦٨)

۲؎ یا یہ مراد ہے کہ عامۃُ النّاس اور اربابِ باطن کے ماسوا لوگ اس وہبی، کشفی، الہامی ولدنی علم کی کیفیت وحقیقت سے انجان ہیں، عام اس سے کہ کسبی علم ان کے پاس ہو یا اُمّی محض ہوں۔

قوله تعالى :(ولما دخلوا من حيث أمرهم أبوهم) أى من أبواب شتى .(ما كان يغنى عنهم من الله من شىء) إن أراد إيقاع مكروه بهم .(إلا حاجة) استثناء ليس من الأول .(فى نفس يعقوب قضاها) أى خاطر خطر بقلبه؛ وهو وصيته أن يتفرقوا؛ قال مجاهد :خشية العين ، وقد تقدم القول فيه .وقيل :لئلا يرى الملک عددهم وقوتهم فيبطش بهم حسدا أو حذرا؛ قاله بعض المتأخرين ، واختاره النحاس ، وقال :ولا معنى للعين ها هنا .ودلت هذه الآية على أن المسلم يجب عليه أن يحذر أخاه مما يخاف عليه ، ويرشده إلى ما فيه طريق السلامة والنجاة؛ فإن الدين النصيحة ، والمسلم أخو المسلم .قوله تعالى :(وإنه) يعنى يعقوب .(لذو علم لما علمناه) أى بأمر دينه .(ولكن أكثر الناس لا يعلمون) أى لا يعلمون ما يعلم يعقوب عليه السلام من أمر دينه .وقيل :لذو علم أى عمل؛ فإن العلم أول أسباب العمل ، فسمى بما هو بسببه(تفسير القرطبى، تحت سورة يوسف ، رقم الآية ٦٨)

طب وصحت

مفتی محمد رضوان

بیمار ومریض کی عیادت کی فضیلت

احادیث میں بیمار مسلمان کی عیادت کرنے کی عظیم فضیلت آئی ہے، بشرطیکہ وہ اخلاص کے ساتھ اور آداب کے مطابق ہو۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: أَطْعِمُوا الْجَائِعَ، وَعُوْدُوْا الْمَرِیْضَ، وَفُکُّوْا الْعَانِیْ (بخاری، رقم الحدیث ۵۶۴۹، باب وجوب عیادۃ المریض)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بھوکے کو کھانا کھلاؤ، اور مریض کی عیادت کرو، اور قیدی کو رہا کراؤ (بخاری)

اس طرح کی حدیث اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ [1]

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: عَائِدُ الْمَرِیْضِ فِیْ مَخْرَفَۃِ الْجَنَّۃِ حَتّٰی یَرْجِعَ (مسلم، رقم الحدیث "۳۹" ۲۵۶۸)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیمار کی عیادت کرنے والا جنت کے میوہ زار میں ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ لوٹ آئے (مسلم)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَنْ عَادَ مَرِیْضًا لَمْ یَزَلْ یَخُوْضُ الرَّحْمَۃَ

---

[1] عن البراء بن عازب رضی اللہ عنہما، قال " :أمرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسبع، ونہانا عن سبع :نہانا عن خاتم الذہب، ولبس الحریر، والدیباج، والإستبرق، وعن القسی، والمیثرۃ، وأمرنا أن نتبع الجنائز، ونعود المریض، ونفشی السلام (بخاری، رقم الحدیث ۵۶۵۰، باب وجوب عیادۃ المریض)

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ " :عُوْدُوا الْمَرِیضَ، وَامْشُوا مَعَ الْجَنَائِزِ تُذَکِّرُکُمُ الْآخِرَۃَ (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۱۱۸۰)

Idara Ghufran

حَتّٰی یَجۡلِسَ فَإِذَا جَلَسَ غَمَرَ فِیۡهَا (صحیح ابن حبان، رقم الحدیث ۲۹۵۶)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے بیمار کی عیادت کی، تو وہ برابر (اللہ کی) رحمت میں رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ (بیمار کے پاس) بیٹھ جائے، پھر جب وہ (بیمار کے پاس) بیٹھ جاتا ہے تو (اللہ کی رحمت) میں ڈوب جاتا ہے (ابن حبان)

اس قسم کی حدیث حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

(ملاحظہ ہو: مسند احمد، رقم الحدیث ۱۵۷۹۷، واللفظ لہٗ، المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۲۰۴، المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحدیث ۹۰۳،)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ یَقُوۡلُ: أَیُّمَا رَجُلٍ یَعُوۡدُ مَرِیۡضًا، فَإِنَّمَا یَخُوۡضُ فِی الرَّحۡمَةِ، فَإِذَا قَعَدَ عِنۡدَ الۡمَرِیۡضِ غَمَرَتۡهُ الرَّحۡمَةُ، قَالَ: فَقُلۡتُ: یَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ، هٰذَا لِلصَّحِیۡحِ الَّذِیۡ یَعُوۡدُ الۡمَرِیۡضَ، فَالۡمَرِیۡضُ مَا لَهٗ ؟ قَالَ: تُحَطُّ عَنۡهُ ذُنُوۡبُهٗ (مسند احمد، رقم الحدیث ۱۲۷۸۲)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو آدمی بھی کسی بیمار کی عیادت کرتا ہے، تو وہ برابر (اللہ کی) رحمت میں رہتا ہے، پھر جب وہ مریض کے پاس بیٹھ جاتا ہے، تو (اللہ کی) رحمت اُسے ڈھانپ لیتی ہے، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! یہ (اجر و ثواب) تو اُس تندرست کے لئے ہے، جو مریض کی عیادت کرتا ہے، تو مریض کے لئے کیا (اجر و ثواب) ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُس مریض سے اُس کے گناہ مٹا دیے جاتے ہیں (مسند احمد)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ یَقُوۡلُ: مَا مِنۡ اِمۡرِءٍ مُسۡلِمٍ یَعُوۡدُ مُسۡلِمًا إِلَّا ابۡتَعَثَ اللّٰهُ سَبۡعِیۡنَ أَلۡفَ مَلَکٍ یُصَلُّوۡنَ عَلَیۡهِ فِیۡ أَیِّ سَاعَاتِ النَّهَارِ کَانَ حَتّٰی یُمۡسِیَ وَأَیِّ سَاعَاتِ اللَّیۡلِ کَانَ حَتّٰی یُصۡبِحَ (ابن حبان، رقم الحدیث ۲۹۵۸)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو آدمی بھی کسی مسلمان کی

دن کے کسی وقت میں عیادت کرتا ہے، تو اللہ ستر ہزار فرشتوں کو بھیجتا ہے، جو اُس کے لئے شام ہونے تک مغفرت کی دعاء کرتے ہیں، اور اگر رات کے کسی حصہ میں عیادت کرتا ہے، تو وہ فرشتے صبح ہونے تک اُس کے لئے مغفرت کی دعاء کرتے ہیں (ابن حبان)

مسلمان بیمار و مریض کی عیادت کرنے کے یہ فضائل اس وقت حاصل ہوتے ہیں، جبکہ رسم و رواج اور فاسد غرض کے بجائے اخلاص اور رضائے الٰہی کی غرض سے عیادت کی جائے، اور عیادت کے نتیجہ میں بیمار و مریض کو تکلیف و ایذاء بھی نہ پہنچے، اس لئے عیادت کرنے والے کو چاہئے کہ وہ یہ عمل عبادت سمجھ کر اخلاص کے ساتھ انجام دے، اور اپنے اس عمل کے نتیجہ میں بیمار و مریض کو کسی قسم کی تکلیف و ایذاء نہ پہنچائے، مثلاً یہ کہ اُس کے آرام کے وقت میں عیادت کے لئے پہنچ کر اُس کے آرام میں خلل نہ ڈالے، اور بیماری و مریض کے پاس اتنی زیادہ دیر تک نہ بیٹھے، جس سے اس کو تکلیف ہو۔

اور اگر بیمار و مریض کسی ہسپتال وغیرہ میں داخل ہو، تو ہسپتال کے مقررہ ضابطوں کی بھی رعایت کرے۔

اخبارِ ادارہ مولانا محمد امجد حسین

ادارہ کے شب وروز

□...... جمعہ ۱۴/ ۲۱/ ۲۸/ صفر و ۵/ ربیع الاول متعلقہ مساجد میں وعظ ومسائل کے سلسلے ہوئے۔

□...... ۹/ ۱۶/ ۲۳/ ۳۰/ صفر و ۷/ ربیع الاول اتوار دن دس تا ۱۲ حضرت مدیر دامت برکاتہم کی ہفتہ وار اصلاحی مجلس حسبِ معمول ہوئی، انہی تاریخوں میں بعد ظہر طلبہ کے لئے بزمِ ادب اور بعد عصر شعبہ حفظ کے لئے اصلاحی مجلس بھی حسبِ معمول ہوئی۔

□...... ۱۰/ صفر مولانا طارق محمود صاحب کی نومولود بچی اچانک بیمار ہوئی، نازک حالت میں ہسپتال داخل کرنا پڑا، ہفتہ بھر زیرِ علاج رہی، بفضلِ رب صحت یاب ہوگئی۔

□...... ۱۲/ صفر بدھ حضرت مدیر صاحب بمعہ اہل خانہ ومولانا ناصر صاحب، مولانا خلیل اللہ صاحب کی دعوت پر ان کے گاؤں ''بہائی مہر علی'' (کلر سیداں) دودن کے لئے تشریف لے گئے۔

□...... ۲۲/ صفر مولانا سہیل صاحب (لاہور) دارالافتاء میں تشریف لائے، حضرت مدیر صاحب سے مجالست ہوئی۔

□...... ۲۷/ صفر جمعرات حضرت مدیر صاحب مع اہلِ خانہ جناب عدنان صاحب (پاک آٹوز) کے ہاں عشائیہ پر مدعو تھے۔

□...... ۲۹/ صفر مفتی محمد یونس صاحب دامت برکاتہم کی طبیعت ناساز ہوئی، کچھ دن علیل رہے، اللہ تعالیٰ کامل شفاء عطا فرمائے۔

□...... ۵/ ربیع الاول بروز جمعہ، حضرت مدیر صاحب، جناب عبید الرحمٰن صاحب ولد مولوی محمد دین صاحب کی طرف سے عشائیہ پر مدعو تھے۔

□...... ۶/ ربیع الاول جمعہ راقم الحروف ''دارِ ارقم سکول'' (اصغر مال برانچ) میں طلبہ وطالبات کی ایک تعلیمی وتربیتی تقریب میں حاضر وشریک ہوا۔

□...... ۶/ ربیع الاول ادارہ کے طالبِ علم محمد شعیب (ابنِ مفتی یونس صاحب) کو موٹر سائیکل حادثہ پیش آیا، کچھ چوٹیں اور خراشیں آئیں، باقی اللہ نے حفاظت فرمائی، محمد عفان متعلم شعبہ حفظ (ابنِ مدیر صاحب) بھی بیمار رہے۔

□...... ۸/ ربیع الاول حضرت مدیر صاحب دامت برکاتہم کی طبیعت ناساز رہی، لیکن بفضلہٖ تعالیٰ معمولات پورے ہوتے رہے۔ ۹/ ربیع الاول مفتی خالد حسین عباسی صاحب (خطیب ومفتی مرکزی جامع مسجد، مری) دارالافتاء میں تشریف لائے، حضرت مدیر صاحب سے ملاقات ومجالست ہوئی۔

اخبارِ عالم

حافظ غلام بلال

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم ومفید حالات وواقعات، حادثات وتغیرات

✍ 21 / دسمبر/2012ء، بمطابق ۷/صفر المظفر /1434ھ : پاکستان: ایجنسیاں فون ٹیپ، ای میل کی نگرانی کرسکیں گی، قومی اسمبلی میں فیئر ٹرائل بل منظور ✍ 22 / دسمبر: پاکستان: وزیرِ اعلیٰ پنجاب نے صوبہ کی تمام کچی آبادیوں کو مالکانہ حقوق دینے کا اعلان کردیا، بیواؤں اور یتیموں کی فیس معاف ✍ 23 / دسمبر: پاکستان: پشاور میں خودکش حملہ، اے این پی کے رہنما بشیر بلور سمیت 9افراد جاں بحق، آج قومی سوگ کا اعلان ✍ 24 / دسمبر: پاکستان: زرعی خود کفالت پالیسی، گندم کا نیا ہدف 25.5 ملین ٹن مقرر، چاول، گنے کے ہدف میں اضافہ ✍ 25 / دسمبر: پاکستان: پنجاب میں شدید دھند جاری، موٹروے بند، ٹریفک حادثات میں 4افراد جاں بحق ✍ 26 / دسمبر: پاکستان: کراچی، مولانا اورنگزیب فاروقی حملے میں زخمی، 6جاں بحق، ہنگامے پھوٹ پڑے، اہلسنت کا آج ہڑتال کا اعلان ✍ 27 / دسمبر: پاکستان: نائب امیر جماعت اسلامی پروفیسر غفور احمد انتقال کرگئے، عمر85 سال تھی ✍ 28 / دسمبر: پاکستان: دہشت گردی 12 سال میں 11 ہزار 800 پاکستانی جاں بحق، رپورٹ وزارتِ داخلہ ✍ 29 / دسمبر: پاکستان: کراچی پیشگی اطلاع کے بغیر 7 گھنٹے موبائل فون سروس معطل، پختونخوا حکومت کا سروس بند کرنے سے انکار ✍ 30 / دسمبر: پاکستان: اسلام آباد، لاہور سمیت کئی شہروں میں زلزلہ، شدت 5.8 تھی ✍ 31 / دسمبر: پاکستان: اعلیٰ اور ماتحت عدلیہ میں 16لاکھ 35 ہزار سے زائد مقدمات زیرِ التوا ✍ یکم/جنوری2013ء: پاکستان: نئے سال کے آغاز پر گیس 6.14 فیصد مہنگی ✍ 02 / جنوری: پاکستان: سی این جی 12.80 روپے فی کلو مہنگی، اوگرا نے نوٹیفکیشن جاری کردیا ✍ 03 / جنوری: پاکستان: خسرہ کی وبا، اسلام آباد میں بھی پہنچ گئی، سندھ میں مزید 11 بچے چل بسے ✍ 04 / جنوری: پاکستان: وزیرستان میں دو ڈرون حملے، طالبان کمانڈر ملا نذیر سمیت 17 جاں بحق ✍ 05 / جنوری: دبئی نے بلند ترین ہوٹل بنانے کا اعزاز حاصل کرلیا، فائیو سٹار ہوٹل کی اونچائی 355 میٹر، 77 منزلیں اور 804 کمرے ہیں ✍ 06 / جنوری: پاکستان: سابق امیر جماعت اسلامی قاضی حسین احمد انتقال کرگئے ✍ 07 / جنوری: پاکستان: باغ، بھارتی فوج کا پاکستانی پوسٹ پر حملہ، لانس نائیک جاں بحق، ایک جوان زخمی ✍ 08 / جنوری: پاکستان: سپریم کورٹ نے بلوچستان میں سونے کی تلاش کا ریکوڈک معاہدہ غیر قانونی قرار دے دیا ✍ 09 / جنوری: پاکستان: قندھار ائیر پورٹ پر پی آئی اے کی پرواز پر راکٹ حملہ ✍ 10 / جنوری: پاکستان: 82ارب کی کرپشن میں ملوث، سابق چیئرمین اوگرا توقیر صادق ابوظہبی سے گرفتار ✍ 11 / جنوری: پاکستان: کوئٹہ میں بم دھماکے، ایس پی سمیت 83 جاں بحق، 250 زخمی، مینگورہ مسجد میں خودکش حملہ 22 جاں بحق، 110 زخمی ✍ 12 / جنوری: پاکستان: کوئٹہ دھماکے: شٹر ڈاؤن، 82 نعشوں کے ساتھ دھرنا، فوج بلانے تک تدفین سے انکار ✍ 13 / جنوری: پاکستان: وزیر اعظم نے کوئٹہ میں ایف سی کو پولیس کے تمام اختیارات دے دیئے ✍ 14 / جنوری: پاکستان: بلوچستان حکومت

برطرف، گورنر راج نافذ ﷺ 15 / جنوری: پاکستان: کوئٹہ چار روز بعد 86 مقتولین کی تدفین، دھرنے ختم، صوبے میں ڈبل سواری، اسلحہ نمائش پر پابندی، وزراء کو کام کرنے سے روک دیا، صدارتی فرمان ﷺ 16 / جنوری: پاکستان: رینٹل پاور کیس، وزیر اعظم کو گرفتار کیا جائے، سپریم کورٹ کا نیب کو حکم ﷺ 17 / جنوری: پاکستان: پنجاب، سرکاری اداروں میں براہِ راست بھرتی پر پابندی ﷺ 18 / جنوری: پاکستان: حکومت سے معاہدے کے بعد طاہر القادری کا دھرنا ختم، قومی اسمبلی 16 مارچ سے پہلے تحلیل ہوگی ﷺ 19 / جنوری: پاکستان: قتل یا خودکشی؟ رینٹل پاور کے تفتیشی افسر کامران فیصل کی پر اسرار ہلاکت ﷺ 20 / جنوری: پاکستان: لاہور، پلازے میں آگ لگنے کا مقدمہ مالکان کے خلاف درج، ہلاک ہونے والے پانچ افراد کی شناخت ہوگئی۔

اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال

افادات: شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہم

پیشِ لفظ: مولانا عبدالقیوم حقانی...... جمع وترتیب: مولانا مفتی عبدالمنعم حقانی

امام ترمذی کی جامع السنن کے ''ابواب البر والصلة'' کے درسی افادات

ماہنامہ القاسم کی ۱۸ ویں خصوصی اشاعت

الامام الکبیر مولانا محمد قاسم نانوتوی

ترتیب وتالیف: مولانا عبدالقیوم حقانی

ایمان افروز تذکرہ، انوکھے اور دلچسپ حالات، امتیازات وکمالات، حیات وخدمات، حیرت انگیز واقعات

بنیاد کا پتھر

تالیف: مولانا عبدالقیوم حقانی

ایک مخلص، جفاکش، نظریاتی، جفاکش، جواں سال اور وفادار کارکن کی دلچسپ کارکردگی

ناشر: القاسم اکیڈمی، جامعہ ابوہریرہ، خالق آباد، نوشہرہ، کے پی کے. 0346-4010613